کلیات اکبر الہ آبادی

از

اکبر الہ آبادی

حصہ سوئم

All rights reserved.

عرض حال

کلیات اکبر، جلد اول کے بعد دو کتابیں بزم اکبر نے اور شائع کی ہیں ۔ایک لسان العصر۔ دوسری حیات اکبر۔ بزم اکبر کے بانی اور صدر عالی مرتبت جناب چوہدری نذیر احمد خاں صاحب کراچی میں رہتے تو کلیات جلد دوم جو اس وقت آپ کے سامنے ہے کافی پہلے پیش کر دی جاتی۔

چوہدری صاحب لاہور چلے گئے، اور صرف چلے نہیں گئے، لاہور جا کر ایسے عدیم الفرصت ہوئے کہ بزم کی طرف مطلق توجہ نہ کر سکے۔حال میں انہوں نے لکھا ہے کہ بزم کا کام پھر شروع کیا جائے گا۔مسٹر مشتاق احمد، آنریری سکریٹری، بزم بھی از حد کوشاں ہیں کہ بزم کی رفتار میں فرق نہ آنے پائے۔

کلیات جلد اول پر بھارت اور پاکستان کے اردو اخباروں اور رسالوں نے اتنی فراخ حوصلگی سے تبصرے کئے ہیں کہ شاید کسی دوسری کتاب پر کئے ہوں۔ بزم کی مساعی کے سب مداح ہیں۔لیکن ایک کمی عام طور پر محسوس کی گئی ہے کہ کلیات نئی ترتیب کے ساتھ نہیں شائع ہوئی۔ مجھے خود اس کمی کا احساس ہے اور کلیات جلد دوم کی چھپائی کے دوران میں اپنے عزیز اور لائق و فایق دوست بھیا احسان الحق صاحب سے میں قطعات و رباعیات کی ترتیب دلوا چکا ہوں۔تاہم اول کلیات کا زیادہ ردو بدل کے بغیر چھاپ دینا مناسب تھا۔انشاءاللہ آئندہ تمام کلیات اکبر

کو نئے نئے اسلوب سے شائع کیا جائے گا۔ مگر اس کے لیے وقت درکار ہے۔ کلیات فوراً شائع نہ کرنے کا نتیجہ ممکن تھا کہ یہ نکلتا کہ کلیات بھی رک جاتی اور کوئی اور کتاب بھی شائع نہ ہوتی۔ کلیات جلد دوم ہی کی تکمیل ایسی مہم بن گئی تھی کہ عزت مآب جناب سردار عبدالرب صاحب نشتر دست گیری نہ فرماتے تو مہم کا سر کرنا دشوار تھا۔

اب بزم کے پاس چار کتابیں ہیں۔ ان سے اگلی کتابوں کی اشاعت میں کافی مدد ملے گی۔ حضرت اکبر کا کلام بھی نئے نئے اسلوب سے شائع کیا جائے گا۔ اور حضرت اکبر کے متعلق اچھی سے اچھی کتابیں چھاپی جائیں گی۔

قطعات و رباعیات کا مسودہ پورا تیار ہے۔ ایک کتاب قریباً ساڑھے تین سو صفحات کی حضرت مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی نے عنایت کی ہے۔ اس کا نام ہے ''اکبر میری نظر میں'' ہے۔ ایک کتاب اختر انصاری صاحب اکبر آبادی نے دی ہے۔ اس کا نام ہے اکبر اس دور میں یہ تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔ اختر صاحب نے ممتاز اور مشہور ادیبوں سے بالکل تازے مضامین لکھوائے ہیں۔

غرض کہ بزم تبدیلی ترتیب کے علاوہ بہت کچھ کرنا چاہتی ہے۔ کلیات کی موجودہ جلدوں کو تو بس اس نظر سے دیکھئے کہ سارے بھارت اور سارے پاکستان میں کلیات نایاب ہو گئی تھی۔ بزم اللہ کے فضل سے اسے دوبارہ وجود میں لے آئی۔

کلیات جلد دوم میں پرانے ایڈیشنوں کے دو حصے ہیں۔ حصہ دوم اور حصہ سوم۔

کلیات حصہ اول ضخیم تھا۔ لہٰذا اسے ایک جلد میں رکھا گیا۔ اس کا حجم چار سو چالیس صفحے ہے۔ حصہ دوم و سوم نسبتاً چھوٹے ہیں۔ دونوں کا حجم چار سو چوہتر صفحے بنا ہے۔

محمد واحدی

ناظم شعبۂ تصنیف و تالیف بزم اکبر

۱۷ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ

۱۴ فروری ۱۹۵۲ء

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

حصہ دوم

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆☆﴿۱﴾☆☆

ذہن میں جو گھر گیا لا انتہا کیونکر ہوا
جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

دل کو جو پہنچائے ایذا وہ نہیں ہے اہل دل
ظلم کا باعث جو ہو درد آشنا کیونکر ہوا

طالب دنیا کو اکبر کس طرح سمجھوں میں خضر
خود جو گم ہے فکر میں وہ رہنما کیونکر ہوا

☆☆﴿۲﴾☆☆

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا
اب فکرِ آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

اس نے خدا کو مانا وہ ہو رہا بتوں کا
یا اس نے خوب سمجھایا اس نے خوب دیکھا

نام خدا کو اکثر زیب زباں تو پایا
عشق بتاں کو لیکن نقشِ قلوب دیکھا

اوروں پہ معترض تھے لیکن جو آنکھ کھولی
اپنے ہی دل کو ہم نے گنج عیوب دیکھا

☆☆﴿۳﴾☆☆

کوئی طاقت نہیں اب آپ کی طاقت کے سوا
کچھ بچا ہی نہیں میرے لیے جنت کے سوا

ہر ارادے میں نظر آتی ہے اک صورت یاس
شغل اب کچھ بھی نہیں فسخ عزیمت کے سوا

اس کو تھا ناز کہ حاصل ہے مجھے راحت و عیش
میں نے جانچا تو نہ تھا کچھ بھی وہ غفلت کے سوا

سکھ ملا جس کو زمانے میں مبارک ہو اسے
ہم نے تو کچھ نہ پایا غم و حسرت کے سوا

عکس دنیا کے مرقع کا پڑا آنکھوں میں
دل میں اتری نہ کوئی شے تری صورت کے سوا

☆☆(۴)☆☆

نہ یہ رنگ طبع ہوتا نہ یہ دل میں جوش ہوتا
یہ جنوں اگر نہ ہوتا تو کہاں یہ ہوش نہ ہوتا

غم دہر سے بچاتا ہے بشر کو مست رہنا
مجھے شاعری نہ آتی تو میں بادہ نوش ہوتا

تمہیں دیکھ سن کے فطرت نے یہ نقش کھینچے ورنہ
نہ یہ ہوتی چشم نرگس نہ یہ گل کا گوش ہوتا

دل و دیں ہیں سب کے صدقے جو وہ خود نما بنا ہے
کوئی زندہ ہی نہ رہتا جو وہ خود فروش ہوتا

نہ ابھارتا جو گردوں تو وہ کیوں یہ ظلم کرتے
کچھ اثر فغاں میں ہوتا تو میں کیوں خموش ہوتا

حسن نظامی اکبر کا کلام سن کے بولے
میں تجھے ولی سمجھتا جو تو خرقہ پوش ہوتا

☆☆﴿۵﴾☆☆

کہہ کہ شمع سے پروانہ دور ہی اچھا
اگر ہے عشق تو قرب حضور ہی اچھا
لبھا لیا مجھے اے شیخ چشم ساقی
غرور زہد سے مے کا سرور ہی اچھا
ہزار ہوش ہیں قربان ایسے جلوے پر
جناب حضرت موسیٰ کو طور ہی اچھا
رہے نہ دل کے لیے کوئی مستقل مرکز
یہی ہے عقل تو دل اس سے دور ہی اچھا
دل شکستہ میں رہتا ہے بادہ عرفاں
سنا ہے میں نے کہ یہ شیشہ چور ہی اچھا

☆☆﴿۶﴾☆☆

وہ مے نہیں رہی نہ وہ پیمانہ رہ گیا
دنیا میں بزم جسم کا ایک افسانہ رہ گیا
غائب ہوئی پڑی دل دیوانہ رہ گیا
افسوس شمع بجھ گئی پروانہ رہ گیا

☆☆﴿۷﴾☆☆

سرور و نور و وجد و حال ہو جائے گا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے تیرے دل میں ہو طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی کی ہے جس نے شب پیدا

☆☆﴿۸﴾☆☆

فرقت یار میں جینے کا سہارا کیا تھا
خوب تھی موت سوا موت کے چارا کیا تھا

جان اللہ نے لی جسم ہوا داخل گور
ہم نے بھی دل میں یہ سمجھا کہ ہمارا کیا تھا

☆☆﴿۹﴾☆☆

دنیا کا دیدنی وہ تماشا نکل گیا
اب گرد رہ گئی ہے یہ پہلا نکل گیا

اب مادے کے چھاننے والے ہی رہ ہی رہ گئے
روحانیات کا وہ اکھاڑہ نکل گیا

گو موت آئی عشق میں تو ہمیں نیند آگئی
نکلی بدن سے جان تو کانٹا نکل گیا

کیا دل لگاؤں موسم گل سے میں اے صبا
اس کو بھی کچھ ثبات ہے آیا نکل گیا

بازارِ مغربی کی ہوا سے خدا بچائیے
میں کیا مہاجنوں کا دِوالا نکل گیا

☆☆﴿۱۰﴾☆☆

کام کوئی مجھے باقی نہیں مرنے کے سوا
کچھ بھی کرنا نہیں اب کچھ کرنے کے سوا

حسرتوں کا بھی مری تم کبھی کرتے ہو خیال
تم کو کچھ اور بھی آتا ہے سنورنے کے سوا

موت سے ڈرتے ہیں اب پہلے یہ تعلیم نہ تھی
کچھ نہیں آتا تھا اللہ سے ڈرنے کے سوا

محو حیرت ہی رہی بحر میں ہر چشم حباب
کچھ نہ تھی ہستی امواج گذرنے کے سوا

میرے شکووں کو نہ پوچھیں رہیں خاموش حضور
کچھ نہ بن آئے گی واللہ مکرنے کے سوا

عشق کے فن میں ہے اکبر کا بھی درجہ عالی
عیب کچھ اس میں نہیں ضبط نہ کرنے کے سوا

☆☆﴿۱۱﴾☆☆

نہ باشد معتبر دل را سکون و اضطراب ایں جا
غم و شاد یست گرد کار دان انقلاب ایں جا

میاسادر ہجوم جلوۂ دنیا کہ می بینم
سکون یک نفس سرمایۂ صد اضطراب ایں جا

فریب بحر ہستی مایۂ کبر است غافل را
بہ اوج چرخ خواہد سرکشیدن ہر حباب ایں جا

زفرآں بے خبر منشیں واز عقبےٰ مشو غافل
چہ خوش گفت اکبر خوش گو حساب آنجا کتاب ایں جا

☆☆﴿۱۲﴾☆☆

تو نے جسے بنایا اس کو بگاڑ ڈالا
اے چرخ میں نے اپنی عرضی کو پھاڑ ڈالا

برباد کیا اجل نے مجھ کو کیا یہ کہئے

روح رواں نے اپنے دامن کو جھاڑ ڈالا
دستار و پیرہن گم اور جیب و کیسہ خالی
تہذیب مغربی نے ہم کو پچھاڑ ڈالا
بنیاد دیں ہوائے دنیائے منہدم کی
طوفان نے شجر کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا
اچھا ملا نتیجہ مجھ کو مراسلت کا
قاصد کو قتل کرکے نامے کو پھاڑ ڈالا

☆☆﴿۱۳﴾☆☆

پیغام آرہا ہے دل بے قرار کا
قائم ہے سلسلہ مرے اشکوں کے تار کا
شائق ہوا ہے بوسۂ و امان یار کا
اللہ رے حوصلہ مرے مشتِ غبار کا
باغ جہاں میں کوئی روش بے خلش نہیں
دوڑاؤں گل پہ ہاتھ تو کھٹکا ہی خار کا
شمس و قمر کو دیکھتے ہیں تجھ کو بھول کر
کیا شعبدہ ہے گردش لیل و نہار کا
آماجگاہ تیر حوادث ہوں رات دن
پتلا بنا ہوا ہوں غم روزگار کا

☆☆﴿۱۴﴾☆☆

اے جنوں در ہے فطرت کی خود آرائی کا
دیدنی ہے یہ سماں لالہ صحرائی کا

بڑھتا جاتا ہے ادھر شوق خود آرائی کا
حوصلہ پست ہے یاں ضبط و شکیبائی کا
آپ کی یاد کو اللہ سلامت رکھے
مجھ پر احسان ہے اس مونس تنہائی کا
سبز باغ آپ مرے اشک رواں کو نہ دکھائیں
موج پر رنگ جمے گا نہ کبھی کائی کا

☆☆﴿۱۵﴾☆☆

ایجاں شب فرقت میں میں سو ہی نہیں سکتا
تجھ بن مجھے نیند آئے یہ ہو ہی نہیں سکتا
اس بحر میں ہوں مثل حباب اے غم ہستی
طوفان مری کشتی کو ڈبو ہی نہیں سکتا
خاک قدم اس نے مری آنکھوں میں لگا دی
اب اور مصیبت ہے کہ رو ہی نہیں سکتا

☆☆﴿۱۶﴾☆☆

ہوائے شب بھی ہے عنبر افشاں عروج بھی ہے مہ جبیں کا
نثار ہونے کی دو اجازت محل نہیں ہے نہیں نہیں کا
نشان سجدہ زمیں پر ہو تو فخر ہے وہ رخ زمیں کا
صبا بھی اس گل کے پاس آئی تو میرے دل کو ہوا یہ کھٹکا
کوئی شگوفہ نہ یہ کھلائے پیام لائی نہ ہو کہیں کا
نہ مہر و مہ پر مری نظر ہے نہ لالہ و گل کی کچھ خبر ہے
فروغ دل کے لیے ہے کافی تصور اس روئے آتشیں کا

نہ علم فطرت میں تم ہو ماہر نہ ذوق طاعت ہے تم سے ظاہر
یہ بے اصولی بہت بری ہے تمہیں نہ رکھے گی یہ کہیں کا

☆☆﴿۱۷﴾☆☆

جسے اپنے کام کا پا گئی اسے اک نظر میں ملا لیا
تری چشم مست ہے وہ غضب مرے شیخ کو بھی پلا لیا
وہ فنا کے رنگ سے خوش نہ تھا اسے کب تھا میل شگفتگی
یہ فریب لطف نسیم تھا کہ کلی کو جس نے کھلا لیا
یہ گہر فشانی متصل ہے فقط نتیجہ جوش دل
نہ ہوا میں طالب انجمن نہ کسی سے میں نے صلا لیا

☆☆﴿۱۸﴾☆☆

جو دیکھی ہسٹری اس بات پر کامل یقین آیا
اسے جینا نہیں آیا جسے مرنا نہیں آیا
علی گڑھ کو شرف بخشا ہے اقبالِ نصاریٰ نے
کہ مسلم اٹھا شوق ترقی میں یہیں آیا
وہ اک دن تھا میاں کو عار تھا صاحب بھی بننے میں
پڑا اب سایۂ مغرب تو بی بی بھی بنیں آیا
ترقی مستقل وہ ہے جو روحانی ہو اے اکبر
اڑا جو ذرہ عنصر پھر سوئے زمیں آیا

☆☆﴿۱۹﴾☆☆

چھا گئی زردی چمن پر جلوۂ گل ہو چکا
جو رصرصر دن آئے دور بلبل ہو چکا

واعظا تجھ کو مبارک سنبل و تقویٰ کے پیچ
اب تو دل میرا اسیر دام کا کل ہوچکا
بحر عرفاں کے لیے ہے کشتی دل لازمی
سود مند اس راہ میں الفاظ کا پل ہوچکا
کیا دل آگاہ سینوں میں نہیں باقی رہے
سنتے ہیں سرمایہ اہل توکل ہوچکا
سانس لینے میں بھی اے اکبر کو اب احتیاط
موقع فریاد و آہ بے تامل ہوچکا

☆☆(۲۰)☆☆

یہ جلوۂ سبحان اللہ یہ نور ہدایت کیا کہنا
جبریل بھی ہیں شیدا ان کے یہ شان نبوت کیا کہنا
وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی اور محفل دیں پُر نور ہوئی
یہ مہر ہدیٰ سبحان اللہ۔ یہ صبح سعادت کیا کہنا
جس دل میں ہو پرتو کرسی و عرش اس دل کی بلندی صلِ علےٰ
جس سینے میں قرآں اترا ہو اس سینے کی عظمت کیا کہنا
تسبیح سے دنیا گونج اٹھی تکبیر کا غل تا عرش گیا
تاثیر ہدایت صلِ یہ جوش عبادت کیا کہنا
نغمہ ہے ترا دل کش اکبر مضمون ہے ترا پاکیزہ وتر
بلبل کے ترانے صلِ علیٰ پھولوں کی لطافت کیا کہنا

☆☆﴿۲۱﴾☆☆

عمل ان سے ہوا رخصت عقیدوں میں خلل آیا
کوئی پوچھے کہ ان کے ہاتھ کیا نعم البدل آیا
بیاں کرتا تھا بربادی کا اک برگ خزاں دیدہ
رہا میں باغ میں دو دن کف افسوس مل آیا
محلے میں نہ کی جب شیخ کی وقعت عزیزوں نے
تو بیچارہ کمیٹی ہی میں جا کر کود اچھل آیا
جہان بے بقا سے کیا لگائے دل کوئی اکبر
گیا وہ آج پر حسرت جو ارماں لے کے کل آیا

☆☆﴿۲۲﴾☆☆

اشارہ ہے یہی باد صبا کا
چمن اک رنگ ہے اس کی ادا کا
نسیم صبح گاہی وجد میں ہے
عجب مطلب ہے بلبل کا صدا کا

☆☆﴿۲۳﴾☆☆

عجیب برق بلا تھا نظارہ اس مس کا
وجود ہی نہ رہا دل میں دین کا حس کا
نسیم و گل کے تعلق پہ یہ نہیں غماز
خدا زیادہ کرے نور چشم نرگس کا

☆☆﴿۲۴﴾☆☆

خرد کی تفرقہ جوئی سے انتشار رہا
ہمیشہ مجھ پہ یہ کم بخت ہوش بار رہا
نشان شوکت انساں بنے تو مٹ بھی گئے
خدا کا نام ہی عالم میں برقرار رہا

☆☆﴿۲۵﴾☆☆

بانکپن دل میں عقیدوں پہ وہ جو بن نہ رہا
کی ترقی تو بہت پر وہ میاں پن نہ رہا
لان ٹینس کے لیے بن گئے شاہی گلزار
ساتھ سبزے کے ہجوم و سوسن نہ رہا

☆☆﴿۲۶﴾☆☆

راز کھل جاتا ہمارے نالہ و فریاد کا
آپ سنتے ہی نہیں قصہ دل ناشاد کا
آسماں نے دل کی بربادی کی کچھ پروانہ کی
کھیل تھا ویران کرنا خانہ آباد کا
اس نگاہِ حسرت آگیں سے نہایت تنگ ہوں
ہاتھ اٹھتا ہی نہیں مجھ پر کسی جلاّد کا
مَس ہوائے باغ کا ہے اب پروں کو ناگوار
اتنا خُوگر ہوگیا ہوں پنجۂ صیاد کا
میری نظروں سے گری رہتی ہے دنیا دنی
عرش منزل ہے یہ پہلو طبع کی افتاد کا

اُن کے پرچے کے لیے اکبر نے کہہ دی یہ غزل
شکر ہے اترا تقاضا حضرتِ آزاد کا

☆☆﴿۲۷﴾☆☆

اب تو عشقِ بتاں میں زندگانی کا مزا
جب خدا کا سامنا ہوگا تو دیکھا جائے گا
ہے سبب جوشِ جنوں کا رنجِ ہجراں اے حضور
آپ تو تشریف لائیں ہوش بھی آجائے گا

☆☆﴿۲۸﴾☆☆

عشق بت میں کفر کا مجھ کو ادب کرنا پڑا
جو برہمن نے کہا آخر وہ سب کرنا پڑا
صبر کرنا فرقت محبوب میں سمجھے تھے سہل
کھل گیا اپنی سمجھ کا حال جب کرنا پڑا
تجربے نے حب دنیا سے سکھایا احتراز
پہلے کہتے تھے فقط منہ اور اب کرنا پڑا
شیخ کی مجلس میں بھی مفلس کی کچھ پرسش نہیں
دین کی خاطر سے دنیا کو طلب کرنا پڑا
کیا کہوں بے خود ہوا میں کس نگاہ مست سے
عقل کو بھی میری مستی کا ادب کرنا پڑا
اقتضا فطرت کا رکتا ہے کہیں اے ہم نشیں
شیخ صاحب کو بھی آخر کارِ شب کرنا پڑا
عالم ہستی کو تھا مدنظر کتمان راز

ایک شے کو دوسری شے کا سبب کرنا پڑا
شعر غیروں کے اسے مطلق نہیں آئے پسند
حضرت اکبر کو بالآخر طلب کرنا پڑا

☆☆﴿۲۹﴾☆☆

تیغیں نیام میں ہیں انداز جنگ بدلا
خاموش ہیں زبانیں محفل کا رنگ بدلا
مائی کو پوت کی اب مطلق خبر نہیں ہے
اسٹیموں سے مل کر انداز گنگ بدلا

☆☆﴿۳۰﴾☆☆

مجھ سے غم پنہاں کا بیاں ہو نہیں سکتا
دل سینے میں ہے منہ میں زباں ہو نہیں سکتا
تم غیر کے پہلو میں ہو میں بزم میں بیٹھوں
مجھ سے تو یہ اے جان جہاں ہو نہیں سکتا
آنکھوں نے جو دیکھا ہے ترے حسن کا عالم
واللہ زبانوں سے بیاں ہو نہیں سکتا
معنی کی شعاعوں سے جو لکھ جاتا ہے دل پر
سچ یہ ہے وہ لفظوں میں بیاں ہو نہیں سکتا
کس طرح کلیسا میں پڑھوں سورۂ اخلاص
ظاہر ہے کہ یہ کام ہو نہیں سکتا
بہتر ہے کہ ہو صبر کی قوت میں ترقی
ان پر اثرِ آہ و فغاں ہو نہیں سکتا

اکبر تری باتیں کبھی ہوتی ہیں کہیں ختم
کیا حال ہے تیرا کہ بیاں ہو نہیں سکتا

☆☆﴿۳۱﴾☆☆

یقیں خدا کا بُت نکتہ چیں نے کیوں نہ کیا
نہ پوچھ کار نبی دور میں نے کیوں نہ کیا
جو دل میں آتی ہے اے واعظو نہیں رکتی
سکوت خوب ہے لیکن تمھیں نے کیوں نہ کیا
اٹھائی میرے ڈرانے کو زحمتِ دشنام
یہ کام آپ کی چین جبیں نہ کیوں نہ کیا
مجھے تو ملتے ہی افشائے عشق کے طعنے
نہاں جسمال کو اپنے انہیں نے کیوں نہ کیا
ہمیں ہنسے تھے زیادہ گناہ اکبر پر
ہمیں کو اب ہے یہ حسرت ہمیں نے کیوں نہ کیا

☆☆﴿۳۲﴾☆☆

جان ہی لینے کی حکمت میں ترقی دیکھی
موت کا روکنے والا کوئی پیدا نہ ہوا
کوئی حسرت مرے دل میں کبھی آئی ہی نہیں
تھا ہی ایسا کہ یہ مقبول تمنا نہ ہوا
اس کی بیٹی نے اٹھا رکھی ہے دنیا سر پر
خیریت گذری کہ انگور کے بیٹا نہ ہوا
دل فریبی مری دنیا نے تو بے حد چاہی

مری ہی ہمت و غیرت کا تقاضا نہ ہوا
ضبط سے کام لیا دل نے تو کیا فخر کروں
اس میں کیا عشق کی عزت تھی کہ رسوا نہ ہوا
مجھ کو حیرت ہے یہ کس پیچ میں آیا زاہد
دامِ ہستی میں پھنسا زلف کا سودا نہ ہوا
بید ریغ آپ پہ دی جان کیا یہ میں نے
مرحبا منھ سے کہیں آپ سے اتنا نہ ہوا

☆☆﴿۴۳﴾☆☆

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا
سکون دل سے خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا
فلک چلے ظالمانہ چالیں مچائے اندھیر جتنا چاہے
زمانہ لے ہی گا کوئی کروٹ نصیب بے کس کا سو چکے گا
ہماری منزل کا ہے وہ دشمن ہماری راہیں بگاڑتا ہے
کھلیں گے کچھ قدرتی شگوفے جب اپنے کانٹے وہ بو چکے گا
مراد اکبر بتاں کافر سے مل ہی جائے گی شاید اک دن
مراد ملنے سے پہلے لیکن یہ امتیاز اپنا کھو چکے گا

☆☆﴿۴۴﴾☆☆

حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مُسکرا دینا
حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا
یہ طرز احسان کرنے کا تمھیں کو زیب دیتا ہے
مرض میں مبتلا کر کے مریضوں کو دوا دینا

بلائیں لیتے ہیں ان کی ہم ان پر جان دیتے ہیں
یہ سودا دید کے قابل ہے کیا لینا ہے کیا دینا
خدا کی یاد میں محویت دل بادشاہی ہے
مگر آساں نہیں ہے ساری دنیا کو بھلا دینا

☆☆﴿۳۵﴾☆☆

دنیا سے میں نے کچھ بھی نہ چاہا
دل ہی نہ ابھرا جی ہی نہ چاہا
اس میں برائی کیا تھی جو میں نے
احیائے رسم دیرینہ چاہا

☆☆﴿۳۶﴾☆☆

ہر اک کو موت کا اک دن پیام آئے گا
خدا کا نام لئے جاؤ کام آئے گا
ڈریں نہ حشر کی گرمی سے عاشقان رسول ﷺ
لگے کی پیاس تو کوثر کا جام آئے گا
رہے گا خوان فلک پر ضرر سے وہ محفوظ
جسے خیال حلال و حرام آئے گا
اگرچہ صبح کو پھیکے ہیں مثلِ مہ صائم
چمک اٹھیں گے یہ جب وقت شام آئے گا

☆☆﴿۳۷﴾☆☆

غالباً خاتمہ بالخیر سمجھ لو اس کا
جس کے مرنے کا نئی روشنی نے غم نہ کیا

لاکھ روئے کہ رہے جاتے ہیں اللہ و رسول
دیر کا کورس برہمن نے مگر کم نہ کیا
ایک اس عہد میں دو دل بھی نہیں اے اکبر
یہی باعث ہے کہ میں نے کبھی ہم ہم نہ کیا

☆☆﴿۳۸﴾☆☆

یہ کیا صورت ہوئی پیدا یہ ان ادعا کیسا
بتانِ دیر کہتے ہیں ہمیں دیکھو خدا کیسا
ہمیں تو رنگ و بو گل پہ محویت ہے مستی ہے
مریضوں کو خبر ہوگی کہ ہے اس کا مزا کیسا
بس آنکھیں بند ہوئی تھیں کہ بدلا ہوش کا عالم
کسے اب یاد نقشہ عالمِ ہستی کا تھا کیسا
حلاوت زندگانی کی کہاں اس تلخ کامی میں
خدا کا حکم ہے جیتے ہیں اے اکبر مزا کیسا

☆☆﴿۳۹﴾☆☆

اے دور فلک دنیا میں مجھے اب لطف ذرا باقی نہ رہا
جب ہم نفس اپنے اٹھ گئے سب جینے کا مزا باقی نہ رہا
محرومی کا شکوہ بھول گئے یکتائی پر اپنی فخر ہوا
پیشِ در دولت میرے سوا جب کوئی گدا باقی نہ رہا

☆☆﴿۴۰﴾☆☆

یہ پروانہ ہے جس نے دیدہ بازی کا ہنر جانا
اسی کا کام ہے ذوقِ نظر میں جل کے مرجانا

یہی باتیں ہیں جن کی یاد تڑپا دیتی ہے دل کو
مرا انگڑائیاں لینا اور اس ظالم کا ڈر جانا
ہمارے دیر میں آ کر کبھی اے شیخ بیٹھو تو
نظر بت پر نہ کرنا اللہ ہی اللہ کر جانا
دلِ مشتاق اندیشوں سے کہتا ہے یہی ہر دم
اسی کو ڈھونڈتے رہنا جہاں ہونا جدھر ہونا

☆☆﴿۴۱﴾☆☆

کھلے گل! بہار آئی چمن کا سماں بدلا
ادھر آ، مرے ساقی پلا دے مجھے صہبا
غموں سے رہائی ہو تردد نہ رہ جائے
مزے میں غزل گاؤں کسی کا نہ ہو کھٹکا
سمجھ میں مضرت ہے۔ مزا ہے جو مستی ہو
خدا پر بھروسا کر عبث ہے غم فردا
کہاں ہیں۔ جسم و کسریٰ۔ کدھر ہے وہ بزم ان کی
فنا کا تسلسل ہے کسی کو نہیں رہنا

☆☆﴿۴۲﴾☆☆

زمزموں سے کیوں نہیں ہے تجھ کو سیری عندلیب
کون سنتا ہے صدا گلشن میں تیری عندلیب
پارک میں ان کے دیا کرتا ہے اسپیچ وفا
زاغ ہو جائے گا اک دن آنریری عندلیب

☆☆﴿۴۴﴾☆☆

سب سے کر قطع نظر بہر خیال روئے دوست
یا ہر اک شے کو سمجھ عکسِ جمالِ روئے دوست
گوشِ عارف کے لیے قایم ہے صوتِ سرمدی
ذرّہ ذرّہ کہہ رہا ہے اس سے حل روئے دوست
گردش ارض و سما ہے خضر راہ معرفت
مہر و مہ ہیں شلہد اوجِ کمال روئے دوست

☆☆﴿۴۵﴾☆☆

صد ہزاراں گلشن معنی براہ افتادہ است
تامرا برصورت خوبش نگاہ افتادہ است
خار از دستت زلیخا را براہ افتادہ است
مژدہ باد اے عشق یوسف ہم بچاہ افتادہ است

☆☆﴿۴۶﴾☆☆

بباغِ طبع ز عشقِ تو رنگ و بوئے ہست
مرا بہ سینہ ولے ہست و آرزوئے ہست
زشور عالم ایجاد بے خبر ہستم
کہ حیرت ست و نگاہ من است ورے دہست

☆☆﴿۴۷﴾☆☆

شور بلبل جوشِ گل موجِ نسم انوار صبح
اللہ اللہ کس قدر ہیں دل کشا آثار صبح
آفتاب اوجِ سعادت کا ہے وہ روشن نفس

نورِ طاعت جس سے ظاہر ہو دم آثار صبح
جلوۂ حق کے مقابل روئے بت ہے بے فروغ
ہے پیامِ مرگ شمعوں کے لیے دیدار صبح

واہ کیا کہنا ہے تیرا اے نسیم صبح خیز
تیرے دم سے ہے چمن میں گرمی بازار صبح

شب گذرتے ہی ہوئی برخاست بزم مے کشی
گردن مینا سے شاید اٹھ نہ سکتا بار صبح

مدتوں سے آج کل پر ٹالتے ہیں وہ مجھے
صبح کو اقرار شام اور شام کو اقرار صبح

عاشق دنیا کو کیوں آئے خیال آخرت
کس نے پروانے کو پایا شایق دیدار صبح

خواب نوشیں سے ترا بیدار ہونا الاماں
یہ خمار نرگس مستانہ یہ آثار صبح

عہد پیری آگیا اکبر سنبھالو اپنے ہوش
خواب غفلت سے اٹھو پیدا ہوئے آثار صبح

☆☆(۴۸)☆☆

کروں میں کس طرح اس دور انقلاب کی مدح
ہنوز شرع میں جائز نہیں شراب کی مدح

مجال کیا کوئی کہدے خوشامدی مجھ کو
اسی سبب سے بہت سہل ہے جناب کی مدح

☆☆﴿۴۹﴾☆☆

بقیہ صیغے بھی ماضی بنیں گے حال کے بعد
رہا جو زندہ وہ دیکھے گا تیس سال کے بعد

نظارۂ بت بے دیں میں ہے بلا کی روح
اب اختیار ہے تم کو اس احتمال کے بعد

ہنسی خوشی سے ہے بہتر کنارہ کش ہونا
یہ لطف کیا کہ جدا ان سے ہوں ملال کے بعد

رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرد چمکے
فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

☆☆﴿۵۰﴾☆☆

رنج ہے زیر فلک عیش کی تمہید
دیکھئے ماہ محرم ہی پڑا عید کے بعد

جلوۂ حسن کچھ آساں نہیں اے دیدۂ شوق
حور کا ذکر بھی ہے حشر کی تمہید کے بعد

☆☆﴿۵۱﴾☆☆

فریاد ہے اسی کی طپش سے زبان پر
پہلو میں دل نہیں ہے مصیبت ہے جان پر

دونوں کا ارتباط خدا ہی کے ہاتھ ہے
دانہ تو زیر خاک ہے ابر آسمان پر

دن کو بھی ان کے ملنے سے بہتر ہے احتراز
ملتے نہیں جو رات کو اپنے مکان پر

قبروں سے دوستوں کی بھرے میں سوا دشہر
لوں کتنے نام روؤں میں کس کس نشان پر

بت سے مراسلت ہے تو عنوان سادہ چھوڑ
ناخوش کہیں نہ ہوں وہ ھوالمستعان پر

جو ہے زباں پہ دل کو نہیں اس سے فائدہ
جو دل میں ہے وہ لا نہیں سکتے زبان پر

شکر خدا کہ شرم کی تکلیف سے بچے
یاروں کی اب تو بھیڑ ہے مئے کی دوکان پر

افسانہ بہارو زبان نسیم واہ
گل جامہ چاک کرتے ہیں اس داستان پر

جوش اس کو کہتے ہیں کہ جو پیری میں بھی رہے
تقویٰ وہ ہے کہ جس کا اثر ہو جوان پر

☆☆﴿۵۲﴾☆☆

از جمالت می ترا وہر زماں شانے دگر
وز خیالت می دمد ہر دم گلستانے دگر

انقلابے ہست در ذرات و ہوشم ہر نفس
ہر زماں درام ز تو جسمے دگر جانے دگر

دل عطا کر دی بمن قربان احسانت شوم
درد بخشیدی بہ دل ایں باشد احسانے دگر

☆☆﴿۵۳﴾☆☆

تہذیب کے خلاف ہے جو لائے راہ پر
اب شاعری وہ ہے جو ابھارے گناہ پر
کیا پوچھتے ہو مجھ سے کہ میں خوش نہ ہوں یا ملول
یہ بات منحصر ہے تمہاری نگاہ پر
چہرے نے دی شہادت غم زرد تر ہوا
سختی یہ کیوں ہوئی مرے سچے گواہ پر

☆☆﴿۵۴﴾☆☆

جو دیکھا غور سے یہ بات ثابت ہوگئی آخر
وہی ظاہر وہی باطن وہی اول وہی آخر
وہی غالب رہے مجھ کو ہوئی شرمندگی آخر
نہ مانا آپ نے اور خاطر اغیار کی آخر

☆☆﴿۵۵﴾☆☆

وہاں الفاظ خضر رہ ہیں یاں معنی ہیں منزل پر
زباں کا ان کو دعویٰ ہے تو مجھ کو ناز ہے دل پر
سماعت گوش گل میں ہے نہ بینا دیدۂ نرگس
عجب کیا گریۂ شبنم جو ہے اس بزم غافل پر

☆☆﴿۵۶﴾☆☆

مذہب کا ہو کیونکر علم و عمل دل ہی نہیں بھائی ایک طرف
کرکٹ کی کھلائی ایک طرف کالج کی پڑھائی ایک طرف
کیا ذوق عبادت ہو ان کو جو مس کے لبوں کے شیدا ہیں

حلوائے بہشتی ایک طرف ہوٹل کی مٹھائی ایک طرف
طاعون وتپ اور کھٹمل مچھر سب کچھ ہے یہ پیدا کیچڑ سے
بمبے کی روانی ایک طرف اور ساری صفائی ایک طرف
مذہب کا تو دم وہ بھرتے ہیں بے پردہ بتوں کو کرتے ہیں
اسلام کا دعویٰ ایک طرف یہ کافر ادائی ایک طرف
ہر سمت تو ہے اک دام بلا رہ سکتے ہیں خوش کس طرح بھلا
اغیار کی کاوش ایک طرف آپس کی لڑائی ایک طرف
کیا کام چلے کیا رنگ جمے کیا بات بنے کون اس کی سنے
ہے اکبر بے کس ایک طرف اور ساری خدائی ایک طرف
فریاد کیے جا اے اکبر کچھ ہو ہی رہے گا آخر کار
اللہ سے توبہ ایک طرف صاحب کی دہائی ایک طرف

☆☆☆﴿۵۷﴾☆☆☆

محفوظ ذہن رکھیں ہر دور ہم کہاں تک
اوراق ہسٹری میں نقش قلم کہاں تک
ہر قطرہ اور ذرہ ہے مورثِ حوادث
دفتر ترا کہاں تک زور قلم کہاں تک
شخصی ہوں خواہ قومی سب حالتیں ہیں فانی
کبر و غرور کب تک جاہ و حشم کہاں تک
دیکھیں جو کچھ تو سمجھیں پائیں جو کچھ تو جانیں
کب تک چناں چنیں یہ قول و قسم کہاں تک
فطرت دکھا ہی دے گی ملحد کی بے ثباتی

عجز عرب کہاں تک ناز عجم کہاں تک
ناقص مقدموں سے نکلیں گے جو نتیجے
ان پر وثوق صحت اے محترم کہاں تک
اے چرخ بد دماغی کی تجھ کو کیا ضرورت
ناکامیوں پر اپنی روئیں گے ہم کہاں تک
نعمت سمجھ بلا کو لے لذت تماشا
آخر یہ مخزنِ اشک اے چشم نم کہاں تک
کہتے ہیں دوست اکبر کو دیکھ کر بہ حسرت
ہے اس کا دم غنیمت لیکن یہ دم کہاں تک

☆☆﴿۵۸﴾☆☆

قرب منزل کا مجھے دیتے ہیں مژدہ کیا خضر
ضعف سے یاں تو ہے دو گام بھی چلنا مشکل
ناتوانی سے مٹا جاتا ہے آپس کا وہ میل
نبض کے ساتھ ہے اب سانس کو چلنا مشکل

☆☆﴿۵۹﴾☆☆

ہیں ہوا پر کفر کے گیسو پریشاں ان دنوں
کوئے دل میں کیونکر آئے بوئے ایماں ان دنوں
علم دیں مفقود ہے گم ہے صراط مستقیم
خضر رہ بنتا ہے ہر غول بیاباں ان دنوں
اپنے اشتر کو یہ کیا لے جائے گا سوئے حجاز
مست خود ہے بینڈ کی گت پر ہدی خواں ان دنوں

بڑھ رہا ہے کفر زلف علت و معلول سے
حسن فطرت ہے حجاب روئے یزداں ان دنوں

شارح دیوان ہستی ہے قیاس مغربی
ہے ازل بھی تجربوں کے زیر فرماں ان دنوں

یاد کرتا ہے گذشتہ با اثر لاحول کو
شیخ کو طعنے دیا کرتا ہے شیطاں ان دنوں

کفر نے سائنس کے پردے میں پھیلائے ہیں پاؤں
بے زباں بزم دل میں شمع ایماں ان دنوں

صورت امروز میں گم ہے نگاہ ناتواں
نقش فردا چشم باطن سے ہے پنہاں ان دنوں

زندگانی کی چمک سے دیدۂ عبرت ہے بند
کم نظر ہے جانب گورِ غریباں ان دنوں

ہے ایوولیشن۲ بس اک تفسیر رب العالمین
کاش اس نکتہ سے واقف ہوں مسلماں ان دنوں

مَنْ عَلَيْها فَان ہی پر ختم ہے قول نشٹ۳
کیوں عبث برپا ہے اتنا شورِ طفلاں ان دنوں

ہیں مشاغل محفل احباب کے ناگفتہ بہ
دم بخود بیٹھا ہے اکبر سا سخنداں ان دنوں

ہیں ترے ہی واسطے اکبر یہ سارے شعبدے
دیکھ تو ان کے یہاں مذہب کے ساماں ان دنوں

☆☆﴿۶۰﴾☆☆

جن کے جلوے نہ سما سکتے تھے ایوانوں میں
اُن کی خاک آج پڑی پھرتی ہے ویرانوں میں
کان نے ہوش کو الجھایا ہے افسانوں میں
آنکھ نے دل کو پھنسا رکھا ہے ارمانوں میں
مسجدیں چھوڑ کے جا بیٹھے ہیں مے خانوں میں
واہ کیا جوش ترقی ہے مسلمانوں میں
شیخ جی آپ کو اللہ سلامت رکھے
آپ کا دم بھی غنیمت ہے مسلمانوں میں
نام اللہ و رسول اب تو میں کم سنتا ہوں
پہلے رائج تھے یہ الفاظ مسلمانوں میں
پڑھ کے منصور کی حالت مجھ وجد آتا ہے
خوب مجنون ہیں اللہ کے دیوانوں میں
گرمیٔ دل جو ہے منظور تو منطق پہ نہ جا
عشق ہے آگ لگانے کے لیے جانوں میں
جس نے رکھا نہ فضولی سے سروکار اکبر
مرد عاقل وہی دہر کے مہمانوں میں

☆☆﴿۶۲﴾☆☆

صاحب حسن مری آہ سے خوش رہتے ہیں
جس طرح اہل سخن واہ سے خوش رہتے ہیں
ہر مصیبت کی یہ توجیہ کیا کرتا ہے

اس لیے ہم دل آگاہ سے خوش رہتے ہیں
قابل قدر طبیعت ہے ہماری اکبر
ہیں مصیبت میں اور اللہ سے خوش رہتے ہیں

☆☆﴿۶۳﴾☆☆

یہ نکتہ ہائے بصیرتِ افزا جمال معنی میں کم نہیں ہیں
کہ شکل ظاہر جو دیکھتے ہو ہمارا پرتو ہے ہم نہیں ہیں
کنارہ کش ہو گئے ہر اک سے نہ سو تعلق نہ سو تردد
خوشی نہیں ہے یہی ہے اک غم طرح طرح کے الم نہیں ہیں

☆☆﴿۶۴﴾☆☆

کچھ آج علاج دلِ بیمار تو کرلیں
اے جانِ جہاں آؤ ذرا پیار تو کرلیں
منہ ہم کو لگتا ہی نہیں وہ بت کافر
کہتا ہے یہ اللہ سے انکار تو کرلیں
سمجھے ہوئے ہیں کام نکلتا ہے جنوں سے
کچھ تجربہ سجۂ و زنار تو کرلیں
سو جان سے ہو جاؤں گا راضی میں سزا پر
پہلے وہ مجھے اپنا گناہ گار کر تو کرلیں
حج سے ہمیں انکار نہیں حضرت واعظ
طوفِ حرم کوچۂ دل دار تو کرلیں
منظور وہ کیوں کرنے لگے دعوت اکبر
خیر اس سے ہے کیا بحث ہم اصرار تو کرلیں

☆☆﴿۶۵﴾☆☆

یہ خیر اندیش بھی حاضر ہے مداحوں کے زمرے میں
ادھر بھی اک نظر اپنی خوش اخلاقی کے صدقے میں
تمہارے مصرع قامت کو لکھ کر کلک قدرت نے
دکھا دی خوبی انشائے ہستی ایک جملے میں
اگر ڈھونڈو تو اکبر میں بھی پاؤ گے ہنر کوئی
اگر چاہو نکالو عیب تم اچھے سے اچھے میں

☆☆﴿۶۶﴾☆☆

کیا کہیں اوروں کو یہ ایسے ہیں وہ ایسے ہیں
سچ جو پوچھو تو ہمیں کون بہت اچھے ہیں
جانتے ہیں کہ اجل سر پہ کھڑی ہے لیکن
محو ہیں انجمن دھر میں خوش بیٹھے ہیں
عقل حیران ہے پروانوں کی اس حالت پر
شمع کو حس نہیں یہ جان دیئے دیتے ہیں

☆☆﴿۶۷﴾☆☆

منہ دیکھتے ہیں حضرت احباب پی رہے ہیں
کیا شیخ اسی لیے اب دنیا میں جی رہے ہیں
میں نے کہا جو اس سے ٹھکرا کے چل نہ ظالم
حیرت میں آ کے بولا کیا آپ جی رہے ہیں
احباب اٹھ گئے سب اب کون ہم نشیں ہو
واقف نہیں میں جن سے باقی وہی رہے ہیں

پریوں کے عاشقوں کو سودا ہوا مسوں کا

یو پھاڑتے تھے جامہ اب کوٹ سی رہے ہیں

☆☆﴿۶۸﴾☆☆

دل کو خود چھیڑے جو وہ ترچھی نظر تو کیا کروں

چین سے رہنے نہ دے دردِ جگر تو کیا کروں

جانتا ہوں میں کہ خواہش موت کی اچھی نہیں

زندگی بے لطف ہو جائے مگر تو کیا کروں

سینے سے پرسوز آئیں اٹھتی ہیں اے ہم نشیں

لب پہ آ کر یہ جو نکلیں بے اثر تو کیا کروں

ہے خطا میری جو نکلے منھ سے لفظ آرزو

آنکھ سے نکلے محبت کی نظر تو کیا کروں

دیر کیسا دل ہی میں کر لیتے ہیں یہ بت گذر

جلوہ گاہ ان کا خدا ہی کا ہو گھر تو کیا کروں

☆☆﴿۶۹﴾☆☆

کھل گیا مجھ پر درِ دل حضور

غم نہیں گر آپ کا در وا نہیں

آ گیا فضل خدا سے فن صبر

اب مصیبت کی مجھے پروا نہیں

☆☆﴿۷۰﴾☆☆

کروں ان سے اس کا میں کیا گلا کہ توجہ ان کی ادھر نہیں

مرا حال تو ہے یہ ہم نشیں کہ خود آپ اپنی خبر نہیں

☆☆﴿۷۱﴾☆☆

گردشِ گردوں سے ہر دم وہم رنج افزا میں ہیں
یہ بھی اک سودا ہے ورنہ کیا ہمیں دنیا میں ہیں

☆☆﴿۷۲﴾☆☆

ناصحِ ناداں نے مطلب میرا سمجھا ہی نہیں
کیا سمجھتا؟ عالمِ دل میں تو وہ تھا ہی نہیں

☆☆﴿۷۳﴾☆☆

عالم ہے بے خودی کا مے کی دوکان پہ ہیں
ساقی پہ ہیں نگاہیں ہوش آسمان پہ ہیں
دل اپنی ضد پہ قائم وہ اپنی آن پہ ہیں
جتنی مصیبتیں ہیں سب میری جان پہ ہیں
دنیا بدل گئی ہے وہ ہیں ہمیں کہ اب تک
اپنے مقام پہ ہیں اپنے مکان پہ ہیں
میرا وہ دل نہیں ہے جو ہم نشیں لب ہو
یہ آپ ہیں کہ ہر دم اپنی زبان پہ ہیں
پامال ہیں مگر ہیں ثابت قدم وفا میں
ہم مثلِ سنگ در کے اس آستاں پہ ہیں
اب تک ہے یاد ہم کو اپنی بلند نامی
اب بھی مٹے ہوئے ہم مٹتے نشان پہ ہیں
ہر در کو ہم نے پایا ہے جلوہ گاہ تیرا
نقشِ جبیں ہمارے ہر آستاں پہ ہیں

یہ صورتیں تمہاری یہ نازیبہ ادائیں
قربان اے بتو ہم خالق کی شان پہ ہیں

انداز وہ نظر کے جو آرزو کو روکیں
باتیں جو کردیں ساکت ان کی زبان پہ ہیں

شکر خدا کہ ان کے قدموں پہ سر ہے اپنا
اس وقت کچھ نہ پوچھو ہم آسمان پہ ہیں

یہ قطرہ ہائے شبنم ہیں زینتِ گلِ تر
یا موتیوں کی لڑیاں اس گل کے کان پہ ہیں

ہر ذرہ کوئے عشقِ احمد کا کہہ رہا ہے
جو اس زمین پہ ہیں وہ آسمان پہ ہیں

اب تک سمجھ رہے ہیں دل میں مجھے مسلماں
قایم ہنوز یہ بت اپنے گمان پہ ہیں

اسلوب نظم اکبر فطرت سے ہے قریں تر
الفاظ ہیں محل پہ معنی مکان پہ ہیں

☆☆ ۴۷ ☆☆

اک نقش مٹ گیا ہے روتے نشاں پہ ہیں
دل میں ہے داغ حسرت قصے زبان پہ ہیں

خلقت میں جلوۂ حق پاتے ہیں اہل عرفاں
آنکھیں زمین پہ ہیں دل آسمان پہ ہیں

ہے دیدنی یہ گرمی بازار کافری کی
گاہک بنا ہے تقویٰ بت بھی دوکان پہ ہیں

کرتا ہوں جو آہیں کہتے ہیں یہ ہیں مہمل
یہ اعتراض ان کے دل کی زبان پر ہیں
کرتی ہے بے خودی میں سوز دروں کو ظاہر
اے شمع ہم تو عاشق تیری زبان پر ہیں
فریاد مرغ بسمل سمجھو تڑپ کو اس کی
اس وقت بے کسی میں گویا زبان پر ہیں
آزاد بے نوا ہیں کیسا مکان و مسکن
بس جس نے دل میں جا دی اس کے مکان پر ہیں
دیکھ اے نگاہ حیراں یہ عشوۂ حوادث
لے مول اے زلیخا یوسف دوکان پر ہیں
مرحوم دل بھی کیا تھا کیا حسرتیں تھیں اس میں
اب تک کچھ اس کی باتیں میری زبان پر ہیں
دنیا کی غفلتوں کی تصویر ہیں بگولے
بنیاد ہے ہوا پر سر آسمان پر ہیں
امید ہے دعا کی اہل سخن سے اکبر
میرے حقوق بھی کچھ اردو زبان پر ہیں

☆☆﴿۷۵﴾☆☆

وفا بتوں میں نہیں ہے خدا کو پائیں کہاں
اسی فراق میں کٹتے ہیں دن کہ جائیں کہاں
سکون دل کی طلب میں اٹھے ہیں گھبرا کر
پہنچ رہیں گے کہیں تم سے کیا بتائیں کہاں

جنوں کی مشق بھی ہے عاقلی بھی آتی ہے
یہ سوچتے ہیں کہ کس فن کو آزمائیں کہاں
خرد نے رخ تو کیا بحر معرفت کی طرف
بشر کے دل میں یہ موجیں مگر سمائیں کہاں
یہ کہہ کے خون جگر مانگتا ہے غم دل سے
کہ تیرے گھر میں رہیں رات دن تو کھائیں کہاں
امید بوسۂ ابرو و زلف و چشم کسے
مرے نصیب کہاں اور یہ بلائیں کہاں
مفر نہیں ہے ہمیں خانقاہ سید سے
قفس میں ہیں تو اس اڈے کو چھوڑ جائیں کہاں

☆☆《۷٦》☆☆

خدا کے واسطے دنیاء دوں سے منہ جو موڑے ہیں
وہی ہیں مستند انساں مگر افسوس تھوڑے ہیں
مرے خط بے اثر ہیں اس نگاہ تیز کے آگے
وہاں ہے تار بجلی کا یہاں کاغذ کے گھوڑے ہیں
بتوں پر دسترس آساں نہیں اے اکبر ناداں
چھوئے ہیں پاؤں ان کے جبکہ برسوں ہاتھ جوڑے ہیں

☆☆《۷۷》☆☆

ہم کب شریک ہوتے ہیں دنیا کی جنگ میں
وہ اپنے رنگ میں ہے ہم اپنی ترنگ میں
مفتوح ہو کے بھول گئے شیخ اپنی بحث

منطق شہید ہوگئی میدان جنگ میں
وہسکی کی بُو سے شیخ کی چتون بدل گئی
ان کی نظر بھی مل گئی ساقی کے رنگ میں
تحقیر مولوی کی نہ کر اے گریجوئیٹ
واللہ اب بھی فرد ہیں یہ اپنے ڈھنگ میں

☆☆﴿۷۸﴾☆☆

بلبل دل کے لیے ہر داغ گلشن ہے یہاں
ہر نفس راہ جنوں میں گل بدامن ہے یہاں
ہے تجلی نور حیرت کی ہر آہ شعلہ بار
ہر طپش سینے کی برق طور ایمن ہے یہاں
شعلہ ہائے غم سے ہے نشوونمائے باغ دل
دامنِ ابرِ کرم ہر برق خرمن ہے یہاں
راحت و آرام جاں پر ہے مقدم یاد دوست
راہ غفلت جو چلے وہ سانس دشمن ہے یہاں
منزل ذوق نظر ہے سالکوں کو پر خطر
عکس نقش عالمِ ایجاد رہزن ہے یہاں
شعلہ غم سے دل سوزاں میں اک جان آگئی
روح پرور اختلاط برق و خرمن ہے یہاں

☆☆﴿۷۹﴾☆☆

کتابِ دل میں میرے عاشقانہ دیکھ کر مضموں
کیا اس چشم نے ایما کہ ہم بھی صاد کرتے ہیں

☆☆﴿۸۰﴾☆☆

مری بے تابی دل پر ادا سے مسکراتے ہیں
قیامت کرتے ہیں بجلی پہ وہ بجلی گراتے ہیں

☆☆﴿۸۱﴾☆☆

فانی ہے حسن بت یہ میں کیا جانتا نہیں
مشکل یہ آپڑی ہے کہ دل مانتا نہیں
فریاد ہی کے کاش طریقے ہوں منضبط
یک لخت ظلم کی بھی تو وہ ٹھانتا نہیں
اس انقلاب پر جو میں روؤں تو ہے بجا
مجھ کو وطن میں اب کوئی پہچانتا نہیں
کس رُخ چلوں رسول تو دنیا سے اُٹھ گئے
اللہ ہے سو اس کو میں پہچانتا نہیں
میرے لیے شراب یہاں بھی ہے کیا حرام
اس شہر میں تو کوئی مجھے جانتا نہیں
اکبر ہنوز ان سے ہے امیدوار لطف
بدلی ہوئی نگاہ کو پہچانتا نہیں

☆☆﴿۸۲﴾☆☆

جب وقف ہے زبان بتوں ہی کی راہ میں
دل بھی نہ رہ سکے گا خدا کی پناہ میں

☆☆﴿۸۳﴾☆☆

بدلے ہی اک دن دورِ فلک مایوس یہ ناحق ہم تم ہیں
گلزار میں ہے پھولوں کی دمک افلاک پہ تاباں انجم ہیں
کیسا یہ اثر اس دور میں ہیں ساقی کی نظر بھی غور میں ہے
جو مست ہیں ان کو ہوش نہیں جو ہوش میں ہیں وہ گُم صُم ہیں
ہر حال میں ہے خالق پہ نظر ہم ان میں نہیں ہیں اے اکبر
جب نعمت ہو تو منطق ہے جب آفت ہو تو گُم صُم ہیں

☆☆﴿۸۴﴾☆☆

ظلم جتنے ہیں ہمیں پر وہ کئے جاتے ہیں
ہم بھی ایسے ہیں کہ اس پر جئے جاتے ہیں
شیخ کے حق میں اٹھا رکھا ہے کیا رندوں نے
ظرف انہیں کا ہے کہ سب کچھ یہ پئے جاتے ہیں

☆☆﴿۸۵﴾☆☆

زمانِ حال میں اگلے فسانے امرِ ماضی ہیں
جو تلواریں چلاتے تھے وہ اب ٹھوکر پہ راضی ہیں
شراب اڑتی ہے پبلک میں روا ہے خون تقویٰ کا
مزا ہے اب تو رندوں کو نہ مفتی ہیں نہ قاضی ہیں

☆☆﴿۸۶﴾☆☆

وہ شرارت سے مرے گھر سرِ شام آتے ہیں
یہ دکھاتا ہے کہ غیروں کے پیام آتے ہیں
غیر کے ذکر میں کرتے نہیں میرا وہ لحاظ

تذکرے آتے ہیں اور نام بنام آتے ہیں
اعتبار ان کا کر اکبر جو ہیں پابند نماز
ہیں یہی لوگ کہ جو وقت پہ کام آتے ہیں
وعظ کالج میں جو کہہ آتے ہیں اکثر اکبر
کیا یہ گرتی ہوئی دیوار کو تھام آتے ہیں

☆☆﴿۸۷﴾☆☆

حور مس کو مئے گل گوں کو پری کہتے ہیں
شیخ خوش ہوں کہ خفا، ہم تو کھری کہتے ہیں
اللہ اللہ یہ نور فلک درنگ ز میں
سچ تو یہہ ہے کہ اسے جلوہ گری کہتے ہیں
حسن کے باب میں اکبر کی سند ٹھیک نہیں
یہ تو ہر اک بت کمسن کو پری کہتے ہیں

☆☆﴿۸۸﴾☆☆

میں نے دیکھی ہیں غزالوں کی بہت چالاکیاں
ہائے ان آنکھوں کی سی ان میں کہاں بیباکیاں
روک دیں ان میں حیا نے نشہ کی بیباکیاں
رہ گئیں میری تمنا کی وہ سب چالاکیاں
ایک گردش میں کیا خون دو عالم کو مباح
چشم مستِ ناز کی اللہ رے سفاکیاں
بحرِ غم کو کر دیا افسردگی نے منجمد
ہوچکیں درد آشنا دل کی وہ سب تیراکیاں

دیکھ تو لے دست ساقی میں مئے گل گوں کا جام
شیخ کی نیت کی رہ جائیں گی ساری پاکیاں
عیش باغ اکبر کا جو تھا اب وہ اک غم خانہ ہے
ذکر مرگ آرزو ہے اور گروہ باکیاں

☆☆﴿۸۹﴾☆☆

کچھ غم نہیں اگر میں مایوس ہوگیا ہوں
اب یاس سے بہت کچھ مانوس ہوگیا ہوں
کافی ہے سوز باطن انوار معرفت کو
اپنی ہی شمع دل کا فانوس ہوگیا ہوں
کتنی باتیں پیہم اس دور فنا میں ہوچکیں
ابتدائیں کتنی داخل انتہا میں ہوچکیں
سوچ تو دل میں تو اے مصروف حال صبح و شام
کتنی صبحیں ہوچکیں اور کتنی شامیں ہوچکیں
فکرِ دنیا انبساط دل سے ہے ناآشنا
آپ کی کلیاں شگفتہ اس ہوا میں ہوچکیں

☆☆﴿۹۰﴾☆☆

ہر اک یہ کہتا ہے اب کاردیں تو کچھ بھی نہیں
یہ سچ بھی ہے کہ مزا بے یقیں تو کچھ بھی نہیں
تمام عمر یہاں خاک اڑا کے دیکھ لیا
اب آسمان کو دیکھوں زمیں تو کچھ بھی نہیں
مری نظر میں تو بس ہے انھیں سے رونق بزم

وہی نہیں ہیں جو اے ہم نشیں تو کچھ بھی نہیں

حرم میں مجھ کو نظر آئے صرف زاہد خشک

مکان خوب ہے لیکن مکیں تو کچھ بھی نہیں

ترے لبوں سے ہے البتہ اک حلاوت زیست

نبات ۔ قند ۔ شکر انگبیں تو کچھ بھی نہیں

دماغ اب تو مسوں کا ہے چرخ چارم پر

بڑھا دیا مری خواہش نے تھیں تو کچھ بھی نہیں

بہ قول حضرت محشر کلام شاعر کا

پسند آئے تو سب کچھ نہیں تو کچھ بھی نہیں

وہ کہتے ہیں کہ تمہیں ہو جو کچھ ہو اے اکبر

ہم اپنے دل میں ہیں کہتے ہمیں تو کچھ بھی نہیں

☆☆﴿۹۱﴾☆☆

ہے دلیلوں سے نہیں پیدا یقیں کیونکر کریں

سارا عالم کہہ رہا ہے ہاں نہیں کیونکر کریں

کس طرح دنیا کو چھوڑیں ہے بنائے زندگی

ہے مدارِ کار ملت ترک دیں کیونکر کریں

مغربی علم و ہنر تو خوب ہے اکبر مگر

اپنی اس تعلیم پر ہم آفریں کیونکر کریں

☆☆﴿۹۲﴾☆☆

غضب ہیں ظاہری صورت کے جلوے بزم ہستی میں

حقیقت پر نظر رہتی نہیں غفلت کی مستی میں

فلک دیتا ہمیں کچھ اوج رخ کرتے جو پستی کا
خیالوں کی بلندی نے بٹھا رکھا ہی پستی میں

☆☆﴿۹۳﴾☆☆

کسی کویاں بقا نہیں کوئی سدا رہا نہیں
یہاں کا رنگ ہی یہ ہے ہمیں تو کچھ گلا نہیں
ہمارا دور ہوچکا۔ زمانہ اب گیا بدل
جہاں کا وہ چلن نہیں۔ فلک کی وہ ادا نہیں
بڑے جو ہیں وہ بے ثمر، جو خرد ہیں وہ خیرہ سر
عطا نہیں کرم نہیں ادب نہیں وفا نہیں
جو مال ہی پہ ہے نظر تو خوں ہے اور ترا جگر
مرض ہے جس کو حرص کا کبھی اسے شفا نہیں
یہی تھی شرط عاشقی۔ کبھی مری خبر نہ لی
یہ کیا سبب نظر تری۔ مری طرف ذرا نہیں
غرور تھا نمود تھی ہٹو بچو کی تھی صدا
اور آج تم سے کیا کہوں۔ لحد کا بھی پتا نہیں

☆☆﴿۹۴﴾☆☆

بوسۂ زلفِ سیہ فام ملے گا کہ نہیں
دل کا سودا ہے مجھے دام ملے گا کہ نہیں
خط میں کیا لکھا ہے قاصد کو خبر کیا اس کی
پوچھتا ہے مجھے انعام ملے گا کہ نہیں
میں تری مست نظر کا ہوں دعا گو ساقی

صدقہ آنکھوں کا جام ملے گا کہ نہیں
قبر پر فاتحہ پڑھنے کو نہ آئیں گے وہ کیا
جان دینے کا کچھ انعام ملے گا کہ نہیں
بُو کسی سمت سے آتی نہیں ہمدردی کی
مجھ کو مجھ سا کوئی ناکام ملے گا کہ نہیں
جستجو ہی میں وہ لذت ہے کہ اللہ اللہ
کیوں میں پوچھوں وہ دل آرام ملے گا کہ نہیں
آرزو مرگ کی تم کرتے ہو اکبر لیکن
سوچ لو قبر میں آرام ملے گا کہ نہیں

☆☆﴿۹۵﴾☆☆

جس خرابی کا نہیں باقی رہا غم کیا کریں
مرگ دل سے ہوگئی تسکین ماتم کیا کریں
تیغ قاتل چل رہی ہے ان دنوں مثل نسیم
ہے بہار زخم دل کش فکر مرہم کیا کریں
مرشدوں میں سے تو ہر اک جانتا ہے اپنا کام
ہاں مرید اب تک نہیں واقف ہوئے ہم کیا کریں
شیخ کے آگے نہ مے پینا نہیں ازراہ خوف
گردن مینا کو اس کے سامنے خم کیا کریں
خوف حق عشق بتاں نازک ہیں دونوں مسئلے
سخت مشکل ہے زیادہ کیا کریں کم کیا کریں
کچھ مزا گیہوں کا کچھ حوا کے کہنے کا خیال

آہ ہی کہئے کہ اس موقع پہ آدم کیا کریں
میری یہ بے چینیاں اور ان کا کہنا ناز سے
ہنس کے تم سے بولتے ہیں اور اب ہم کیا کریں

☆☆﴿۹۶﴾☆☆

بے وقت کا رنگ ہے سنئے
واعظ کو مگر جھنجوڑیئے کیوں
اکبر سے نہ کہئے رائے سرجن
امید مریض توڑیئے کیوں

☆☆﴿۹۷﴾☆☆

ہے تگا پو اس قدر مرکز مگر کوئی نہیں
فرنیچر ہم لے رہے ہیں اور گھر کوئی نہیں
کہتی ہیں آہیں کریں گے تیرے دل کا ہم رفارم
سب مگر شہرت طلب ہیں با اثر کوئی نہیں
کیمپ میں پاتا ہوں یاروں کو جو کو دن بیشتر
یہ اثر ہے اصطبل کا ورنہ خر کوئی نہیں

☆☆﴿۹۸﴾☆☆

ادھر اترا ہے چہرہ کوہ کن کا کوہ پر چڑھ کر
ادھر کب تخت پر سے حضرت پرویز اترے ہیں
حرم والوں سے کیا نسبت بھلا ہم اہل ہوٹل کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں
مرے الفاظ کا رنگ آج مستانِ سخن دیکھیں

یہ شیشے بادہ مضموں کے کتنے تیز اترے ہیں

☆☆﴿۹۹﴾☆☆

دہر میں سوختۂ گرمی بازار نہ ہو
دل میں ہو خون تو سودا کا خریدار نہ ہو

نقش دل ہو صفتِ معنی رنگیں اے دوست
رنگ ظاہر پہ نہ جا نقش بہ دیوار نہ ہو

جنگ جوئی فصحا رکھ نہیں سکتے جائز
ان کی خواہش ہے کہ لفظوں کی بھی تکرار نہ ہو

سانس کی طرح چل منزل ہستی میں بشر
مدعا یہ ہے کہ دم بھر کو بھی بے کار نہ ہو

نہیں آزاد جو اپنوں سے تعلق کرے قطع
وہ ہے آزاد جو غیروں کا گرفتار نہ ہو

سرو سے بھی رہوں آزاد تر اس گلشن میں
نخل ہستی پہ مرے برگ کا بھی بار نہ ہو

مقدرت شرط ہے ہر چند کہ ہو قدر شناس
بے بصیرت نہ سمجھ لو کہ خریدار نہ ہو

بزم ہے شعلہ مزاجوں کی سنبھل اے اکبر
برق خرمن کہیں یہ گرمئی گفتار نہ ہو

☆☆﴿۱۰۰﴾☆☆

اے بتو بہر خدا در پئے آزار نہ ہو
خیر راحت نہ سہی زیست تو دشوار نہ ہو

یا رب ایسا کوئی بت خانہ عطا کر جس میں
ایسی گھرے کہ تصور بھی گناہ گار نہ ہو

معترض ہو نہ مری عزلت و خاموشی پہ
کیا کروں جبکہ کوئی محرم اسرار نہ ہو

کیا وہ ہستی کہ دم چند میں تکلیف خمار
مست وہ ہے کہ قیامت میں بھی ہشیار نہ ہو

جان فرقت میں نہ نکلی تو مجھے کیوں ہو عزیز
دوست وہ کیا جو مصیبت میں مددگار نہ ہو

ناز کہتا ہے کہ زیور سے ہو تزئین جمال
ناز کی کہتی ہے سرمہ بھی کہیں بار نہ ہو

دل وہ ہے جس کو ہو سودائے جمال معنی
آنکھ وہ ہے کہ جو صورت کی خریدار نہ ہو

دل پہ داغ کو ارماں کہ گلے ان کو لگائے
ان کو یہ ڈر کہ گلے کا کہیں ہار نہ ہو

☆☆﴿۱۰۱﴾☆☆

عاشق چشم سیہ مست تو زنہار نہ ہو
دیکھ اس جان کی گاہک کا خریدار نہ ہو

ہر غبارہِ الفت ہے مرا سرمہ چشم
دل یہ کہتا ہے کہ یہ خاک در یار نہ ہو

لن ترانی کی خبر عشق نے سن رکھی ہے
پھر بھی مشکل ہے کہ وہ طالب دیدار نہ ہو

تم کو سودائے ستم کیوں ہے جو ہے شوق فروغ

کیا تلطف سبب گرمئی بازار نہ ہو

قیمت دل تو گھٹانے کا نہیں میں اکبر

بے بصیرت نہیں ہوتا جو خریدار نہ ہو

☆☆﴿۱۰۲﴾☆☆

قلزم کی تہ ٹٹولو یا اریشپ[1] میں جھولو

جب بھی یہی کہوں گا اللہ کو نہ بھولو

زخمی کیا جو تم نے ترچھی نظر سے مجھ کو

برچھی کا یہ تو پھل ہے اس پر بہت نہ پھولو

باغ و چمن چھڑایا دور فلک نے ہم سے

سائے میں اپنے ہم کو لے لو اب اے ببولو

خاکی نہاد ہم ہیں مائل ہیں خاک ہی پر

شعلوں سے کوئی کہہ دے تم آسمان چھولو

برباد و منتشر بھی ہوگے اسی ہوا سے

کس زعم میں اٹھے ہو تن کر تم اے بگولو

ہنگامہ جہاں سے آزردہ ہوگے اکبر

گوشے میں جا کے بیٹھو اور جام لو سبو لو

☆☆﴿۱۰۳﴾☆☆

ہوا اگر ہمت عالی دل آگاہ کے ساتھ

غیر ممکن ہے محبت نہ ہو اللہ کے ساتھ

طفل دل چھوڑے نہ و امان قناعت ہرگز
یہی بہتر ہے رہے اپنے بہی خواہ کے ساتھ
اس ترقی کو ترقی میں کہوں گا اکبر
خود بھی بڑھتے رہیں احباب جو تنخواہ کے ساتھ
بے بصیرت پہ ہدایت نے کیا کچھ نہ اثر
ہے یہ افسوس کہ آنکھیں نہ کھلیں راہ کے ساتھ
دوست کہتے ہیں تغزل نہیں تجھ میں اکبر
دل لگانا ہی پڑا اب بُتِ گمراہ کے ساتھ

☆☆﴿۱۰۴﴾☆☆

دیکھئے ربط نسیم سحر و غنچہ و گل
یونہیں دل کھول کے ملتے ہیں ہوا خواہ کے ساتھ
شور تحسیں تو سخن پر ہے تمہارے اکبر
زر کی جھنکار بھی سنتے ہو کہیں واہ کے ساتھ
ہوگیا عشق تری زلفِ گرہ گیر کے ساتھ
سلسلہ دل کا ملا تھا اسی زنجیر کے ساتھ
لذتیں کرتی ہیں انسان کو دنیا میں ہلاک
زہر دیتی ہے یہ ظالم شکر و شیر کے ساتھ
پیار کے ساتھ خوشامد بھی کروں گا شب وصل
ہے یہ لازم کہ دعائیں بھی ہوں تدبیر کے ساتھ
جنبش ابروئے قاتل کا اشارہ ہے یہی
کام چلتا ہے جو دنیا میں تو شمشیر کے ساتھ

عمر زنداں میں کئی شوق رہائی رخصت
ہوگیا اُنس مرے پاؤں کو زنجیر کے ساتھ

یاں کے معشوقوں کو مرشد نہ کریں کیوں آزاد
زہرہ جب ناچ رہی ہے فلک پیر کے ساتھ

مست ہے نغمۂ بلبل سے چمن میں اکبر
آپ محفل میں سنیں راگ مزا میر کے ساتھ

مست ہے نغمۂ بلبل سے چمن میں اکبر
آپ محفل میں سنیں راگ مزا میر کے ساتھ

☆☆﴿۱۰۵﴾☆☆

میری تقدیر موافق نہ تھی تدبیر کے ساتھ
کھل گئی آنکھ نگہباں کی بھی زنجیر کے ساتھ

کھل گیا مصحف رخسار بتان مغرب
ہوگئے شیخ بھی حاضر نئی تفسیر کے ساتھ

ناتوانی مری دیکھی تو مصور نے کہا
ڈر ہے تم بھی کہیں کھنچ آؤ نہ تصویر کے ساتھ

ہوگیا طائر دل صید نگاہ بے قصد
سعی بازو کی یہاں شرط نہ تھی تیر کے ساتھ

لحظہ لحظہ ہے ترقی پہ ترا حسن و جمال
جس کو شک ہو تجھے دیکھے تری تصویر کے ساتھ

بعد سید کے میں کالج کا کروں کیا درشن
اب محبت نہ رہی اس بت بے پیر کے ساتھ

میں ہوں کیا چیز جو اس طرز پہ جاؤں اکبر
ناسخ و ذوق بھی جب چل نہ سکے میرے ساتھ

☆☆﴿۱۰۶﴾☆☆

رات پروانہ یہ کہتا تھا عجب ناز کے ساتھ
خضر کا کام نہیں سالک جانباز کے ساتھ
شان مذہب پہ رہا فلسفہ حیران مدام
اس قدر جوش جنوں اور اس اعزاز کے ساتھ
کیا ہوا کوئی جو اکبر کا ہم آہنگ نہیں
باغ میں نغمۂ و بلبل بھی نہیں ساز کے ساتھ

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

مجھ کو محبت اب نہ رہی زندگی کے ساتھ
کیا زندگی گذر نہ سکے جب خوشی کے ساتھ
خلق نکو کو سب نے خوشامد سمجھ لیا
کیا کیا مصیبتیں ہیں غریب آدمی کے ساتھ

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

یہ ابر زُلف بہ برق نظر معاذ اللہ
اگرچہ سیمین ہے دل کش مگر معاذ اللہ
میں کیا کہوں شب فرقت میں مجھ پہ کیا گذری
عجیب حال رہا رات بھر معاذ اللہ
بتوں کے عشق میں کیا کچھ نہیں کیا میں نے
بہت رہی ہے لب شیخ پر معاذ اللہ

طلسم حسن بتاں کے نہ پوچھئے احوال
دہن کا ذکر ہی کیا ہے کمر معاذ اللہ

جناب شیخ پھر آخر بسر کروں کیونکر
جدھر اٹھاتا ہوں آنکھیں ادھر معاذ اللہ

جو منھ لگائے وہ بت شیخ بھی پڑھیں الحمد
یہ دور ہی سے ہے بس اس قدر معاذ اللہ

فریب چشم ہے خوان جہاں کا رنگ اکبر
مزا زبان کا فتنہ اثر معاذ اللہ

فریب چشم ہے خوان جہاں کا رنگ اکبر
مزا زبان کا فتنہ اثر معاذ اللہ

☆☆(۱۰۹)☆☆

یہ عمر یہ حسن اور ناز و ادا اس پر یہ سنگار اللہ اللہ
مستی نگہ اُف اُف کی جگہ سینے کا اُبھار اللہ اللہ

یہ گیسوئے پیچاں دام حرد یہ نرگس فتاں دشمن دیں
یہ عارض رنگیں غیرت گل ہستی کی بہار اللہ اللہ

گالوں میں ترے کندن کی دمک بالوں میں ترے عنبر کی مہک
سینے پہ جواہر کی یہ چمک اور اس پہ یہ ہار اللہ اللہ

بکھری ہوئی زلفیں دام بلا یہ جنبش مژگاں تیر قضا
تقوی کی عدو یہ لغزش پا یہ رنگ خمار اللہ اللہ

خود خلعہ قدرت نازاں ہے ہر چشم تماشا حیراں ہے

اس صفحہ عنصرِ خاکی پر یہ نقش و نگار اللہ اللہ
اسلام میں اکبر کو یہ غلو یہ رنگ ورع یہ زہد کی بُو
اور اُس بُتِ کافر کا ان کو یہ عشق یہ پیار اللہ اللہ

☆☆﴿۱۱۰﴾☆☆

کیا رہے دورِ فلک میں کوئی تمکین کے ساتھ
جب زمانہ نہ چلے ایک ہی آئین کے ساتھ
غرب کی مدح بھی ہے شرق کی تحسین کے ساتھ
ہم پیانو بھی بجانے لگے اب بین کے ساتھ
اس تماشا گہہ ہستی میں مجھے حیرت ہے
اک نیا فلسفہ ہو جاتا ہے ہر سین کے ساتھ
شیخ ڈرتے ہیں کہیں دم نہ نکل جائے مرا
اُنس اس وجہ سے کم رکھتے ہیں یاسین کے ساتھ
مخلصانہ جو نہ ہو مدح تو کیا لطف آئے
چشم غماز کی گردش بھی ہے تحسین کے ساتھ
دل دیا مال دیا پیار کی ان کو مگر
ان بتوں کو وہی کاوش ہے مرے دین کے ساتھ

☆☆﴿۱۱۱﴾☆☆

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ
سوچ تجھ کو ہے اگر آئندہ پالیٹکس کی

لے نتائج سے مدد اور ہسٹری میں فال دیکھ

شوق طول و پیچ اس ظلمت کدہ میں ہے اگر

بات بنگالی کی سن بنگالنوں کے بال دیکھ

دل یہ کہتا ہے کہ ہجرت ہند سے لازم ہے اب

عقل کہتی ہے کہ اکبر اور دواک سال دیکھ

حسن مس پر کر نظر مذہب اگر جاتا ہے جائے

قدر داں کو نرخ کی کیا بحث اکبر مال دیکھ

☆☆﴿۱۱۲﴾☆☆

ہنر سے بھی فوائد ہم کو حاصل ہو نہیں سکتے

سبب یہ ہے کہ ہم آپس میں یک دل ہو نہیں سکتے

حکومت ایشیا پر قسمت مغرب میں ہے جب تک

کمالات اس کے جو ہیں ہم کو حاصل ہو نہیں سکتے

اثر ہے طاعت و حسن عمل کا گو کہ قسمت پر

مگر اس انجمن میں لوگ داخل ہو نہیں سکتے

معین ہی نہیں جن کے اصول و ماخذ اے اکبر

قیامت تک وہ سرداری کے قابل ہو نہیں سکتے

☆☆﴿۱۱۳﴾☆☆

اگر اندازہ قوت سے تمنا نہ بڑھے

رنج پیدا بھی جو ہو دل میں تو اتنا نہ بڑھے

حرص گھٹ جائے وہی نعمت عظمیٰ ہو گی

میری دولت نہیں بڑھنے کی تو اچھا نہ بڑھے

☆☆﴿۱۱۴﴾☆☆

اسی مٹی کو دیکھ اکبر اگر ذوق تعقل ہے
کہیں ٹہنی کہیں پتی کہیں غنچہ کہیں گل ہے
وہی انساں وہی آنکھیں وہی جینا وہی مرنا
کہیں اللہ اکبر ہے، کہیں الحاد کا غل ہے
گلستان سخن ہے بزم ساقی فیض معنی سے
زبانِ خامہ اکبر ہے یا منقار بلبل ہے
گلستان سخن ہے بزم ساقی فیض معنی سے
زبانِ خامہ اکبر ہے یا منقار بلبل ہے

☆☆﴿۱۱۵﴾☆☆

منظور مجھے شکوہ بیداد بتاں ہے
للہ بتا دے کوئی اللہ کہاں ہے

☆☆﴿۱۱۶﴾☆☆

ہوا ہوں شاہ جنوں کی خوش انتظامی سے
خدا بچائے مجھے ہوش کی غلامی سے
نشان کھو کے بگولے کی طرح اٹھتے ہیں
تو خاک خوش ہوں ہم ایسی بلند نامی سے
اٹھے گا فتنہ محشر تو ان کا کیا نقصان
وہ باز آئیں کیوں مشق خوش خرامی سے

☆☆﴿۱۱۷﴾☆☆

رنگ دیکھے جہان فانی کے

کھیل ہیں دور آسمانی کے
شیخ سے مجھ سے اب نہیں ہے بگاڑ
ہو چکے ولولے جوانی کے

☆☆﴿۱۱۸﴾☆☆

منزلوں دور ان کی دانش سے خدا کی ذات ہے
خوردبین اور دوربیں تک ان کی بس اوقات ہے

☆☆﴿۱۱۹﴾☆☆

تکلف انہیں کے لیے کیجئے
فقیروں کی کیا ہے جہاں پڑ رہے
بتوں سے بھی لڑتی نہیں یاں تو آنکھ
برہمن ہیں لندن تلک لڑ رہے

☆☆﴿۱۲۰﴾☆☆

طلب ہے حق کی توسل آ کے ہم سے مستوں سے
نہیں ہے میکدہ خالی خدا پرستوں سے

☆☆﴿۱۲۱﴾☆☆

حلقے نہیں ہیں زُلف کے حلقے ہیں جال کے
ہاں اے نگاہ شوق ذرا دیکھ بھال کے
پہونچے ہیں تا کمر جو ترے گیسوئے رسا
معنی یہ ہیں کمر بھی برابر ہے بال کے
بوس و کنا و وصل حسیناں ہے خوب شغل
کمتر بزرگ ہوں گے خلاف اس خیال کے

قامت سے تیرے صانع قدرت نے اے حسیں
دکھلا دیا ہے حشر کو سانچے میں ڈھال کے
شان دماغ عشق کے جلوے سے یہ بڑھی
رکھتا ہے ہوش بھی قدم اپنے سنبھال کے
زینت مقدمہ ہے مصیبت کا دھر میں
سب شمع کو جلاتے ہیں سانچے میں ڈھال کے
ہستی حق کے سامنے کیا اصل این وآں
پتلے ہیں سب یہ آپ کے وہم و خیال کے
تلوار لے کے اٹھتا ہے ہر طالب فروغ
دور فلک میں ہیں یہ اشارے ہلال کے
پیچیدہ زندگی کے کرو تم مقدمے
دکھلا ہی دے گی موت نتیجہ نکال کے

☆☆﴿۱۲۲﴾☆☆

دل کش صدائے صُور تو ایسی نہ تھی مگر
تعظیم حشر کے لیے سب اٹھ کھڑے ہوئے
تہذیب مغربی کی بھی ہے وارنش غضب
ہم کیا جناب شیخ بھی چکنے گھڑے ہوئے

☆☆﴿۱۲۳﴾☆☆

نکل جائے دم غم سے جب آہ نکلے
مصیبت میں ہوں کوئی تو راہ نکلے
میں سمجھا تھا گنج قناعت کا ساتھی

مگر آپ تو شایق جاہ نکلے
مزاج شریف ان میں باقی نہیں ہے
تو کیا منہ سے الحمد للہ نکلے
ترے بعد اکبر کہاں ایسی نظمیں
وہ دل ہی نہ ہوں گے کہ یہ آہ نکلے

☆☆﴿۱۲۴﴾☆☆

دل زُلف کے کوچے میں شاداں نہ رہا پھر کے
صد شکر کہ بچ نکلا احسان سے کافر کے
ایمان کے دشمن ہیں جلوے بُت کافر کے
فتنے تو ذرا دیکھو ترکیب عناصر کے
اے غول ہوس کب تک یہ شمع فریب آخر
رہرو تو ترے سب ہیں ظلمت ہی میں ہر پھر کے
بھائے جو نہ ہم تجھ کو کر ناز نہ اے دنیا
ہم عرش پہ پہنچے ہیں نظروں سے تری گر کے
باطن نہ کرے تیرہ مقبول ہے وہ ظاہر
رکھتے ہیں نظر ہم بھی منکر نہیں ظاہر کے
گذرے جب ادھر سے وہ سرگرم فغاں تھا میں
تسکیں تو کیا دیتے دیکھا بھی نہیں پھر کے
اسٹیج پہ دنیا کے کیا سین دکھاؤ گے
کیا لطف اٹھا پردہ درجے سے اگر گر کے
دنیا کو اقامت کا سمجھے ہو محل شاید

ایسے تو نہیں ہوتے سامان مسافر کے
جھے میں بتوں ہی کے آئی تری عمر اکبر
اللہ کو اب دے دے دو دن تو یہ آخر کے

☆☆﴿۱۲۵﴾☆☆

میں شیفتہ ہوں آپ سے بے مثل حسیں کا
حیراں ہوں مرے کام سنور کیوں نہیں جاتے
جب کہتا ہوں مرتا ہوں مری جان میں تم پر
فرماتے ہیں مرتے ہو تو مر کیوں نہیں جاتے
وہ نیند میں ہیں شہر میں پھرنے لگے پہرے
پوچھے کوئی اکبر سے یہ گھر کیوں نہیں جاتے

☆☆﴿۱۲۶﴾☆☆

دشمنِ راحت جوانی میں طبیعت ہوگئی
جس حسیں سے مل گئیں آنکھیں محبت ہوگئی
باغ ہستی میں مری ناکامیوں کا رنگ دیکھ
جو تمنا دل میں آئی داغ حسرت ہوگئی
کھو دیا تمکین دیں کو تو نے اے نقش نمود
عزت اصلی نثار نام عزت ہوگئی
شیخ دم ساز پیانو ہو کے بھولے اپنی لے
گو سریلے ہوگئے لیکن بری گت ہوگئی

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

ہر جنبش نگاہِ خرد اک حجاب ہے

عارض پر اُن کے جلوۂ ہستی نقاب ہے
آرام کی تلاش نے رکھا ہے بے قرار
ہر خواہش سکوں سبب اضطراب ہے

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

نہ روح مذہب نہ قلب عارف نہ شاعرانہ زبان باقی
زمیں ہماری بدل گئی ہے اگرچہ ہے آسماں باقی
شب گذشتہ کے سازو ساماں کے اب کہاں ہیں نشاں باقی
زبان شمع سحر پہ حسرت کی رہ گئی داستان باقی
جو ذکر آتا ہے آخرت کا تو آپ ہوتے ہیں صاف منکر
خدا کی نسبت بھی دیکھتا ہوں یقین رخصت گماں باقی
فضول ہے ان کی بد دماغی کہاں ہے فریاد اب لبوں پر
یہ وار پر وار اب عبث ہیں کہاں بدن میں ہے جان باقی
میں اپنے مٹنے کے غم میں نالاں ادھر زمانہ ہے شاد و خنداں
اشارہ کرتی ہے چشم دوراں جو ان باقی جہان باقی
اسی لیے رہ گئی ہیں آنکھیں کہ میرے مٹنے کا رنگ دیکھیں
سنوں وہ باتیں جو ہوش اڑائیں اسی لیے ہیں یہ کان باقی
تعجب آتا ہے طفل دل پر کہ ہوگیا مست نظم اکبر
ابھی مڈل پاس تک نہیں ہے بہت سے ہیں امتحان باقی

☆☆﴿۱۲۸﴾☆☆

ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے
ڈاکا تو نہیں مارا چوری تو نہیں کی ہے

ناتجربہ کاری سے واعظ کی یہ ہیں باتیں
اس رنگ کو کیا جانے پوچھو تو کبھی پی ہے

اس مے سے نہیں مطلب دل جس سے ہے بے گانہ
مقصود ہے اس مے سے دل ہی میں جو کھنچتی ہے

اے شوق وہی مے پی اے ہوش ذرا سو جا
مہمان نظر اس دم اک برق تجلی ہے

واں دل میں کہ صدمے دو ، یاں جی میں کہ سب سہ لو
ان کا بھی عجب دل ہے میرا بھی عجب جی ہے

ہر ذرہ چمکتا ہے انوار الہی سے
ہر سانس یہ کہتی ہے ہم ہیں تو خدا بھی ہے

سورج میں لگے دھبا فطرت کے کرشمے ہیں
بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے

تعلیم کا شور ایسا تہذیب کا غل اتنا
برکت جو نہیں ہوتی نیت کی خرابی ہے

سچ کہتے ہیں شیخ اکبر ہے طاعت حق لازم
ہاں ترک مئے و شاہد ان کی بزرگی ہے

☆☆﴿۱۲۹﴾☆☆

دیکھیں پروانے کو دعووں پہ ابھرنے والے
عشق اسے کہتے ہیں یوں مرتے ہیں مرنے والے

نہ رہا یاد انہیں کیا اثر فصل خزاں
کیوں جواناں چمن پھر ہیں سنورنے والے

تیز رفتار نہ ہو اس قدر اے موج فنا
تجھ میں کچھ قطرے ہوا سے ہیں ابھرنے والے
حیرت انگیز ہے یہ رعب بتاں اے اکبر
ان سے اب ڈرتے ہیں اللہ سے ڈرنے والے

☆☆﴿۱۳۰﴾☆☆

جلوۂ گل نے چمن میں مجھے بے چین کیا
مل ہی جاتے ہیں تری یاد لانے والے
دیدنی آج ہے اس بزم میں دنیا کا جمال
دم بخود بیٹھے ہیں عقبیٰ سے ڈرانے والے
چشم بدور دو جنوں کی ہے ترقی مجھ میں
کیوں نہ ہو مست ہیں خود ہوش میں لانے والے
آج بنگلے میں مرے آئی تھی آواز اذاں
جی رہے ہیں ابھی کچھ اگلے زمانے والے
نہ انہیں ساز کی حاجت ہے نہ سامع کی تلاش
خوب ہیں فصل بہاری کے یہ گانے والے
تیغ قاتل نے یہ کیا اپنے دکھائے جوہر
سر بکف پھرتے ہیں اب جان چرانے والے

☆☆﴿۱۳۱﴾☆☆

ذوق عرفاں جو نہ ہو بادہ پرستی اچھی
ہوش اگر دین سے غافل ہو تو مستی اچھی
بت جو مہنگے ہیں تو ہم یاد خدا کیوں نہ کریں

ہم غریبوں کو وہی شے جو ہے سستی اچھی

بحث اس وقت نہیں مقبرہ و مسجد کی

مگر الحاد سے ارواح پرستی اچھی

شیخ ہوں شہر میں اور کمپ میں سید ہوں یہ کیا

جس میں مل جل کے رہیں سب وہی بستی اچھی

☆☆﴿۱۳۲﴾☆☆

مرید دھر ہوئے وضع مغربی کر لی

نئے جنم کی تمنا میں خود کشی کر لی

نگاہِ ناز بتاں پر نثار دل کو کیا

زمانہ دیکھ کے دشمن سے دوستی کر لی

جو حسن بت کی جگہ حکم مس ہوا قائم

تو عشق چھوڑ کر ہم نے بھی نوکری کر لی

زوال قوم کی تو ابدا وہی تھی کہ جب

تجارت آپ نے کی ترک نوکری کر لی

☆☆﴿۱۳۳﴾☆☆

شکوۂ بیداد سے مجھ کو تو ڈرنا چاہیئے

دل میں لیکن آپ کو انصاف کرنا چاہیئے

ہو نہیں سکتا کبھی ہموار دنیا کا نشیب

اس گڑھے کو اپنی ہی مٹی سے بھرنا چاہیئے

جمع سامان خود آرائی ہے لیکن اے عزیز

جس کی صورت خوب ہو اس کو سنورنا چاہیئے

کیوں نہ لوں نام خدا اس بت کی صورت دیکھ کر
لوگ کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھ کے مرنا چاہیئے

کرسر فرزند آدم ہر چہ اید بگذرد
ہے یہی منزل کہ چہرہ کو اترنا چاہیئے

ہر عمل تیرا ہے اکبر تابع عزم حریف
جب یہ موقع ہو تو بھائی کچھ نہ کرنا چاہیئے

☆☆﴿۱۳۴﴾☆☆

رہی نہ قلب میں قوت زمانہ سازی کی
دعا کرو نہ مری عمر کی درازی کی

فلک نے ہم کو کیا منتخب مٹانے کو
ہمیں سے داد بھی چاہیں خوش امتیازی کی

مجرب ایسا ملا نسخہ قوم بازی کا
کہ قدر اٹھ گئی دنیا سے عشق بازی کی

بہت خلوص سے حاضر رہا میں خدمت میں
مگر حضور نے مجھ سے زمانہ سازی کی

خیال کیا ہو کسی کو بنائے مسجد کا
کہ مسجدوں کو ضرورت ہے اب نمازی کی

ہمیشہ پیش نظر ہیں وضو شکن منظر
اس انجمن میں نبھے کس طرح نماز کی

ہم اپنے حال پہ افسوس کیا کریں اکبر
خدا نے شان دکھائی ہے بے نیازی کی

☆☆﴿۱۳۵﴾☆☆

چھیڑا ہے راگ بھوڑے کا ہوا کی ہے نئ دھن بھی
غضب ہے سال کے بارہ مہینوں میں یہ پھاگن بھی
یہ رنگ حسن گل یہ نغمۂ مستانہ بلبل
اشارہ کرتی ہے فطرت ادھر آ دیکھ بھی سن بھی
بڑے درشن تمہارے ہوگئے راجا کے سیو اسے
مگر من کا پپنا چاہتے ہو تو کرو پن بھی
ہوئے روشن یہ معنی چاند کیوں شاعر کو پیارا ہے
کمال اس میں یہ ہے عارض بھی ہے ابرو بھی ناخن بھی

☆☆﴿۱۳۶﴾☆☆

جوش میں لائے صبا جس کو وہ خون اچھا ہے
بوئے گل جس کو ابھارے وہ جنون اچھا ہے
جوش میں آئے جو قرآں سے وہ خون اچھا ہے
کفر پر غصہ دلائے وہ جنوں اچھا ہے
دل دھڑکنے لگا آئی جو نظر اس کی جھلک
بہر تاثیر محبت یہ شگون اچھا ہے
ہاتھ اٹھائیں گے نہ یہ دامن منصوری سے
اہل تہذیب کو دنیا میں یہ دوں اچھا ہے
دوپہر کے مرے گھر آئی مس رشک قمر
کہہ دیا میں نے کہ یہ نون کا مون اچھا ہے

☆☆﴿۱۳۷﴾☆☆

مراد دل ان بتوں کے ہاتھ واللہ ٹوٹا ہے
خدا ہی ان سے سمجھے گا خدا کے گھر کو لوٹا ہے
خوشی کا رنگ ہے دل میں نہ سرسبزی امیدوں کی
ہمارا باغ ویراں ہوگیا گل ہے نہ بوٹا ہے
ترے کوچے میں دل نالاں اگر ہے دین سے چھٹ کر
تعجب کیا ہے اس میں مدتوں کا ساتھ چھوٹا ہے

☆☆﴿۱۳۸﴾☆☆

تو نے کب دل کی مرے اے بت عیار سنی
جو سنی بات بلا کر سر دربار سنی
چھوڑ اس بحث کو کچھ اور بیاں کر اکبر
یہ کہانی تری یاروں نے تو سو بار سنی

☆☆﴿۱۳۹﴾☆☆

اُبھرا ہے رنگ سودا دیوانگی ہری ہے
ہے جوش موسم گل جو پھول ہے پری ہے
شمع اور پتنگ سے ہے ہر صبح وعظ عبرت
یہ بھی مرے پڑے ہیں وہ بھی بجھی دھری ہے

☆☆﴿۱۴۰﴾☆☆

دور گردوں میں کسی نے میری غم خواری نہ کی
دشمنوں نے دشمنی کی یار نے یاری نہ کی
حشر کا سودا ہوا ذوق جمال دوست میں
ہم نے بازار جہاں میں کچھ خریداری نہ کی

غم دیا اپنا مگر پروائے غم خواری نہ کی
دل ستانی آپ نے فرمائی دل داری نہ کی

قہقہوں کی مشق سے میں نے نکالا اپنا کام
جب کسی نے قدر آہ و نالۂ و زاری نہ کی

شوق کی مستی میں میں دیوانہ ہو کر رہ گیا
حسن کے نشہ نے اس پر بے ہوشی طاری نہ کی

کوئے جاناں کا پتہ دے کر میں پہنچا خلد میں
مجھ سے کچھ رضواں نے بحث ناجی و ناری نہ کی

شیخ بھی کھسکے مریدوں کو جو دیکھا منتشر
جب محیط آوارہ تھا مرکز نے خود داری نہ کی

وقت سائے کا ابھی آیا نہیں مغرب ہے دور
کیوں پسند اس برق وش نے مشرقی ساری نہ کی

جامہ زیبوں کی نظر بھی دلق اکبر پر پڑی
شان ہی کچھ اور تھی اس خرقۂ پارینہ کی

☆☆﴿١٤١﴾☆☆

ایک صورت سرمدی ہے جس کا اتنا جوش ہے
ورنہ ہر ذرہ ازل سے تا ابد خاموش ہے

مستی نشوونما ہے فصل گل کا جوش ہے
ہے ہوا میں فیض ساقی ہر کلی مے نوش ہے

بزم میں ایمائے چشم ساقی مے نوش ہے
وہ بہک جانے کے خطرے میں ہے جس کو ہوش ہے

شوق وصل شعلہ خوباں کیوں نہ ہو برسات میں
ابر کو بھی دیکھتا ہوں برق در آغوش ہے

حال میری بے قراری کا بھی کچھ سن لیجئے
یہ بھی اک آویزہ ہو بجلی جو زیب گوش ہے

تابکے دید حسیناں تابکے وارفتگی
آنکھ میں جب تک نظر ہے سر میں جب تک ہوش ہے

آئینے سے بھی وہ بچتے ہیں کہ پڑ جائے نہ عکس
شرم کہتی ہے کہ یہ بھی صاحب آغوش ہے

کیوں نہ اپنے بل پہ نازاں ہو وہ زلف پر شکن
اس کی خود بینی کو آئینہ صفائے دوش ہے

ہے اگر امید فردا ہی پہ صرف اس کی بنا
کل نہ ہوگا آج اکبر کے جو دل میں جوش ہے

☆☆﴿۱۴۲﴾☆☆

نور باطن کی تجلی حرص دنیا میں کہاں
دامن طول امل اس راہ میں حق پوش ہے

جس کے آنکھیں ہیں وہ ہے دیوانہ چشم آفریں
عالم عرفاں میں جو ذی ہوش ہے بے ہوش ہے

جب ضرورت ہوگی تقویٰ کی تو دیکھا جائے گا
اب تو بزم مغربی ہے اور نوشانوش ہے

ان کا تیر پالسی اور شیخ و بابو کا گریز
خوب ہی لطف شکار روبہ و خرگوش ہے

اتحاد باہمی اس ملک میں آساں نہیں
کوئی سرسید ہے کوئی بابو آشو توش ہے
کیسے کیسے زر نگار ایواں ملے ہیں خاک میں
ریزہ ریزہ اب بھی ویرانوں میں اطلس پوش ہے
حضرت منصور ''انا'' بھی کہہ رہے حق کے ساتھ
دار تک تکلیف فرمائیں جب اتنا ہوش ہے
مفلسی میں بھی تکلف دوست ہے طبع بلند
سرو بستاں بے بضاعت ہے مگر خوش پوش ہے

☆☆﴿۱۴۳﴾☆☆

دشمن بھی ہیں افسوس میں یا رب یہ ہے حالت مری
جینا تو اب دشوار ہے کب آئے گی ساعت مری
طاقت نہ ہو جب ضبط کی اظہار غم کیونکر نہ ہو
ہر دم اب تو آتش فگن سینے میں ہی حسرت مری
شوخی اس کی دیکھو ذرا مجھ پر ظلم بے حد کیا
پوچھا میں نے کیوں ہے ستم بولا یہ ہے عادت مری
پہلو میں وہ ہوں گے کبھی خوشیوں کی گھڑی وہ آئے گی
جاگے ہی گی اک وقت میں سوتی گو ہے قسمت مری

☆☆﴿۱۴۴﴾☆☆

اب بھی جو کہہ رہا ہو کہ پینا نہ چاہیے
اس دور عہد میں اسے جینا چاہیئے
نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل

بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے
میں بت کا ہو رہا تو عبث شیخ کو ہے رنج
ایسے معاملات میں کینا نہ چاہیے

☆☆﴿۱۴۵﴾☆☆

دنیا میں امر حق کو کس طرح صاف کہیے
کرتا ہے دشمنی وہ جس کے خلاف کہیے
یہ سرسری اشارہ کافی نہیں ہے حضرت
اپنی زبان سے بھی لفظ معاف کہیے

☆☆﴿۱۴۶﴾☆☆

بے دشمن دیں راحت دنیا ہے تو کیا ہے
قاتل ہو کوئی آنکھ تو جینے کا مزا ہے

☆☆﴿۱۴۷﴾☆☆

زلف میں دل کی گرفتاری بری
سب مرض اچھے یہ بیماری بُری
اہوش سے عاشق کو بچنا چاہیے
راہ دل میں یہ گرانباری بُری
آج سنئے آکے اکبر سے کبیر
شیخ جی ہولی میں خود داری بُری

☆☆﴿۱۴۸﴾☆☆

رُکتے ہیں دست دعا اُٹھتے ہوئے
ہے جو ہونا کیوں رہے گا بے ہوئے

کچھ بھی ہمدردی جوانوں سے نہیں
شیخ صاحب اب بہت بوڑھے ہوئے

☆☆﴿۱۴۹﴾☆☆

ناچ ہے مغرب کا بزم دھر میں
جھومتے ہیں مشرقی بیٹھے ہوئے
نام یوسف سے ہوا یعقوب کا
یوں تو حضرت کا بہت بیٹے ہوئے

☆☆﴿۱۵۰﴾☆☆

اللہ کا حال کچھ نہ پوچھو
دیکھا نہیں نام رکھ لیا ہے
واللہ ستم ہے یہ تکلف
کھایا کیا تم نے چکھ لیا ہے
سکہ ہے کھرا مرے سخن کا
سب نے اس کو پرکھ لیا ہے

☆☆﴿۱۵۱﴾☆☆

لن ترانی ہے عیاں انوار پنہاں ہوگئے
ایک فقرے میں ہزاروں طور پنہاں ہوگئے
اے صبا اس باغ میں تیرا عمل ہے مشتبہ
ہنس دیئے گل ہو کے غنچے یا پریشاں ہوگئے
اس نے آنکھوں کے اشارے سے بڑھایا دل مرا
خواب میں دیکھا تھا دو کافر مسلماں ہوگئے

ناتوانی سے قناعت پہ ہوئے مجبور ہم
ضعف کے اسباب عزت کے نگہباں ہوگئے

صبر و خود داری دلیری حق پرستی اب کہاں
رکھ لیا اچھا سا اک نام اور مسلماں ہوگئے

ہوگیا آخر شکستِ دل سے کار دیں درست
داغ سینے کے چراغ راہ عرفاں ہوگئے

جلوہٗ ہائے منظر ہستی ہیں راحت میں مخل
وہم جب یکجا ہوئے خواب پریشاں ہوگئے

جو کہا اس نے کیا منظور کیا حرف نفی
ہم سراپا اب تو اس محفل میں جی ہاں ہوگئے

ہم تو انسان سے بنے جاتے ہیں بدر اے حضور
آپ خوش قسمت تھے بندر سے جو انسان ہوگئے

ناز تھا ان کو بہت اپنے بدن کو ساخت پر
اگزبیشن میں مرے اک دوست عریاں ہوگئے

صورت لیلیٰ نہ دیکھی پڑھ لیا دیوانِ قیس
شاعری آئی نہیں لیکن زباں داں ہوگئے

☆☆﴿۱۵۲﴾☆☆

گرے جاتے ہیں ہم خود اپنی نظروں سے ستم یہ ہے
بدل جاتے تو کچھ رہتے مٹے جاتے ہیں غم یہ ہے

طریق نو کو کیا سمجھا ہے تو منزل ترقی کی
نگاہ پیش ہیں میں جادہٗ راہِ عدم یہ ہے

تحمل نالۂ و فریاد کا ان سے کہاں ممکن
نہ ہوں برہم مری افسردگی پر مقتضم یہ ہے

نہ بے مہری کا شکوہ ہے نہ ہے سوز غم فرقت
تعارف آپ سے کیوں ہوگیا رنج و الم یہ ہے

کہاں تک رشک اکبر ساقی بزم حریفاں پر
سنبھالو دل کو تم اپنے تمہارا جام جم یہ ہے

☆☆﴿۱۵۳﴾☆☆

جاری طریق فضل و عطا سب کے ساتھ ہے
دیکھو جو غور سے تو خدا سب کے ساتھ ہے

بیحد رسا ہیں گیسو دنیائے دوں کے پیچ
سب اس میں ہیں پھنسے یہ بلا سب کے ساتھ ہے

کمبخت دل کو کیوں ہے لگاوٹ انہیں کے ساتھ
ان کو تو شوق ناز و ادا سب کے ساتھ ہے

☆☆﴿۱۵۴﴾☆☆

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

سُنے جو اِس کو اُسے تحیّر جو اس کو بَرتے اُسے تردّد
ہماری نیکی اور ان کو برکت عمل ہمارا نجات اُن کی

☆☆﴿۱۵۵﴾☆☆

بھلا دو میرے منھ سے بات اگر کوئی بری نکلی
یہ بیدردی ہے کہنا آہ بسمل بے سُری نکلی

عدو جمعیت ملت کا جو ہو لعن تھی اس پر
یہ کیا سمجھا عزیزوں نے مجھی پر کیوں چھری نکلی
عرب کہتے تم جس کو وہ کمسریٹ کا خچر تھا
جسے شائستگی سمجھے تھے آخر کر کری نکلی
مجھے اس درس سے خواہش تھی روحانی ترقی کی
یہاں ہر چیز لیکن مادی و عنصری نکلی

☆☆﴿۱۵۶﴾☆☆

بتوں سے میل خدا پر نظر یہ خوب کہی
شب گناہ و نماز سحر یہ خوب کہی
فٹن نفیس، سڑک خوشنما، ڈنر ہر شب
یہ لطف چھوڑ کے حج کا سفر یہ خوب کہی
تمہاری خاطر نازک کا ہے خیال فقط
وگرنہ مجھ کو رقیبوں کا ڈر یہ خوب کہی
جناب شیخ کا ہو جاؤں معتقد معقول
نگاہِ یار رہے بے اثر یہ خوب کہی
شباب و بادۂ و فکر مال کارچہ خوش
جنوں عشق و خیال خطر یہ خوب کہی
سوال وصل کروں یا طلب ہو بوسے کی
وہ کہتے ہیں مری ہر بات پر یہ خوب کہی

☆☆﴿۱۵۷﴾☆☆

حرف مطلب کی رسائی کیوں زباں تک ہوسکے

دل کو خود داری سکھا اکبر جہاں تک ہو سکے

وعدہ اقرار مفصل کا تو کرتے ہو مگر

دیکھ لینا وقت پر تم سے جہاں تک ہو سکے

سن رہا ہوں شوق سے دنیا کے قصوں کو مگر

دیکھتے رہنا جو ختم داستاں تک ہو سکے

نالۂ و فریاد جائز ہے مصیبت میں مگر

صبر ہی بہت ہے انساں کو جہاں تک ہو سکے

☆☆﴿۱۵۸﴾☆☆

افسوس ہے گلشن کو خزاں لوٹ رہی ہے

شاخ گلِ تر سوکھ کے اب ٹوٹ رہی ہے

اس قوم سے وہ عادت دیرینۂ طاعت

بالکل نہیں چھوٹی ہے مگر چھوٹ رہی ہے

وہ راہ شریعت کی جہاں بچھتی تھیں آنکھیں

یہ کفر کے کنکر سے اسے کوٹ رہی ہے

☆☆﴿۱۵۹﴾☆☆

فکر فردا میں عبث روز اک نئی تمہید ہے

آج تک ہم کیا ہوئے آئندہ کیا امید ہے

غافلوں کو جلوۂ ہستی بہار عید ہے

چشم بینا میں مگر یہ حشر کی تمہید ہے

قد موزوں دیکھئے جُوڑے کی بندش دیکھئے

کس قیامت کا ہے مصرع او کیا تعقید ہے

مجھ کو اور ان کے مضامین کمر پر دسترس
ذہن کیسا بس یہ کہئے غیب کی تائید ہے

☆☆﴿۱۶۰﴾☆☆

خوشی ہے سب کو کہ آپریشن میں خوب نشتر یہ چل رہا ہے
کسی کو اس کی خبر نہیں ہے مریض کا دم نکل رہا ہے
فنا اسی رنگ پر ہے قائم فلک وہی چال چل رہا ہے
شکستہ و منتشر ہے وہ کل جو آج سانچے میں ڈھل رہا ہے
یہ دیکھتے ہو جو کاسہ سر غرور غفلت سے کل تھا مملو
یہی بدن ناز سے پلا تھا جو آج مٹی میں گل رہا ہے
سمجھ ہو جس کی بلیغ سمجھے نظر ہو جس کی وسیع دیکھے
ابھی یہاں خاک بھی اڑے گی جہاں یہ قلزم ابل رہا ہے
کہاں کا شرقی، کہاں کا غربی، تمام دکھ سکھ ہے یہ مساوی
یہاں بھی اک بامرادخوش ہے وہاں بھی اک غم سے جل رہا ہے

☆☆﴿۱۶۱﴾☆☆

ہوس پرستوں کو کیوں یہ کد ہے ان انقلابوں کی کیا سند ہے
اگر زمانہ بدل رہا ہے بدلنے ہی کو بدل رہا ہے
عروج قومی زوال قومی خدا کی قدرت کے ہیں کرشمے
ہمیشہ رد بدل کے اندر یہ امر پولیٹکل رہا ہے
جنہوں نے طاعت میں جان دی ہے انہیں کے حصہ میں زندگی ہے
مقدموں کی ہوں لاکھ شکلیں یہی نتیجہ نکل رہا ہے

خدا سے تم دل ملاؤ اپنا زبان کو پھر ملاؤ دل سے
تو دیکھ لینا کہ پر اثر ہے وہاں سے جو نکل رہا ہے
جھکائیں اکبر سرارادت ہمیں تو امید کچھ نہیں ہے
ادھر وہ شمشیر کھینچ رہی ہے ادھر یہ خنجر سنبھل رہا ہے
مزا ہے اسپیچ میں ڈنر میں خبر یہ چھپتی ہے پانیر میں
فلک کی گردش کے ساتھ ہی ساتھ کام یاروں کا چل رہا ہے

☆☆﴿۱۶۲﴾☆☆

جب آسمان اہل وفا ہی کا ہو رہے
مومن کو چاہیئے کہ خدا ہی کا ہو رہے
مجھ کو تو حب جاہ ہے وجہ انتشار
دل میں تمہارے شوق جو شاہی کا ہو رہے
اکبر مریض ہے تو دعا بھی اسے سکھاؤ
ایسا نہ ہو کہ صرف دوا ہی کا ہو رہے

☆☆﴿۱۶۳﴾☆☆

گردن رفارمر کی ہر اک سمت تن گئی
بگڑی ہو قوم و ملک کی اُن کی تو بن گئی
لڑکے نئے طریق کی جانب جو کھینچ گئے
بوڑھوں کی آہ جانب چرخ کہن گئی
دم بھر میں جسم و روح کا قصہ تمام تھا
مٹی میں مل گیا وہ یہ اپنے وطن گئی

☆☆﴿۱۶۴﴾☆☆

دنیا میں بھی مست اثر نغمہ کن ہے
پردیس میں ہے روح مگر دیس کی دھن ہے
کی میں نے لگاوٹ تو بُت شوخ یہ بولا
کیوں کفر ہے بدنام جب ان میں بھی یہ گن ہے
ہنس دیتے ہیں بت سن کے یہ اکبر کا لطیفہ
جب آپ کے درشن ہوں تو پھر پاپ بھی پن ہے

☆☆﴿۱۶۵﴾☆☆

جانتی تھیں کہ ہنر شرط ہے قاتل کے لیے
دل لئے آپ کی آنکھوں نے مگر مل کے لیے
دل مرا ان کے لیے ہے وہ مرے دل کے لیے
ماسوا اس کے سب اندیشہ باطل کے لیے
ہر قدم پر ہے فزوں لذت سر گرمئی سعی
شوق نے خوب مزے دوری منزل کے لیے
ہے یہ وہ عہد کہ بزم کی تزئیں لیکن
آدمی مل نہ سے رونق محفل کے لیے
دید دنیا ہے رہ عشق میں سالک کو مُضر
خوب ہے قطع نظر قطع منازل کے لیے
مغربی کورس میں ہوتی ہے جوانی رخصت
اب تو پیری ہی ہے رندانہ مشاغل کے لیے
کیا ضرورت رہ اُلفت میں سخن سازی کی
صدق کافی ہے بس اکبر کے لیے

☆☆﴿۱۶۶﴾☆☆

نہ پارسی وہ رہی اور نہ آنجناب رہے
نئے طریق فقط جان پر عذاب رہے

اس انجمن میں اشارا ہے چشم ساقی کا
وہی مزے میں رہے جو یہاں خراب رہے

خزاں میں ہوش جب آئے گا خیر رو لیں گے
بہار تک تو ہمیں نشۂ شراب رہے

امیدیں ہوتی تھیں پیدا تری لگاوٹ سے
نہ اب وہ لہر رہی اور نہ وہ حباب رہے

کہاں کا نام مجھے ہے نشان سے بھی گریز
مبارک آپ ہی کو خواہش خطاب رہے

اس اک گناہ کو منظور کیجئے تو مجھے
تمام اور گناہوں سے اجتناب رہے

☆☆﴿۱۶۷﴾☆☆

مرے عشق کے سوز میں ہو نہ کمی اجل آئے تو ایسی جفا نہ کرے
مری جان کو جسم سے کردے الگ مرے درد کو دل سے جدا نہ کرے

بت شوخ کی دیکھ رہا ہوں نظر مرے عشق کا کچھ بھی نہیں ہے اثر
جو میں کہتا ہوں کاش ہو تجھ میں وفا تو وہ کہتا ہے ہنس کے خدا نہ کرے

مجھے عشق و وفا کی سند نہ ملے جو میں ضبط سے صبر سے کام نہ لوں

وہاں حسن کے ناز میں آئے کمی جو وہ حق ستم کو ادا نہ کرے

☆☆﴿۱۶۸﴾☆☆

عدو فلک بھی رہا گردش زمیں بھی نہ رہی
مگر وہ در بھی رہا اور مری جبیں بھی رہی

نظر میں آیت ایاک نستعیں بھی رہی
صنم کے پاؤں پہ لیکن مری جبیں بھی رہی

تری اداؤں سے بڑھنے نہ پائی جرات دل
ہنسی جو لب پہ رہی تو جبیں پہ چیں بھی رہی

ہزاروں ظلم ہوئے بے کسوں پہ یاں لیکن
وہی فلک بھی رہا اور وہی زمیں بھی رہی

خلوص ان میں نہ تھا اس سبب سے دل نہ ملا
گپیں تو خوب اڑیں اور چناں چنیں بھی رہی

کچھ انتظار میں موقع کے طول ہجر ہوا
کچھ ابتدائے محبت میں ہاں نہیں بھی رہی

میں کیا ہوں خوش اگر ان کو رہی نہ الفت غیر
ملیں گے اس سے محبت اگر نہیں بھی رہی

اسی کو ہم تو سمجھتے ہیں مستند اکبر
جسے مشاغل دنیا میں فکر دیں بھی رہی

☆☆﴿۱۶۹﴾☆☆

ہو رہا اس کا جو بے مہر و کافر کیش ہے
دل ہمارا کس قدر ناعاقبت اندیش ہے

☆☆﴿۱۷۰﴾☆☆

ترے سحر نظر سے ہوا یہ جنوں مرے دل ی تو اس میں خطا ہی نہ تھی
ترے کوچے میں آ کے بیٹھ رہا بجز اس کے کچھ اور دوا ہی نہ تھی

ہوئی طبع جو مائل دام بلا میں تمہاری ہی زلف سیہ میں پھنسا
مرے دامن دل کو جو کھینچ سکے کوئی اور تو ایسی بلا ہی نہ تھی

کیا صحبت غیر نے قہر و غضب مجھے کوئی امید رہی نہیں اب
دم چند کو مجھ سے ملے بھی جو کل وہ نظر ہی نہ تھی وہ ادا ہی نہ تھی

نہ بنھی تو پھر اس میں تھی کس کی خطا یہ گلا ہے مری ہی طرف سے بجا
مرے عشق کا رنگ تو خوب رہا مگر آپ میں بوئے وفا ہی نہ تھی

میں وطن سے حزین و ملول پھرا۔ نہ وہ بزم ملی نہ وہ یار ملے
گل و لالۂ و سرو کا ذکر کجا، وہ چمن ہی نہ تھا وہ ہوا ہی نہ تھی

غم ہجر میں جی سے گیا جو گذر تو یہ اکبر زار نے خوب کیا
کہ علاجِ فراق تو تھا ہی یہی بجز اس کے کچھ اور دوا ہی نہ تھی

☆☆﴿۱۷۱﴾☆☆

اللہ رے کامیابی اس چشم پر فسوں کی
عقلیں ہزار ابھریں تابع رہیں جنوں کی

تنویر چاہتا ہے گر آتش دروں کی
ہو اس کا محو جس نے مٹی میں روح پھونکی

نشتر لگائے جا تو اے رنج ناامیدی

دل کو ابھی شکایت باقی ہے جوش خوں کی
اس وقت کوئی دیکھے تاثیر ساز مغرب
جب ناچ ہو مسوں کا اور گت ہو ارغنوں کی
آفاق پر ہیں طاری آثار شام غم کے
اللہ دل کو قوت دے صبر کی سکوں کی
فطرت نے باغ ہستی پیش نظر کیا ہے
دیکھو بہار اکبر اس روئے لالہ گوں کی

☆☆﴿۱۷۲﴾☆☆

کیا پا گئے جو حرص کے کوچے میں سگ رہے
وہ کیا برے رہے کہ جو اس سے الگ رہے
اپنی جگہ سے تم نہ ہٹو گو ہوں گردشیں
ایسے رہو کہ جیسے انگوٹھی میں نگ رہے
اکبر انہیں کو لذت یاد خدا ملی
سمجھے جو کافری کو اور اس سے الگ رہے

☆☆﴿۱۷۳﴾☆☆

دن رات کی یہ بے چینی ہے یہ آٹھ پہر کا رونا ہے
آثار برے ہیں فرقت میں معلوم نہیں کیا ہونا ہے
دنیا کے لیے ہنگامے تھے خلق ایک طرف آپ ایک طرف
اب شہر خموشاں عالم ہو مٹی ہے لحد کا کونا ہے
کیوں پست ہوئی ہے ہمت دل کیوں روک رہی ہے مایوسی
کوشش نہ تو ہم اپنی سی کر لیں ہوگا تو وہی جو ہونا ہے

ترکیب و تکلف لاکھ کرو فطرت نہیں چھپتی اے اکبر
جو مٹی ہے وہ مٹی ہے جو سونا ہے وہ سونا ہے

☆☆﴿۱۷۴﴾☆☆

نظر لطف سے بس اک ہمیں محروم رہے
اور کیا عرض کریں آپ کو معلوم رہے

☆☆﴿۱۷۵﴾☆☆

جوشش سودا کو طبع لا اُبالی چاہیئے
منظر مجنوں کو تصویر خیالی چاہیئے
ان کے مضمون کمر کا باندھنا آساں نہیں
مدتوں مشاقی نازک خیالی چاہیئے
ہر درِ مے خانہ اکبر کے لئے دل کش نہیں
بادہ صافی چاہیئے اور ظرف عالی چاہیئے

☆☆﴿۱۷۶﴾☆☆

نظر کن سوئے او تا نور چشم قدسیاں باشی
بنہ سر بر زمین کوئے اوتا آسماں باشی
زفیض راستی چوں سروگشتی اندریں گلشن
بزن گامے براہ سعی تا سرور واں باشی
شریک بے کسی بودن ترابا ہمدماں اکبر
ازاں بہتر کہ در بزم حریفاں شادماں باشی

☆☆﴿۱۷۷﴾☆☆

چل رہی ہے جس طرح دنیا کو چلنے دیجیے

مل رہی ہے ہاتھ اگر منطق تو ملنے دیجئے

☆☆﴿۱۷۸﴾☆☆

قوم اب کہاں ہر اک کی خوشی غم کے ساتھ ہے
سچ تو یہ ہے کہ میں کا مزا ہم کے ساتھ ہے

☆☆﴿۱۷۹﴾☆☆

دل کو آما جگہہ تیر قضا کرتی ہے
حسن کا حق وہ نظر خوب ادا کرتی ہے

☆☆﴿۱۸۰﴾☆☆

تمہاری چشم فتاں سب کے دل سے ساز کرتی ہے
ہماری آرزو کو کیوں نظر انداز کرتی ہے
بہار آئی ہے گویا اب نجائے گی گلستاں سے
کھلی پڑتی ہیں کلیاں بھی ہوا بھی ناز کرتی ہے
اگر دیکھو تو ہر گل ایک دفتر ہے معانی کا
اگر سمجھو تو ہر پتی بیان راز کرتی ہے

☆☆﴿۱۸۱﴾☆☆

شیخ نے ناقوس کے سُر میں جو خود ہی تان لی
پھر تو یاروں نے بھجن گانے کی کھل کر ٹھان لی
مدتوں قائم رہیں گی اب دلوں میں گرمیاں
میں نے فوٹو لیا اس نے نظر پہچان لی
رو رہے ہیں دوست میری لاش پر بے اختیار
یہ نہیں دریافت کرتے کس نے اس کی جان لی

میں تو انجن کی گلے بازی کا قائل ہوگیا
رہ گئے نغمے حدی خوانوں کے ایسی تان لی
حضرت اکبر کے استقلال کا ہوں معترف
تا بہ مرگ اس پر رہے قائم جو دل میں ٹھان لی

☆☆﴿۱۸۲﴾☆☆

اب خاک پہ ہیں کل تخت پہ تھے اک زیست کی حالت وہ بھی تھی
اللہ کی قدرت یہ بھی ہے اللہ کی قدرت وہ بھی تھی
پریاں بھی لگاوٹ کرتی تھیں اب دیو بھی مجھ سے کھنچتے ہیں
فطرت ہی کی صورت یہ بھی ہے فطرت ہی کی صورت وہ بھی تھی

☆☆﴿۱۸۳﴾☆☆

انسان فقط عجز و دعا ہی کے لیے ہے
جو عزت و عظمت ہے خدا ہی کے لیے ہے

☆☆﴿۱۸۴﴾☆☆

حیرت میں ختم ہوگئی انشائے زندگی
حل ہو سکا نہ ہم سے معمائے زندگی
اس زندگی نے خود ہی کیا ہے تجھے اسیر
تجھ کو یہ کیوں ہے شوق و تمنائے زندگی

☆☆﴿۱۸۵﴾☆☆

جانتے ہیں کہ سدا خونِ جگر پیتا ہے

پھر خوشی کیا کہ ابھی ہم کو بہت جینا ہے

☆☆﴿۱۸۶﴾☆☆

تجھے ان سے ہے سر دوستی تری آرزو بھی عجیب ہے
وہ ہیں تخت پر تو ہے خاک پر وہ امیر ہیں تو غریب ہے
پئے حفظ جاں ہیں جو کششیں وہ اجل کے ساتھ ہیں سازشیں
اور اسی روش پہ ہیں خواہشیں یہ معاملہ بھی عجیب ہے
ترا جلوہ زیب خیال ہے وہی وجد ہے وہی حال ہے
تری انجمن سے ہوں دور اگر مرا دل تو مجھ سے قریب ہے
اسے انجمن کا خیال کیا جو ہو محو تاروں کی چال کا
وہ نظر زمین پہ کیوں جھکے کہ جو آسماں سے قریب ہے
جو خدا کا حکم ہے خوب ہے مجھے توبہ کرے میں عذر کیا
مگر ایک بات ہے واعظا کہ بہار اب تو قریب ہے

☆☆﴿۱۸۷﴾☆☆

پیش آجائے جو مسجد تو نمازی بھی سہی
بت جو موقع پہ ملیں دست درازی بھی سہی
گالیاں اس نے جو دیں وصل کا طالب میں ہوا
کہدیا صاف کہ ترکی ہے تو تازی بھی سہی
تارک الوضوں میں دو چار نے پایا ہے عروج
خیر اتنے شہدا تھے تو یہ غاز بھی سہی
اس نے یہ کہہ تھیٹر میں غزل گائی مری

تیری خاطر سے اک آہنگ حجازی بھی سہی
ایک دن چشم کرم بھی ہو ادھر اے قاتل
ظلم کے ساتھ کبھی بندہ نوازی بھی سہی

☆☆(۱۸۸)☆☆

آرزو دنیا میں کب نکلی اولو الابصار کی
چشم موسیٰ کو بھی حسرت رہ گئی دیدار کی
سوز جاں ہوتی ہے جنبش ابروئے خمدار کی
آگ کر دیتی ہے دل کو آب اس تلوار کی
ہے گرانی قلب پر اوہام کے انبار کی
حاجت اس خرمن کو ہے برق نگاہ یار کی
دھوم ہے زیر فلک حسن و جمال یار کی
ذرے ذرے سے عیاں ہے آرزو دیدار کی
دست گل چیں پھر رہا ہے شاخ گل پر بے دریغ
کون سنتا ہے چمن میں عندلیب زار کی
الفت ان کی نرگس فتاں کی ہے آرام سوز
نیند اڑا دیتی ہے یاد اس فتنہ بیدار کی
دست گلچیں کے لیے فطرت میں ہیں یہ کاوشیں
چشم بلبل کے لیے زحمت نہیں ہے خار کی
وہ ادا اس وقت تم نے کی کہ دل تڑپا دیا
اب نہ کہنا بے محل کیا تھی ضرورت پیار کی
خوش ہے دنیا جانتی ہے یہ بھی یونہی ہونگے خوش

خلق و عالم کو خبر کیا میرے حال زار کی
سر جھکا کر یاد کر لیتا ہوں اپنی موت کو
حاضری ہو جاتی ہے اللہ کے دربار کی
غیر بے ترکیب کیا جانے بھلا آداب عشق
کیجئے گا آپ اک دن قدر میرے پیار کی
ہے زلیخا کا سا گاہک حضرت یوسف سا مال
دیدنی ہے آج رونق مصر کے بازار کی
شعر تر اکبر کے سن اے سامعِ عالی دماغ
قدر کرے اے آسماں اس ابر گوہر بار کی

☆☆﴿۱۸۹﴾☆☆

کیا ہے مذہب ایک ملکی اور سوشل انتظام
یہ نہیں پہچان ہرگز کافر و دیندار کی
صورت و الفاظ کا اکثر نہیں ہے اعتبار
ہیں فقط یہ عادتیں رفتار کی گفتار کی
میں ہر اک مذہب میں کچھ کافر بھی کچھ دیندار بھی
یاد رکھ تو بات یہ اک محرم اسرار کی

☆☆﴿۱۹۰﴾☆☆

مفتون ہوگئے ہم اس بے بقا چمن کے
آنکھوں میں خاک ڈالی مٹی نے پھول بن کے

☆☆﴿۱۹۱﴾☆☆

ہستی کو اپنی سمجھیں بنیاد اپنی دیکھیں

اٹھے جو ہیں بگولے برباد ہوں گے تن کے
گونجی بہت ہے اس میں فریاد بیکسوں کی
ٹکڑے اڑیں گے اک دن اس گنبد کہن کے
غربت میں عمر گذری نام و نشان نہ پوچھو
نقشے بھی ذہن میں اب باقی نہیں وطن کے
زخموں سے چور ہیں ہم اس کا خیال کس کو
چرچے ہیں ہر طرف بس تیرے ہی بانکپن کے
تھی نیک سعی تیری اے باد صبح گاہی
تجھ کو کیا معطر کلیوں نے پھول بن کے
مغرب کا وعظ ادھر بھی اے پیر ملت نو
اس شہر میں بھی مردے محتاج ہیں کفن کے

☆☆﴿۱۹۲﴾☆☆

آہ جو دل سے نکالی جائے گی
کیا سمجھتے ہو کہ خالی جائے گی
یاد ان کی ہے بہت عزلت پسند
آہ بھی دل سے نکالی جائے گی
نزع کہتی ہے کہ روٹھی تجھ سے جان
حشر کہتا ہے منالی جائے گی
اس نزاکت پر یہ شمشیر جفا
آپ سے کیونکر سنبھالی جائے گی

بے تکلف چاہیے سوز و گداز
شمع کیوں سانچے میں ڈھالی جائے گی

کیا غم دنیا کا ڈر مجھ رند کو
اور اک بوتل چڑھالی جائے گی

زندگی کی کل ہے پیچیدہ تو خیر
سانس لے لے کر چلالی جائے گی

شیخ کی دعوت میں مے کا کام کیا
احتیاطاً کچھ منگالی جائے گی

یاد ابرو میں ہے اکبر محو کیوں
کب تری یہ کج خیالی جائے گی

☆☆﴿۱۹۳﴾☆☆

پاس خطر تھا اگر تو رنج کیوں ہم کو دیئے
اب عبث ہے اس کی پرشش دل بھر آیا رو دیئے

بوسۂ رخ کی طلب تیرِ مژہ سے رُک گئی
اُس نے شوخی سے رہِ گلچیں میں کانٹے بُو دیئے

☆☆﴿۱۹۴﴾☆☆

مری رسائی ہے دیر میں بھی حرم میں بھی میری منزلت ہے

بتوں سے بوسے کی ہے توقع خدا سے امید مغفرت ہے

جھکا ہے سر اپنا پائے بت پر زبان پر ہے گلا جفا کا

مرے عمل میں ہے طرز سید غزل میں انداز اچپت ہے

☆☆﴿۱۹۵﴾☆☆

وصل نے کب مجھے سلایا ہے

ہجر ہی نے سدار لایا ہے

میں نے کب کی نگاہ گل کی طرف

تم نے کیوں مجھ سے منہ چھپایا ہے

کیا خوشی ہو جو کوئی آکے کہے

کہ انہوں نے تمہیں بلایا ہے

☆☆﴿۱۹۶﴾☆☆

نہ بت کدے کہیں رہ گئے نہ وہ دلبری کو صنم رہے

نہ وہ دن رہے نہ وہ ہم رہے نہ وہ دل رہا نہ وہ غم رہے

اب انہیں کے کوچہ کی دھوم ہے نہیں کرتا ذکرارم کوئی

انہیں ضد بھی تھی اسی بات کی کہ نہ ذکر باغ رام رہے

مری رندیوں کا ہے خاتمہ نہ وہ مستیاں نہ وہ ولولے

نہ مئے کہن کا رہا نشاں نہ طریق محفل جم رہے

مجھے کیا امید فروغ کی کہ بتوں کی تو ہے یہی خوشی

نہ یہ دل رہے نہ زباں رہے نہ خدا رہے نہ حرم رہے

☆☆﴿۱۹۷﴾☆☆

کہاں وہ اب لطف باہمی ہے محبتوں میں بہت کمی ہے

چلی ہے کیسی ہوا الٰہی کہ ہر طبیعت میں برہمی ہے
مری وفا میں ہے کیا تزلزل مری اطاعت میں کیا کمی ہے

یہ کیوں نگاہیں پھری ہیں مجھ سے مزاج میں کیوں یہ برہمی ہے
وہی ہے فضل خدا سے اب تک ترقی کار حسن و الفت

نہ وہ ہیں مشق ستم میں قاصر نہ خون دل کی یہاں کمی ہے
عجیب جلوے ہیں ہوش دشمن کہ وہم کے بھی قدم رکے ہیں

عجیب منظر ہیں حیرت افزا نظر جہاں تھی وہیں تھمی ہے
نہ کوئی تکریم باہمی ہے نہ پیار باقی ہے اب دلوں میں

نہ صرف تحریر میں دیر سر ہے یا جانب مکرمی ہے
کہاں کے مسلم کہاں کے ہندو بھلائی میں سب نے اگلی رسمیں

عقیدے سب کے ہیں تین تیرہ نہ گیارھویں ہے نہ اشٹمی ہے
نظر مری اور ہی طرف ہے ہزار رنگ زمانہ بدلے

ہزار باتیں بنائے نصاح جمی ہے دل میں جو کچھ جمی ہے
اگرچہ میں رند محترم ہوں مگر اسے شیخ سے نہ پوچھا

کہ ان کے آگے تو اس زمانے میں ساری دنیا جہنمی ہے

☆☆﴿۱۹۸﴾☆☆

جلوۂ دھر اپنا تماشا کرے
فلسفہ الفاظ تراشا کرے
تجربہ اور جانچ ضروری سمجھ
لاکھ کوئی کلاو حاشا کرے
اردو پہ یہ خدمت برگڈ ہے بار

خیر اب اس کام کو بھاشا کرے

☆☆《۱۹۹》☆☆

ہوس میری بصد حسرت بتوں کے منہ کو تکتی ہے
نہیں معلوم اب کیوں کافری مجھ سے کھٹکتی ہے
خموشی سے طریق راست پر قایم رہ اے اکبر
نہ جا گفت وشنوو دھر پر خلقت ہے بکتی ہے

☆☆《۲۰۰》☆☆

نہیں سائنس واقف کار دیں سے
خدا باہر ہے حد دوربیں سے
مشینوں نے کیا نیکوں کو رخصت
کبوتر اڑ گئے انجن کی پیں سے
بساط حلقۂ میونسپل دیکھ
تجھے کیا کام ہے جاپان وچیں سے

☆☆《۲۰۱》☆☆

مہوشوں کی مہربانی ہوچکی
چار دن کی چاندنی تھی ہوچکی
عاقبت کا اب خیال آنے لگا
شورش عہد جوانی ہوچکی
قوم کی مسجد میں کیجئے جھاڑ پھونک
اسپتالوں میں وہ اچھی ہوچکی
آج تم کرتے ہو ذکر انحطاط

مدتیں گذریں کہ ڈھلی ہوچکی

☆☆﴿۲۰۲﴾☆☆

بہر عمل کوئی راہ اب اے خدا نہیں ہے
میں کچھ سند نہیں ہو ہم کا پتا نہیں ہے
تعلیم و ترتیب کا ہے اختلاف ہر جا
جو کورس ایک کا ہے وہ اور کا نہیں ہے
ہر سر میں ہے یہ سودا دانم چرانگویم
وہ کون ہے جو واعظ بن کر اٹھا نہیں ہے
اونچے بہک رہے ہیں نیچے دبک رہے ہیں
ہے پیٹ ہی کا سودا دل کا پتا نہیں ہے
جس کو بقا نہیں ہے وہ کشا نہیں ہے
جس کو فنا نہیں ہے اس کا پتا نہیں ہے
اے وہ کہ بے کسوں کو آتی ہے یاد تیری
میرا بھی کچھ سہارا تیرے سوا نہیں ہے
نہیں ہے علم ان میں جہل کی مستی کا جھگڑا ہے
یہ باتیں غیر ثابت ہیں زبردستی کا جھگڑا ہے
فقط اک ہستی اعلیٰ کا پرتو دل میں پڑتا ہے
جو کچھ اس کے سوا ہے وہم کی ہستی کا جھگڑا ہے

☆☆﴿۲۰۳﴾☆☆

مسرت ہوئی ہنس لیے دو گھڑی
مصیبت پڑی رو کے چپ ہو رہے

اسی طور سے کٹ گیا روز زیست
سلایا شب گور نے سو رہے

☆☆﴿۲۰۴﴾☆☆

رٹی ماشا سے نمبر پائیں کیوں خیر الامم پہلے
ہمیں دل میں کریں انصاف تم پہلے کہ ہم پہلے
جماعت اور صف بندی کا ایما بعد کو ہوگا
عزیزوں سے کہو مسجد میں تو رکھیں قدم پہلے
مقلد لیڈر مرحوم کے اتنا نہیں سمجھے
غریبی اور محنت پہلے یا جاہ و چشم پہلے
کوئی صاحب نہوں للہ ناخوش سن کے یہ مصرع
خیالِ حُبِّ قومی پیچھے اور فکرِ شکم پہلے
نہ جوتی ہے زمیں تم نے نہ تم نے بیج بوئیں
یہ کیا معنی کہ ہولے بارشِ ابرِ کرم پہلے

☆☆﴿۲۰۵﴾☆☆

نہیں ملنے کا لطف اس قوم بے تقوی و بے حس سے
مگر یہ بھی تو مشکل ہے کہ پھر آخر ملیں کس سے
سنورنے کے سوا یہ بے بصیرت کرتے ہی کیا ہیں
چمن کی کیا حفاظت ہو رہی ہے چشم نرگس سے
محبت کا تو عنصر ہی نہیں ان کی طبیعت میں
لگاوٹ ہے فقط وہ بھی کبھی اس سے کبھی اس سے

☆☆﴿۲۰۶﴾☆☆

خیال دوڑا نگاہ اٹھی قلم نے لکھا زبان بولی
مگر وہی دل کی الجھنیں ہیں کسی نے اس کی گرہ نہ کھولی
لطافتوں کے نزاکتوں کے عجیب مضمون ہیں چمن میں
صبا نے جھٹکا ہے اپنا دامن سک گئی ہے کلی کی چولی
خیال شاعر کا ہے نرالا یہ کہہ گیا ایک کہنے والا
شباب کے ساتھ یوں ہے رندی کہ جیسے پھاگن کے ساتھ ہولی
کہو یہ رندان ایشیا سے کہ بزم عشرت کے ٹھاٹھ بدلیں
اڑن کھٹولا ہے اب مسوں کا گئی پری جان کی وہ ڈولی

☆☆﴿۲۰۷﴾☆☆

خوشی کیا ہو جو میری بات وہ بت مان جاتا ہے
مزا تو بے حد آتا ہے مگر ایمان جاتا ہے
بنوں کونسل میں اسپیکر تو رخصت قرأت مصری
کروں کیا ممبری جاتی ہے یا قرآن جاتا ہے
زوالِ جاہ و دولت میں بس اتنی بات اچھی ہے
کہ دنیا کو بخوبی آدمی پہچان جاتا ہے
نئی تہذیب میں دقت زیادہ تو نہیں ہوتی
مذاہب رہتے ہیں قایم فقط ایمان جاتا ہے
تھئیٹر رات کو اور دن کو یاروں کی یہ اسپیچیں
دُہائی لاٹ صاحب کی مرا ایمان جاتا ہے
جہاں دل میں یہ آئی کچھ کہوں وہ چل دیا اُٹھ کر
غضب ہے، فتنہ ہے ظالم نظر پہچان جاتا ہے

چناں بردند صبر از دل کے قصے یاد آتے ہیں
تڑپ جاتا ہوں یہ سن کر کہ اب ایران جاتا ہے

☆☆﴿۲۰۸﴾☆☆

معزز مسلم مے نوش اب ہے گو وہ فاسق ہے
شریک اس کے ہیں فاتح اور فیشن کے مطابق ہے
یہ دعویٰ ہے غلط تو ڈارون صاحب خطا بخشیں
خدا انسان کا خالق خدا بندر کا خالق ہے

☆☆﴿۲۰۹﴾☆☆

نہیں ہے خضر کی حاجت جو شوقِ دل محرک ہے
کوئی حامی نہیں میرا تو خیر اللہ مالک ہے
قلم کھینچے کہاں تک صورتیں دنیا کی حالت کی
تصور ہی میں طاقت ہے وہی عمدہ گرافک ہے
مجھے اک بوسہ دینے میں بھی وہ مس بخل کرتی ہے
نصیب اچھے نہیں میرے لیے حاتم بھی ممسک ہے
یہاں حد سماعت کو نہیں کچھ دخل اے صاحب
یہ مانا آپ قابض ہیں مگر اللہ مالک ہے
جو گذرو گے ادھر سے میرا اجڑا گاؤں دیکھو گے
شکستہ ایک مسجد ہے بغل میں گورا بارک ہے
خیالِ آخرت کا حس نہیں جس کی طبیعت میں
اسے کیوں منطقی دنیا میں کہتے ہیں یہ مدرک ہے
خدا ہی فقط حاصل ہے حق دلبری اکبر

دیا دل جس نے دنیا کو حقیقت میں وہ مشرک ہے

☆☆﴿۲۱۰﴾☆☆

فطرتی سلسلے میں لطف بھی ہے قہر بھی ہے
خوان الواں پہ یہاں شہد بھی ہے زہر بھی ہے
اسی میداں میں ہوا تشنہ لبی سے میں ہلاک
اسی میدان کے آغوش میں اک نہر بھی ہے
کیمپ ہی میں نظر آتی ہے انہیں قوت قوم
ورنہ بسنے کو تو دیہات بھی ہے شہر بھی ہے

☆☆﴿۲۱۱﴾☆☆

زخمی نہ ہوا تھا دل ایسا سینے میں کھٹک دن رات نہ تھی
پہلے بھی ہوئے تھے کچھ صدمے روئے تھے مگر یہ بات نہ تھی
اب نشوونما کا وقت نہیں اب عمر نہیں امیدوں کی
دنیا سے لگاوٹ کیا میں کروں قوت ہی نہیں تمہیدوں کی
تفریح و سفر کا شوق نہیں دہلی ہے نہ اب کلکتہ ہے
عشرت کے لیے کافی ہے دعا ہاشم کا خیال البتہ ہے

☆☆﴿۲۱۲﴾☆☆

آپ سے بے حد محبت ہے مجھے
آپ کیوں چپ ہیں یہ حیرت ہے مجھے
شاعری میرے لیے آساں نہیں
جھوٹ سے واللہ نفرت ہے مجھے
زور رندی ہے نصیب دیگراں

شاعری کی صرف قوت ہے مُجھے
نغمہ یورپ سے میں واقف نہیں
دیس ہی کی یاد ہے بس گت مُجھے
دے دیا میں نے بلاشرط اُن کو دل
مل رہے گی کچھ نہ کچھ قیمت مُجھے
برہمن سے میں نے کر لی دوستی
بت بھی اب کہنے لگے حضرت مُجھے

☆☆﴿۲۱۳﴾☆☆

قبل از غرور و ناز حکومت کی فکر
فرعونیت کے واسطے سامان چاہیے
میں نے جو دل کو پیش کیا اس کے سامنے
کہنے لگا وہ شوخ مجھے جان چاہیے
پنڈت کو بھی سلام ہے اور مولی کو بھی
مذہب نہ چاہیے مجھے ایمان چاہیے

☆☆﴿۲۱۴﴾☆☆

نہیں دشوار کچھ صحت پر اس کی شرط بُدنا ہے
جو دنیا دار ہے وہ قاعدے کی رو سے ادنیٰ ہے
سند مجھ کو ملی تو جل گئے واعظ لگے کہنے
خری کی ہوگئی تکمیل باقی صرف لدنا ہے

☆☆﴿۲۱۵﴾☆☆

کسی محفل میں تم اکبر اگر چمکے تو کیا چمکے

سند جب ہے کہ اُبھرے ذکر حق نامِ خدا چمکے
یہ جگنو بھی نئی ہی روشنی سے ملتے جلتے ہیں
اندھیرا ہی رہا جنگل میں گو یہ جا بجا چمکے

☆☆﴿۲۱۶﴾☆☆

رنگ شراب سے مری نیت بدل گئی
واعظ کی بات رہ گئی ساقی کی چل گئی
تیار تھے نماز پہ ہم سن کے ذکر حور
جلوہ بتوں کا دیکھ کے نیت بدل گئی
مچھلی نے ڈھیل پائی لقمے پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

☆☆﴿۲۱۷﴾☆☆

چمکا ترا جمال جو محفل میں وقت شام
پروانہ بے قرار ہوا شمع جل گئی
عقبیٰ کی باز پرس کا جاتا رہا خیال
دنیا کی لذتوں میں طبیعت بہل گئی
حسرت بہت ترقی دختر کی تھی انہیں
پردہ جو اٹھ گیا تو وہ آخر نکل گئی

☆☆﴿۲۱۸﴾☆☆

کامیابی خارج از ملت سے ناکامی بھلی
لطفِ دشمن ہی سے شہرت ہو تو گمنامی بھلی
بے وفا سمجھیں تمہیں اہل حرم اس سے بچو

دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی
چشم غفلت کی ہے دنیاوی نتائج پر نظر
دیدۂ تحقیق میں دینی خوش انجامی بھلی
پختہ ہو کر اپنی شاخ دبن سے ہوتا ہے جدا
اے ثمر چشم محبت میں تری خامی بھلی

☆☆﴿۲۱۹﴾☆☆

میدان عمل لیگ کا محدود ہے بے شک
ہاں رقبۂ مجلس کی کوئی ناپ نہیں ہے
ہے کاماہی کا ما جو پڑھے دھر کا نامہ
جز موت کہیں اس میں فُل اسٹاپ نہیں ہے

☆☆﴿۲۰۹﴾☆☆

یہ دنیا رنج و راحت کا غلط اندازہ کرتی ہے
خدا ہی خوب واقف ہے کہ کس پر کیا گذرتی ہے
نئے عنصر نہیں آتے چمن میں گل کھلانے کو
یہی ذرے ابھرتے یہی مٹی سنورتی ہے
وہ دو ذرے بلا اذان خدا مل ہی نہیں سکتے
کہ جن کے میل سے سائنس کی قوت ابھرتی ہے
جو ہیں اہل بصیرت اکثر آنکھیں بند رکھتے ہیں
نظر اچھے دلوں کو بھی کبھی بدنام کرتی ہے
زبانیں مختلف بھی ہوں اگر دو حق پرستوں کی
بہم نبھ جاتی ہے نیت کی خوبی کام کرتی ہے

☆☆﴿۲۲۰﴾☆☆

آج وہ ہنستے ہیں میر جُبہ و شلوار پر
ایک دن ان کو فلک بندھوائے دھوتی تو سہی

اپنی اسکولی بہو پر ناز ہے ان کو بہت
کمپ میں ناچے کسی دن ان کی پوتی تو سہی

اپنی دھن میں آبر و کچھ نہیں پروا انہیں
نذر معجون ترقی ہو یہ موتی تو سہی

☆☆﴿۲۲۱﴾☆☆

فساد اٹھتا ہے فتنہ آپ کی محفل سے اٹھتا ہے
عدو پہلو میں ہو لیکن تو وہ مشکل سے اٹھتا ہے

ہمارے شعلۂ غم کا یقین تم کو نہیں آتا
تمھیں کیونکہ دکھائیں دل بجھتا دل سے اٹھتا ہے

اٹھانا بار الزام ستم کا شاق ہے سب پر
بہ آسانی مگر بہ یار اس قاتل سے اٹھتا ہے

سخن وہ دل نشیں ہے جوش خاطر ہے جو پیدا ہو
کہ دل میں بیٹھ جاتا ہے وہی جو دل سے اٹھتا ہے

سوا میرے کہ بیٹھا ہوں تو اٹھ جانے کا ایما ہے
بٹھایا جاتا ہے پھر جو تری محفل سے اٹھتا ہے

نزاکت پر ستم ہے ان کا جوڑا اس قدر بھاری
دوپٹہ سے مصیبت پائچہ مشکل سے اٹھتا ہے

بُت زہرہ جبیں نے بھیروِیں چھیڑی ہے اے اکبر

نماز صبح کو اس وقت تو محفل سے اٹھتا ہے

☆☆﴿۲۲۲﴾☆☆

عجب فتنہ خرامِ نازک قاتل سے اٹھتا ہے
سنبھلتا ہی نہیں دامن قدم مشکل سے اٹھتا ہے
تحمل تا کجا ٹوٹا ہے اک لشکر مصیبت کا
مدد یا رب قدم اب صبر کی منزل سے اُٹھتا ہے
ہوئی مدت سے کہ دنیا سے مرا دل اٹھ گیا لیکن
ہنوز اک شعلہ یاد رفتگاں میں دل سے اٹھتا ہے
اٹھاتے یوں تو سب ہیں بار دنیا طوعاً و کرہاً
خوشی کے ساتھ لیکن یہ فقط غافل سے اٹھتا ہے
نہ پارے گا کبھی اصلی مسرت طالب دنیا
پر اس کا ہاتھ کب اس سعی لاحاصل سے اٹھتا ہے
ترقی کی ادھر گھوڑا دوڑ اِدھر یہ پیر ناطاقت
وہ آسانی سے کیا دوڑے گا جو مشکل سے اٹھتا ہے
سراپا اک نگاہ شرمگیں ہے وہ پری پیکر
کجا آنکھیں اٹھانا آپ وہ مشکل سے اٹھتا ہے
ہجوم آرزو اس دود آہ دل سے ہے ثابت
درد کارواں ہو تب منزل سے اٹھتا ہے
فغاں ہی کی صدا گرداب کی جانب سے اب اکثر
خوشی کا غلغلہ کمتر لب ساحل سے اٹھتا ہے
اثر ہے شوق کا صحرائے مجنوں میں یہ اے لیلیٰ

بگولے پر بگولا سایۂ محمل سے اٹھتا ہے
کچھ ایسی دل فریبی ہوتی ہے اشعار اکبر میں
کہ شور مرحبا ہر گوشۂ محفل سے اٹھتا ہے

☆☆☆☆

حکیمانہ بذلہ سنجیاں

(متفرق اشعار، رباعیات، قطعات اور منظومات)

☆☆﴿۲۲۳﴾☆☆

پڑھ کے انگریزی میں دانا ہوگیا
کم کا مطلب ہی کمانا ہوگیا

☆☆﴿۲۲۴﴾☆☆

چھوڑ لٹریچر کو اپنی ہسٹری کو بھول جا
شیخ و مسجد سے تعلق ترک کر اسکول جا
چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا

☆☆﴿۲۲۵﴾☆☆

شاعرانہ داد اچھی دی یہ مجھ کو چرخ نے
تیغ ابرو کا تھا عاشق خاں بہادر کر دیا

☆☆﴿۲۲۶﴾☆☆

لیلیٰ نے سایہ پہنا مجنوں نے کوٹ پہنا
ٹوکا جو میں نے بولے بس بس خموش رہنا
حسن و جنوں بدستور اپنی جگہ ہیں لیکن

ہے لطف بحر ہستی فیشن کے ساتھ بہنا

☆☆﴿۲۲۷﴾☆☆

کہتے ہیں شاعری یہ تری بے اصول ہے
کہتا ہوں صاف میں تو نہیں تجھ کو مانتا
میں نے کہا کہ آپ کی کرتا جو پیروی
تو آپ کے سوا کوئی مجھ کو نہ جانتا

☆☆﴿۲۲۸﴾☆☆

بی اے کمال کامیابی ہے یہی
سروس کے لگاؤ سے معزز بننا

☆☆﴿۲۲۹﴾☆☆

بہتر ہے یہی اے دل کہہ ''لیت'' نہ تو ''لولا''
دنیا کے حوادث پر واللہ سکوت اولیٰ

☆☆﴿۲۳۰﴾☆☆

شائق تحقیق کے یہ مضموں سن لیں
انساں کی شکل جیسے میموں بنا
پاجامہ بھی یونہی ارتقا سے بدلا
سمٹا ابھرا غرضیکہ پتلون بنا

☆☆﴿۲۳۱﴾☆☆

حکم انگلش کا ملک ہندو کا
اب خدا ہی ہے بھائی صلو کا

☆☆﴿۲۳۲﴾☆☆

بوزنے کو ارتقا نے کر دیا انساں تو کیا
انقلاب حرف نے مولی کو ولیم کر دیا

☆☆﴿۲۳۳﴾☆☆

مغرب کی لعبتوں نے اسٹیج کو سنوارا
بجنے لگا پیانو چُپ ہوگیا چکارا
بیتاب ہو کے آخر یہ شیخ نے پکارا
دل میرود زدستم صاحبدلاں خدارا
دردا کہ راز پنہاں خواہدشد آشکار

گم ہیں مری نظر سے وہ ساحل دل آویز
ناکامیوں کی موجیں بہنے لگیں بہت تیز
اسٹیمر اپنی ہم کو دیتے نہیں یہ انگریز
کشتی شکستگانیم اے باد شرط بر خیز
باشد کہ بازبینم آں یار آشنارا

مشرق کے حق میں مہلک مغرب سے ہے یہ پیوند
بدنامیوں سے بچ تو اے مصلح ہنر مند
مصلح یہ بولا اکبر کی سعی میں نے ہر چند
در کوئے نیک نامی مارا گذر نہ داوند
گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

خوش چشم آہوؤں کی صحرا میں یہ اچھل کود
موسم بھی روح پرور ساقی بھی حسب مقصود
فطرت کا حکم نافذ تقویٰ کی فکر بے سود

حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا
فہمدن معانی ہر طبع کے تو اند
لذت بیابد آں دل کو رازہا بد اند
موجے بسینہ خیزد در شوق غرق ماند
گر مطرب حریفاں ایں نظم من بخواند
در وجد و حالت آرد پیران پارسارا

☆☆﴿۲۳۴﴾☆☆

یہ صندوق کتب بھاری ہے یا رب اٹھ نہیں سکتا
یہ ہے مذہب تو مجھ سے بار مذہب اٹھ نہیں سکتا
ہوا پر دی جگہ اللہ نے غربی مشینوں کو
زمیں سے غمزہ انجیری اب اٹھ نہیں سکتا

☆☆﴿۲۳۵﴾☆☆

مشرق پہ ہے گو کہ ضعف پیری غالب
ہر چند کہ ہے غم اسیری غالب
مستی اکبر کی رقص مس سے نہ رکی
بھونرے پہ ہوسکی نہ بھنبھیری غالب

☆☆﴿۲۳۶﴾☆☆

اکثر اسی ہوس میں بنے ہیں کلوخ کمپ
اس کے خوشا نصیب جسے ہور سوخ کمپ
اب شیخ شہر رہ گئے مردوں کے واسطے

زندوں کو لے مریں گے ہمارے شیوخ کمپ

☆☆﴿۲۳۷﴾☆☆

شیعۂ من بے محیط و سنیم بے مرکزاست
می روم سوئے کلیسا طالبم دخت رزاست
اسلام کو جو کہتے ہیں پھیلا بزور تیغ
یہ بھی کہیں گے پھیلی خدائی بزور موت

☆☆﴿۲۳۸﴾☆☆

پہلے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے
ہرچہ از باپ میرسد نیکواست
ہوگئی اب خیال کی اصلاح
ہرچہ از آپ میر سد نیکواست

☆☆﴿۲۳۹﴾☆☆

بہ دین نیچری بستیم امید
ترقی راچو آمادہ بر آمد
ولے از تجربہ ثابت شدہ ہیچ
چو دُم برداشتم مادہ برآمد

☆☆﴿۲۴۰﴾☆☆

مارا فلک نشاند بہ پہلوے آں صنم
مدہوش لذتیم و ندانم دگرچہ کرد
اکنوں کرا دماغ کہ پرسد زپانیر
کرزن چہ گفت و مل چہ شنید و ملرچہ کرد

☆☆﴿۲۴۱﴾☆☆

رفت و نباں ڈارون آں شوخ

بوزنہ ماند و آدمی گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند

پئے نیکاں گرفت مردم شد

☆☆﴿۲۴۲﴾☆☆

ما نیچری شدیم و نداریم آگہی

با دیگراں نوشتۂ کلک قضا کرد

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد زجبرئیل

احمد چہ گفت واو چہ شنید و خدا چہ کرد

☆☆﴿۲۴۳﴾☆☆

ہیٹ رانہ بر سر من جائے دستارے عزیز

مرد تا مسٹر تو اندشید چرا قبلہ شود

☆☆﴿۲۴۴﴾☆☆

خدا کا گھر نہ رکھا دل کو بنگلوں میں مکیں ہو کر

بھلایا عرش کو اس قوم نے کرسی نشیں ہو کر

☆☆﴿۲۴۵﴾☆☆

عہد انگلش میں ہے ہر چیز کے اندر نمبر

کیا تعجب ہے جو نکلا ہے پیمبر نمبر

☆☆﴿۲۴۶﴾☆☆

بے پاس کے تو سانس کی بھی اب نہیں ہے آس

موقوف شادیاں بھی ہیں اب امتحاں پر

☆☆﴿۲۴۷﴾☆☆

مصارف مۓ لندن نہ ہو سکے برداشت

غرضیکہ یاروں میں افیون ہی گھلی آخر

☆☆﴿۲۴۸﴾☆☆

شیخ نے عشق بتاں کے وہ طریقے سوچے

کہ ہوئے دیر میں بھی اب بڑے حضرت مشہور

☆☆﴿۲۴۹﴾☆☆

مشرق سے تجھے اگر ہوئی ہے نفرت

للہ اکبر نماز مغرب تو نہ چھوڑ

☆☆﴿۲۵۰﴾☆☆

مشرق سے تجھے اگر ہوئی ہے نفرت

للہ اکبر نماز مغرب تو نہ چھوڑ

☆☆﴿۲۵۱﴾☆☆

شیخ صاحب کا نکل سکتا ہے مطلب کیونکر

نظر آسکتی ہے اب رونق مذہب کیونکر

کار دنیا سے فراغت ہی عزیزوں کو نہیں

پھر کہیں اُن سے اَلی رَبِّکَ فارغب کیونکر

☆☆﴿۲۵۲﴾☆☆

میں ہو ان سے رخصت اے اکبر

وصل کے بعد تھینک یو کہہ کر

☆☆﴿۲۵۳﴾☆☆

پائے در پتلون و دل در پیشواز
چند روزے باہمیں حالت بساز

☆☆﴿۲۵۵﴾☆☆

کر لیا بی بی نے ان کی انٹرنس اس سال پاس
والدہ صاحب تو ہیں خاموش لیکن خوش ہیں ساس

☆☆﴿۲۵۶﴾☆☆

لاٹھی شباں اٹھائے اگر ذیب کے خلاف
ہے ظلم اس کو کہیئے جو تہذیب کے خلاف

☆☆﴿۲۵۷﴾☆☆

موجِ نصیحت اک طرف دل کی روانی اک طرف
کل شیخوپورہ اک طرف میری جوانی اک طرف

☆☆﴿۲۵۸﴾☆☆

فقط بسکٹ ہی کھاتا ہوں بلا چائے
نئی ملت کا ہوں میں زاہد خشک

☆☆﴿۲۵۹﴾☆☆

انجن کو یہ آگ ہو مبارک
انگریز کو بھاگ ہو مبارک
دہلی کو سہاگ ہو مبارک
قومی ہمیں راگ ہو مبارک

☆☆﴿۲۶۰﴾☆☆

کمیٹی میں جتنے ہیں ارکان لیگ
بفضل خدا سب ہیں میرے کلیگ
مگر ان سے ہے مجھ کو تخصیص خاص
کہ ہے نام کے ساتھ جن کے علیگ

☆☆﴿۲۶۱﴾☆☆

بنگلہ دیکھو تو صرف واحد حاضر
اس پہ یہ غضب کہ جمع غائب بالکل

☆☆﴿۲۶۲﴾☆☆

بدلی کے سبب سے چاند آیا نہ نظر
بیٹھے رمضان کے نمازی ہیں ملول
سائنس نے کر لیا تھا منظور انتیس
نیچر نے کہا کہ تو سہی تیس وصول

☆☆﴿۲۶۳﴾☆☆

ہیٹ ہی کو کر لیا جب قوم کے سر نے قبول
دخل انگریزی پہ اردو کی شکایت ہے فضول

☆☆﴿۲۶۴﴾☆☆

ختنہ قائم ہے مگر وہ مذہبی تعلیم گم
مُہر ابراہیم باقی دین ابراہیم گم
حسرت عاشق بازار جہاں میں کچھ نہ پوچھ
رز مہیا ، زر ندار و مس کی کثرت سیم گم
شہر دل کے واسطے اب ان بتوں سے کیا لڑیں

کر چکے ہیں بھائی صاحب ہم تو ہفت اقلیم گم

☆☆﴿۲۶۵﴾☆☆

وہ منانے میں بھی بناتے ہیں
کہتے ہیں مان جاؤ منسا رام

☆☆﴿۲۶۶﴾☆☆

دانم کہ سادگی و خاموش است اولے
تقلید دہر لیکن بربودہ است و ہوشم
سودائے گفت در سر وضع صلیب دربر
دنام چرانگویم دارم چہ انپوشم

☆☆﴿۲۶۷﴾☆☆

کریما بہ بخشائے بر حال قوم
صلوٰۃ است رائج درایشاں نہ صوم

☆☆﴿۲۶۸﴾☆☆

مرے شکووں سے کیوں بھرتے ہیں وہ اخبار کے کالم
کوئی یہ شیخ سے کہہ دے کہ سنئے قبلۂ عالم
جدھر صاحب ادھر دولت جدھر دولت ادھر چندہ
جدھر چندہ ادھر جدھر آنر ادھر بندہ

☆☆﴿۲۶۹﴾☆☆

رہ گیا دل ہی میں شوق سایہ الطاف خاص
مجھ کو آنے کی اجاوت دی نہیں بڈ روم میں
کھانے کے کمرہ سے رخصت کر دیا بعد از ڈنر

تھیں فقط چھڑیاں ہی اور کانٹے مرے مقسوم میں

☆☆﴿۲۷۰﴾☆☆

مغربی ڈھول کے سر میں نہ پہونچتا تھا اثر
اس قدر بات بہت خوب تھی عمامے میں

☆☆﴿۲۷۱﴾☆☆

ابھرے ہیں عیب ان کے اور خوبیاں دبی ہیں
بے دین اگر نہیں ہیں تو شیخ جی غبی ہیں
اپنوں کو بد بنایا بندر کو جد بنایا
بت کو صمد بنایا کیا خوب قرطبی ہیں
اپنی ہوس کے آگے ملت کو چھوڑ بھاگے
اور کہہ دیا کہ ہم تو اس عہد کے نبی ہیں

☆☆﴿۲۷۲﴾☆☆

حرم میں مسلموں کے رات انگلش لیڈیاں آئیں
پے تکریم مہماں بن سنور کے بیبیاں آئیں
طریق مغربی سے ٹیبل آیا کرسیاں آئیں
دلوں میں ولولے اٹھے ہوس میں گرمیاں آئیں

☆☆﴿۲۷۳﴾☆☆

امنگیں طبع میں ہیں شوق آزادی کا بلوا ہے
کھلیں گے گل تو دیکھو گے ابھی کلیوں کا جوا ہے

☆☆﴿۲۷۴﴾☆☆

مجھے سنا کے یہ کہتا تھا ایک طفل ذہین

یہ سچ ہے ہم میں وفا و ادب کی بو بھی نہیں
سبب ہے اس کا مگر صرف ضعف ملت و دیں
جناب قبلہ و کعبہ خود ہی دیر نشیں

☆☆﴿۲۷۵﴾☆☆

کسی میں دم ہی نہیں ہے تو دم بھریں کس کا
بزرگ ہی نہیں باقی ادب کریں کس کا

☆☆﴿۲۷۶﴾☆☆

دین و تقویٰ سے بہت دور ہوا جاتا ہوں
بادۂ عیش سے مخمور ہوا جاتا ہوں
مری گردن پہ ہیں شیطان کے احسان بہت
ترک لاحول پہ مجبور ہوا جاتا ہوں

☆☆﴿۲۷۷﴾☆☆

جسے موقع ملا وہ جا بسا بستی سے بنگلے میں
مزا دیتی ہے ٹھمری الفت قومی کی جنگلے میں

☆☆﴿۲۷۸﴾☆☆

شیخ جی دیر میں بیٹھے ہوئے گاتے تھے بھجن
نگراں سوئے برہمن تھے بشوقِ بھوجن

☆☆﴿۲۷۹﴾☆☆

میں نے ٹوکا تو لگے کہنے مناسب نہیں کد
ہر کسے مصلحت خویش نکومی داند

☆☆﴿۲۸۰﴾☆☆

بہت روئے وہ   اسپچوں میں حکمت اس کو کہتے ہیں
میں سمجھا خیر خواہ ان کو حماقت اس کو کہتے ہیں

☆☆﴿۲۸۱﴾☆☆

نئے شیخوں کو کفر سے پاکے قریں
یہی کہتی تھی گوہر زہرہ جبیں

☆☆﴿۲۸۲﴾☆☆

یہ موئے تو صریح ہیں دشمن دیں۔ ارے ان کا تو کوئی خدا ہی نہیں
نئی سڑکوں پہ چل کے تھکیں گے بہت۔ بڑے لوگوں کے منہ کو تکیں گے بہت
یہ کمیٹیوں میں تو بکیں گے بہت۔ دلِ سجدے میں شوق دعا ہی نہیں

☆☆﴿۲۸۳﴾☆☆

سنا کے مصرع یہ شیخ صاحب بہت زیادہ ہنسا چکے ہیں
ہماری گردن وہ کیوں نہ ماریں جو ناک اپنی کٹا چکے ہیں

☆☆﴿۲۸۴﴾☆☆

شیخ تثلیث کی تردید تو کرتے نہیں کچھ
گھر میں بیٹھے ہوئے والتین پڑھا کرتے ہیں

☆☆﴿۲۸۵﴾☆☆

تنہائی و طاعت کا   یہ دور ہے اب دشمن
پیڑوں پہ نہ وہ طائر صحرا پہ نہ وہ جو بن
جنگل کے جو تھے سائیں وہ ریل کے ہیں پائیں
املی کی جگہ سگنل قمری کی جگہ انجن

اسلام کی رونق کا کیا حال کہیں تم سے
کونسل میں بہت سید مسجد میں فقط جمن

☆☆﴿۲۸۶﴾☆☆

جور فلک کا ماجرا آپ سے کیا بیاں کریں
تفرقہ دیکھئے ذرا ہم پہ یہ ہیں عجیب دن
عقل سپرد ماسٹر مال سپرد آنجناب
جان سپرد ڈاکٹر روح سپرد ڈارون

☆☆﴿۲۸۷﴾☆☆

پڑے گنگناتے تھے لالہ زنجن
نہ آنکھوں میں انجن نہ دانتوں میں منجن
چھٹے ہم سے بالکل وہ اگلے طریقے
کہاں کھینچ لے جائے گا ہم کو انجن

☆☆﴿۲۸۸﴾☆☆

دین سے دور ہیں مسجد پھرے جاتے ہیں
پھر بھی اس بت کی نگاہوں سے گرے جاتے ہیں
میں نے مانا کہ کلیں تیز چلی ہیں لیکن
آپ شہتیر نہیں ہیں کہ چرے جاتے ہیں
دو خبر ان کو خدا سے جو پھرے جاتے ہیں
کہ بتوں کی بھی نظر سے وہ گرے جاتے ہیں

☆☆﴿۲۸۹﴾☆☆

پریڈ پر شیخ جی پکارے کہ ہم تو اب بھی مطیع رب ہیں

کہا کسی نے یہ مسکرا کر بڑے میاں تو بڑے غضب ہیں
گریجویٹ ایک بڑھ کے بولا حضور پروا کریں نہ ان کی
ضعیف و خستہ خراب و رسوا یہ میہمان دو چار شب ہیں

☆☆﴿۲۹۰﴾☆☆

اکبر کے کلام میں مزا کچھ بھی نہیں
گو اس نے بہت کہا کہا کچھ بھی نہیں
زلف و کمر بتاں کا مفقود ہے ذکر
شیطان پہ طعن کے سوا کچھ بھی نہیں

☆☆﴿۲۹۱﴾☆☆

بتوں نے وہ ترقی کی جمال روح پرور میں
کہ پھر ان کو جگہ دی قوم نے اللہ کے گھر میں
یہ معنی ہیں کہ پھر سب دل سے عاشق ہوگئے ان کے
مزا ہرے میں اب وہ ہے جو تھا اللہ اکبر میں

☆☆﴿۲۹۲﴾☆☆

شیخ پر گو کہ رشک آتا ہے
اونٹ کے سو لغات جانتے ہیں
ہیں مگر اونٹ پر ہمیں قابض
کام کی ہم یہ بات جانتے ہیں

☆☆﴿۲۹۳﴾☆☆

بنے بندر سے ہم انسان ترقی اس کو کہتے ہیں
ترقی پر بھی نیٹو بدنصیبی اس کو کہتے ہیں

☆☆﴿۲۹۴﴾☆☆

یہ نہ پوچھو مجھ سے یہ کیوں ہے اور ایسا کیوں نہیں
شیخ یہ سوچو تمہارے پاس پیسہ کیوں نہیں

☆☆﴿۲۹۵﴾☆☆

سامنے کوچ پر جو لیٹی ہیں
کین صاحب کی پیاری بیٹی ہیں

☆☆﴿۲۹۶﴾☆☆

ہوں علالت سے میں جو زیر علاج
روزہ میرا قضا ہوا ہے آج
حکم دیتا ہے مجھ کو اس کا دیں
اس لیے کی ہے دعوت مسکیں

☆☆﴿۲۹۷﴾☆☆

ہماری محفلیں اب بھی لطیف اجزا سے مملو ہیں
بزا مخفش تھے قبل اس کے اب اسپنسر کے ٹٹو ہیں

☆☆﴿۲۹۸﴾☆☆

نیست کس مصروف کار دیں بہ قلب مطمئن
یک فنا فی الا نزاست ویک فنا فی الڈارون

☆☆﴿۲۹۹﴾☆☆

جب کہا میں نے خدا سے آپ ڈرتے کیوں نہیں
وہ بگڑ کر بول اٹھے آپ مرتے کیوں نہیں
جب یہ حالت ہے طبائع کی تو کیوں کہتے ہیں لوگ

اکبر اٹھتے کیوں نہیں واعظ ابھرتے کیوں نہیں

☆☆﴿۳۰۰﴾☆☆

نہ لیسنس ہتھیار کا ہے نہ زور
کہ ٹرکی کے دشمن سے جا کر لڑیں
تہ دل سے ہم کو سنتے ہیں مگر
کہ اٹلی کی توپوں میں کیڑے پڑے

☆☆﴿۳۰۱﴾☆☆

حکومت سے سبکدوشی ہی حاصل
رکھو بحث ترقی کو نظر میں
غنیمت ہے شب فرقت کی فرصت
رسالہ لکھو تحقیق کمر میں

☆☆﴿۳۰۲﴾☆☆

بے نمازوں میں ہیں وہ اور اس پہ شرماتے نہیں
یہ غنیمت ہے کوئی ٹوکے تو گرماتے نہیں

☆☆﴿۳۰۳﴾☆☆

ان کے حسن اپنی ضرورت پہ نظر کرتے ہیں
گو خوشامد ہے بُری چیز مگر کرتے ہیں

☆☆﴿۳۰۴﴾☆☆

نہ دل لپتا ہے بسکٹ پر نہ میں پوری سے لپتا ہوں
مذاقِ حاشیے کو چھوڑ کر دونوں سے بچتا ہوں
دل رنگیں ہے یاں لیلا رچانے کی ضرورت کیا

اکیلا بیٹھ کر لیلا کی صورت خود ہی رچتا ہوں

☆☆(۳۰۵)☆☆

یہ بنگالی ہیں جو ثابت ہوئے ہیں اس قدر اثقل
بحمد اللہ کہ غربی پیٹ میں میں پچتا ہوں

☆☆(۳۰۶)☆☆

رہی نہ یہاں جب کی حکومت ہے
ہیں معطل ہیں میں نفی حنفی
میں ہم عاجزی ہے اب طرح ہر
ہیں حنبل امام ہمارے اب

☆☆(۳۰۷)☆☆

آزر اگلے ملے جو ہے نام و نمود میں
کیا حرج زندگی ہو اگر حال زشت میں
دوزخ کے داخلہ میں نہیں ان کو عذر
فوٹو کوئی لگا دے جو ان کا بہشت میں

☆☆(۳۰۸)☆☆

کرتب دکھلائیں ممبری کے کیونکر
جو پیر ضعیف قوم مفتوحہ ہیں
بی لیگ سے کہدے کوئی حالت میری
کیوں مجھ سے خفا جناب ممدوحہ ہیں

☆☆(۳۰۹)☆☆

مدنظر ہے ان کو مری صحت کا خیال

افسوس ہے یہی کہ حریص و خسیس ہیں
خود چکھ رہے ہیں اور مجھے دیتے ہیں یہ حکم
ایمان لائیے کہ یہ لڈو نفیس ہیں

☆☆﴿۳۱۰﴾☆☆

درچوکس ۵ دیکھتے ہیں وہ نہ سنر۶ دیکھتے ہیں
فرنیچر دیکھتے ہیں اور ڈنر دیکھتے ہیں

☆☆﴿۳۱۱﴾☆☆

حریفوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اکبر ذکر کرتا ہے خدا کا اس زمانے میں
انوکھے ہیں مشاغل حضرت اکبر کے ان روزوں
الم ترکیف بیٹھے پڑھ رہے ہیں فیل خانے میں
مرید ان کے تو شہروں میں اڑے پھرتے ہیں موٹر پر
نظر آتے ہیں لیکن شیخ جی اب تک میانے میں

☆☆﴿۳۱۲﴾☆☆

ووٹوں کے خواستگاروں میں شیخ جی گھرے ہیں
بارہ برس پر آخر گھوڑے کے دن پھرے ہیں

☆☆﴿۳۱۳﴾☆☆

لینا تھا کام جن سے وہ مسخ ہوگئے ہیں
جو عزم تھے ہمارے وہ فسخ ہوگئے ہیں

☆☆﴿۳۱۴﴾☆☆

میں یہ کہتا ہوں مجھے اچھا کرو احسان ہو
وہ یہ کہتے ہیں کہ مر جاؤ تو کیا نقصان ہو
میں یہ کہتا ہوں مجھے بندہ بنالو اپنا تم
وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے کہئے جو شیطان ہو

☆☆﴿۳۱۵﴾☆☆

مانتے ہی جاتے ہیں ناداں جب اس کے قول کو
ہے یہی بہتر کہ واپس لیجئے لاحول کو

☆☆﴿۳۱۶﴾☆☆

ہر آرزوئے دل کی تم چچ نہ کرو
لالچ میں بہت ضرر ہے لالچ نہ کرو
سینے پہ بتوں کے دسترس مشکل ہے
پوائنیٹ یہ سخت ہے اسے ٹچ نہ کرو

☆☆﴿۳۱۷﴾☆☆

بابو کہنے لگے بجٹ پہ لڑو
ملک کو دیکھو اپنے حق پہ اڑو
کہہ دیا صاف ہم نے اے مہراج
ہو مبارک تمہیں یہ کام یہ کاج
ما مقیمان کوئے دلداریم
یا ڈیپوٹیشن است یا غم میم

☆☆﴿۳۱۸﴾☆☆

باتیں ہرگز خلاف عزت نہ کرو

دم بھر بھی شرارت و بغاوت نہ کرو

☆☆﴿۳۱۴﴾☆☆

بدنام کرو نہ وضع انگریزی کو

پتلون پہن کے ترک طاعت نہ کرو

☆☆﴿۳۱۵﴾☆☆

انہیں دھوتی مبارک ہو انہیں تہمد مبارک ہو

مجھے پتلون اور یاروں کو مجھ سے کد مبارک ہو

☆☆﴿۳۱۶﴾☆☆

قسمت کا نام لے کر اب بھی گلا ہے جائز

لیکن اسی کو بی اے ایم اے جو ہو چکا ہو

☆☆﴿۳۱۷﴾☆☆

لڑیں کیوں ہندوؤں سے ہم یہیں کے ان سے پنپے ہیں

ہماری بھی دعا یہ ہے کہ گنگا جی کی بڑھتی ہو

مگر ہاں شیخ جی کی پالیسی ہے ہم نہیں واقف

اسی پر ختم کرتے ہیں کہ جو صاحب کی مرضی ہو

☆☆﴿۳۱۸﴾☆☆

نون تنباکو میں ہے کیوں میم سے لکھتے ہیں لوگ

مدتوں تک میں نہیں سمجھا تھا اس مضمون کو

آج لٹریری لطیفہ یہ سنا اک دوست سے

میم نے ماہی کے نگلا حضرت ذالنون کو

☆☆﴿۳۱۹﴾☆☆

ان کی کل کوششیں تھیں پولیٹکل
اس کو خالق کی جستجو نہ کہو
کمپ کے شیخ کو کہو مرحوم
قدس اللہ سرہ نہ کہو

☆☆﴿۳۲۰﴾☆☆

ذرہ ذرہ سے لگاوٹ کی ضرورت ہے یہاں
عافیت چاہے تو انسان زمیندار نہ ہو
شیخ صاحب یہ مئے سرخ مجھے تو ہے مفید
شغل کچھ آپ بھی فرمائیں جو انکار نہ ہو
مے بھی ہوٹل میں پیو چندہ بھی دو مسجد میں
شیخ بھی خوش رہیں شیطان بھی بیزار نہ ہو
پھیر سکتی نہیں تقویٰ سے مجھے کوئی صدا
شرط یہ ہے کہ وہ پازیب کی جھنکار نہ ہو
توپ کی طرح چل اس عہد میں گو منہ ہو سیاہ
سرخروئی اب اسی میں ہے کہ تلوار نہ ہو
آپ کی جنبش ابرو سے ہوئے شیخ بھی چپ
سچ تو یہ ہے نہ چلے کام جو تلوار نہ ہو
ابر فکر آپ کا برسا تو بہت اے اکبر
اعتراضات کی احباب میں بوچھار نہ ہو
کہہ دو اکبر سے یہی لوگ ہیں اس وقت کے شیخ
آل سیّد کو بُرا کہہ کے گناہ گار نہ ہو

دل ہے پیغام رساں جاتے ہیں خالق کی طرف
ہم کیا غم ہے اگر ریل ہوتا تار نہ ہو

گو تبرک ہے یہ اے شیخ و لیکن ہے ثقیل
دیکھئے شب کی عبادت کہیں دشوار نہ ہو

شیخ صاحب کے تملق کی نہ قلعی کھل جائے
لاٹ صاحب کا کہیں حشر میں اظہار نہ ہو

☆☆﴿۳۲۱﴾☆☆

مغرب نے سایہ ڈالا بتوں پر اثر کے ساتھ
ساری بھی ان کی ہوگئی غائب کمر کے ساتھ

ہستی میں تیری کیا ہے کہ ہو ان کا ہم سفر
موجوں کا اے حباب نہ دے تو اُبھر کے ساتھ

☆☆﴿۳۲۲﴾☆☆

احتمالِ فتنہ ہے ہر مجمعِ ملت کے ساتھ
گشت کرتی ہے پولیس بھی شیخ کی جنت کے ساتھ

چھوڑ کر صحنِ حرم اکبر ہے محوِ طوف دیر
عزتیں گو اب بھی ہوتی ہیں مگر ذلت کے ساتھ

☆☆﴿۳۲۳﴾☆☆

گھر سے جب پڑھ لکھ کے نکلیں گی کنواری لڑکیاں
دل کش و آزاد و خوش رو ساختہ پرداختہ

یہ تو کیا معلوم کیا موقعِ عمل کے ہوں گے پیش
ہاں نگاہیں ہوں گی مائل اس طرف بے ساختہ

مغربی تہذیب آگے چل ے جو حالت دکھائے
ایک مدت تک رہیں گے نوجواں دل باختہ
اوجِ قومی سے شرافت کا ہُما گر جائے گا
ماکیاں سے پست تر دکھلائی دے گی فاختہ
ڈال دے گا سینۂ غیرت سپر میدان میں
تیغ ابرو ہی نظر آئے گی ہر سو آختہ

☆☆﴿۳۲۴﴾☆☆

کریما بہ بخشائے بر حال بندہ
کہ ہستم اسیر کمیٹی و چندہ

☆☆☆

نئی اور پرانی روشنی کی مکالمت
نئی روشنی کی تعلّی

☆☆﴿۳۲۵﴾☆☆

پھرتے ہیں تذکرہ کالج و اسکول کے ساتھ
خیر مقدم ہے ہمارا ڈنر اور پھول کے ساتھ
معترض گو نہیں دینے کے کبھی بھول کے ساتھ
مستقل چال میں ہم اپنی ہیں معمول کے ساتھ
عمر گذری ہے اسی بزم کی طراری میں
دوسری پشت ہے چندے کی طلب گاری میں

پرانی روشنی کا جواب

☆☆﴿۳۲۶﴾☆☆

بے ضرورت نظر آتا ہے تعلیٰ کا یہ فیر
معترض کون ہے جب آپ کی نیت ہے بخیر
اب تو سب آپ کے اپنے ہی ہیں کم رہ گئے غیر
نہ حرم آپ کو بیگانہ سمجھتا ہے نہ غیر
آپ کو لطف گورنمنٹ سلامت رکھے
مستفید اس سے ہمیں تا بہ قیامت رکھے
غربا بھی ہیں مگر قوم کے اجزا اکثر
غربا ہی سے تعلق میں ہے ان کو تو مفر
دور ہے ان سے خود آرائی مغرب کا اثر
بحث ان کی بھی اس بات پہ ہے ختم مگر
آپ کا دل رہ مغرب کا اگر سالک ہے
کیجئے چین غریبوں کا خدا مالک ہے
آپ بنگلوں میں ہیں مسرور تو پھر ہم کو کیا
آپ مسجد سے ہوئے دور تو پھر ہم کو کیا
آپ عہدوں پہ ہیں مغرور تو پھر ہم کو کیا
جاہ ہے آپ کو منظور تو پھر ہم کو کیا
ہمیں ابھریں گے کبھی گو ابھی پستی میں ہیں
آپ دھبوں کی طرح دامن ہستی میں ہیں

☆☆﴿۳۳۷﴾☆☆

ہر گھڑی فکر ہے بازاری بھی درباری بھی
اک مصیبت ہے جوانی بھی زمینداری بھی

☆☆﴿۳۳۸﴾☆☆

ہے طریق جدید خشک مزاج
میرے حق میں قدیم چال اچھی
گو کہ اس میں ذرا ثقالت ہے
پھر بھی بسکٹ سے شیر مال اچھی

☆☆﴿۳۳۹﴾☆☆

مچھر بدن سے سب کے پیتا ہے خون خالص
فضلہ اسے نہ سمجھو صاحب یہ چھین کیوں ہے
اُڑنے کی طاقت اس کو فطرت نے کیوں عطا کی
یہ نشتر ملایم ایرو پلین کیوں ہے

☆☆﴿۳۴۰﴾☆☆

مشرق غربی جھپیٹ میں ہے
دل سینے میں تھا سو پیٹ میں ہے
کیوں اس کو ہے مولوی پہ ترجیح
کیا بات گریجویٹ میں ہے
کیسہ خالی ہے بکس خالی
جو کچھ ہے یہاں پلیٹ میں ہے

☆☆﴿۳۴۱﴾☆☆

زباں اکبر کی اس طرز سخن پر ناز کرتی ہے
بھجن کی دھن میں تردید بُت طناز کرتی ہے
معزز کرتی ہے ان کی نظر ممتاز کرتی ہے
بس اتنا ہے در الحاد کو بھی باز کرتی ہے
معاشر کمپ میں کیوں جابسے مجھ سے نہ پوچھو اے دل
مثالِ اولیں خود تجھ پر کشف راز کرتی ہے

☆☆﴾۳۴۲﴿☆☆

تدبیر حفظ جان بقیہ ضرور ہے
اس وقت مومنوں کو تقیہ ضرور ہے

☆☆﴾۳۴۳﴿☆☆

لپٹ بھی جا، نہ رُک غضب کی بیوٹی ہے
نہیں نہیں پہ نہ جا ، یہ حیا کی ڈیوٹی ہے

☆☆﴾۳۴۴﴿☆☆

جو پوچھا میں نے ہوں کس طرح ہے پی
کہ اس مس نے میرے ساتھ مے پی

☆☆﴾۳۴۵﴿☆☆

چیز وہ ہے جو بنے یورپ میں
بات وہ ہے جو پانیر میں چھپے

☆☆﴾۳۴۶﴿☆☆

چکر آیا اک ایسا جھولا جھولے
قومی عزت کی ہسٹری کو بھولے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. 2002-2006

جنت کا خیال ہے نہ باغ دل کا
گملوں ہی پہ اب تو رہتے ہیں ہم پھولے

☆☆﴿۳۴۷﴾☆☆

روح پرور نہ سہی نشہ ذرا تیز تو ہے
نوجوانوں کے لیے ولولہ انگیز تو ہے
نہ سہی معنی قومی فقط الفاظ سہی
چند احباب کا ایک شغل دل آویز تو ہے

☆☆﴿۳۴۸﴾☆☆

اب تو اکبر بار ہے ہم پر نماز عید بھی
تم اگر رکھ سکتے ہو روزہ خدا روزی کرے

☆☆﴿۳۴۹﴾☆☆

بنیاد ڈالتے ہیں وہ حکمت کے باغ کی
وسکی ہے ہو رہی ہے صفائی دماغ کی

☆☆﴿۳۵۰﴾☆☆

دربار سلطنت میں ہے کبرو خود پسندی
مذہب میں دیکھتا ہوں جنگ اور گروہ بندی
رندی و عاشقی کا ہے شغل سب سے بہتر
لمنیڈ ہے اور وسکی بندہ ہے اور بندی

☆☆﴿۳۵۱﴾☆☆

الفت نہ ہو شیخ کی تو عزت ہی سہی
مرشد نہ بناؤ ان کو دعوت ہی سہی

بگڑا ہے جو دل زبان ہی کو روکو
ورنا جو آئے غم کی صورت ہی سہی

☆☆﴿۳۵۲﴾☆☆

رفتار ترقی یہ کہیں ناچ نہ ہو جائے
یہ قرأت مصری کہیں کھماچ نہ ہو جائے
توحید کی تحریک سے زندہ ہے ترا دل
مغرب کی مگر کوک سے یہ واچ نہ ہو جائے

☆☆﴿۳۵۳﴾☆☆

اذانوں سے سوا بیدار کن انجن کی سیٹی ہے
اسی پر شیخ بیچارے نے چھاتی اپنی پیٹی ہے
کہاں باقی رہے ہم میں وہ اور ادھر گاہی
وظیفے کی جگہ یا پانیر یا آئی ڈی کے ٹی ہے
گئے شربت کے دن یاروں کے آگے اب تو اے اکبر
کبھی سوڈا کبھی لمنڈ کبھی وہسکی کبھی ٹی ہے

☆☆﴿۳۵۴﴾☆☆

گل پھینکے ہے یورپ کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے نیچر و سائنس بھلا کچھ تو ادھر بھی
اغیار تو دنیا ہیں اٹھائے ہوئے سر پر
ہم بیٹھے ہیں اس طرح کہ اٹھتا نہیں سر بھی
اغیار تو رگ رگ سے ہماری ہوئے واقف

ہم وہ ہیں کہ پاتے نہیں اُس بت کی کمر بھی

☆☆﴿۳۵۵﴾☆☆

رات افسوس سے کہتے تھے یہ بنسی بھائی
ہم نے ناحق ہیں الگ کانفرنسی بھائی

☆☆﴿۳۵۶﴾☆☆

ساحل نظر آتا ہے نہ مچھلی ہے نہ بنسی
کیا لہریں لیا کرتے ہیں یہ کانفرنس

☆☆﴿۳۵۷﴾☆☆

دیر میں محو بت بھی ہے وعظ میں قبلہ رو بھی ہے
شیخ ہمارا خوب ہے پیر بھی ہے گرو بھی ہے
بت پہ جو پھر پڑے تو خوش سجدے میں گر پڑے تو جا
وضع نئی، چلن نیا، مست بھی ہے وضو بھی ہے

☆☆﴿۳۵۸﴾☆☆

یورپ میں گو ہے جنگ کی قوت بڑھی ہوئی
لیکن فزوں ہے اس سے تجارت بڑھی ہوئی
ممکن نہیں لگا سکیں وہ توپ ہر جگہ
دیکھو مگر پیرس کا ہے سوپ[۸] ہر جگہ

☆☆﴿۳۵۹﴾☆☆

غلطی مجھ سے ضرور یہ ایک ہوئی
پیدا وجہ نصیحت نیک ہوئی

لینا تھا لغت سے اور ہی لفظ کوئی
مس کو جولیا یہ مجھ سے مسٹیک[9] ہوئی

☆☆﴿۳۶۰﴾☆☆

وہ تو گرجا پر رُکا اور یہ گیا کعبے کو پھاند
شیخ کا ٹٹو تو انجن سے بھی بڑھ کر تیز ہے

☆☆﴿۳۶۱﴾☆☆

وضع مغرب سے مجھے کچھ بھی تسلی نہ ہوئی
ناز تو بڑھ گئے دولت کی ترقی نہ ہوئی

☆☆﴿۳۶۲﴾☆☆

مسمریزم کے عمل میں دہر اب مشغول ہے
مغرب و مشرق میں اک عامل ہے اک معمول ہے
جسم و جاں کیسے کہ عقلوں میں تغیر ہو چلا
تھا جو مکر وہ اب پسندیدہ ہے اور مقبول ہے
مطلع انوار مشرق سے ہے خلقت بے خبر
مستند پر تو وہ ہے مغرب سے جو منقول ہے
گلشن ملت میں پامالی سرافرازی ہے اب
جو خزاں دیدہ ہے برگ اپنی نظر میں پھول ہے
کوئی مرکز ہی نہیں پیدا ہو پھر کیونکر محیط
جھول ہے پیچیدگی ہے ابتری ہے بھول ہے

☆☆﴿۳۶۳﴾☆☆

حکام پہ بم کے گولے ہیں اور مولویوں پر گالی ہے
کالج نے یہ کیسے سانچوں میں لڑکوں کی طبیعت ڈھالی ہے

☆☆﴿۳۶۴﴾☆☆

قابل رشک ہے زمانے میں
دن وکیلوں کا رات عاشق کی

☆☆﴿۳۶۵﴾☆☆

سدیشی گورنمنٹ سے لچ گئی
یہ بائی پیرمنٹ سے بچ گئی

☆☆﴿۳۶۶﴾☆☆

افسردگی پر اس کے لگا دل جو تڑپنے
کل شب کو کہا میں نے یہ محبوب سے اپنے
گو پاس ترے رہ نہ گئی دولت و حشمت
ہے حسن خدا داوا وہی اور وہی صورت
سونے ہی کی بدھی پہ فقط مجھ کو نہیں غش
پھولوں کی بھی بدھی ہے ترے سینہ پہ دل کش
جو دل کہ تری پھولوں کی بدھی کو نہ پوچھے
برباد ہو ایسا کوئی ادھی کو نہ پوچھے

☆☆﴿۳۶۷﴾☆☆

سدیشی گورنمنٹ سے لچ گئی
یہ بائی پیرمنٹ سے بچ گئی

☆☆﴿۳۶۸﴾☆☆

افسردگی پر اس کے لگا دل جو تڑپنے
کل شب کو کہا میں نے یہ محبوب سے اپنے
گو پاس ترے رہ نہ گئی دولت و حشمت
ہے حسن خدا داد وہی اور وہی صورت
سونے ہی کی بدھی پہ فقط مجھ کو نہیں غش
پھولوں کی بھی بدھی ہے ترے سینہ پہ دل کش
جو دل کہ تری پھولوں کی بدھی کو نہ پوچھے
برباد ہو ایسا کوئی ادھی کو نہ پوچھے

☆☆﴿۳۶۹﴾☆☆

نہیں بدلی زبان اس شوخ کی کہ کون کہتا ہے
میں جب جاتا ہوں اس کی بزم میں شٹ ڈون کہتا ہے

☆☆﴿۳۷۰﴾☆☆

وضع سابق سے بُت ہندی کو سیری ہوگئی
ہو مبارک ملک کو مینا کنیری[1] ہوگی

☆☆﴿۳۷۱﴾☆☆

ہیبت پہنچی شیخ کے سر پر جو دل کے جوش سے
اور بھڑکے شعلہ ہائے فتنہ اس سرپوش سے
بن گئے صاحب ہنر صاحب کا کیا ہے آپ میں
کیا کلیں ٹپکیں گی سقف بنگلہ خس پوش ہے

☆☆﴿۳۷۲﴾☆☆

باغ امید کے پھل ہوتے ہیں روز ضائع
ہم کو خدا بچائے اولادِ ڈارون سے

☆☆﴿۳۷۳﴾☆☆

بے دل ہمیں بروز سلونو نہ کیجئے
للہ بات مانئے نو نوالے[۱۱] نہ کیجئے

کل[۱۲] کی صدا نہ خوبیِ فطرت نہ لطف دید
بہتر یہی ہے خواہش فونون نہ کیجئے

☆☆﴿۳۷۴﴾☆☆

مجھ خستہ کی ہستی نہیں کچھ آپ کے آگے
بھرتے کی ہے کیا اصل مٹن چاپ کے آگے

☆☆﴿۳۷۵﴾☆☆

ملک پر تاثیر چشم ووٹ طاری ہوگئی
مفت شیخ و برہمن میں فوج داری ہوگئی
ہندوؤں کو کیوں نہ اب بھائی بنائیں صلح دوست
آریہ مذہب میں بھی توحید جاری ہوگئی
ممبری پر جنگ ہو اس میں گئو کا کیا قصور
ملک میں بدنام ناحق یہ بچاری ہوگئی
کرتے ہیں بائیسکل پر خوب وہ دفع ریاح
اب تو بیلن ارغنوں کا یہ سواری ہوگئی

☆☆﴿۳۷۶﴾☆☆

ہم کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی، پھر مر گئے

☆☆﴿۳۷۷﴾☆☆

جن لوگوں نے مسلموں کو بہکایا ہے
کامل کب ان کو علم و فن آیا ہے
جو فلسفی ہیں اصیل وہ ہیں خاموش
الحاد تو ٹٹینیوں نے پھیلایا ہے

☆☆﴿۳۷۸﴾☆☆

لیا صبح شب وصل اس کا بوسہ میں نے یہ سچ ہے
اسی پر بول اٹھی وہ شوخ مس یہ فائنل ٹچ ہے

☆☆﴿۳۷۹﴾☆☆

تھا امن کسی قدر سو وہ دن بھی چلے
ظاہری کے سمت اہل باطن بھی چلے
مجلس پہ ہوا اضافہ کانفرنس
مسلم تو جا چکے تھے مومن بھی چلے

☆☆﴿۳۸۰﴾☆☆

اس مس کی زباں رات جو لی میں نے دہن میں
بولی کہ تری راہ ترقی میں یہ ہج[۱۳] ہے
میں نے کہا اسکالر مشرق ہوں میں اے مس
چپ رہ کہ یہی میری سکنڈ لینگوائج[۱۴] ہے

☆☆﴿۳۸۱﴾☆☆

دنیا آخر کو تم سے لپٹی
ہو ہی گئے تم غرضکہ ڈپٹی

☆☆﴿۳۸۲﴾☆☆

کرتے کیا ان سے بھینٹ خالی
کر آئے ہم اپنی ٹینٹ خالی

☆☆﴿۳۸۳﴾☆☆

شیعہ و سنی میں جنگ اک دھوم دھام ہوگئی
چار یار اور پنج تن کی نیک نامی ہوگئی
کیا شرف بخشیں گی تم کو عرش پر یہ کاوشیں
جب زمیں پر تم کو غیروں کی غلامی ہوگئی
ایک قرآں ایک قبلہ ایک اللہ اک رسول
بدنصیبی ہے کہ تفریق دوامی ہوگئی
مومنان امن جو کو دیر کی سوجھے گی اب
جب حرم کے صحن میں بدانتظامی ہوگئی
اشتعال آتش افسردہ اس طوفان میں
پختہ طبعوں سے الٰہی کیوں یہ خالی ہوگئی
جس نے کھولی بہر صلح و آشتی اپنی زباں
پیش حق مقبول اس کی خوش کلامی ہوگئی

☆☆﴿۳۸۴﴾☆☆

مکہ تک ریل کا سامان ہوا چاہتا ہے

اب تو انجن بھی مسلمان ہوا چاہتا ہے

☆☆﴿۳۸۵﴾☆☆

اکبر بھی قومی کام کو اٹھے بشوق مغفرت
ہزہائی نس کے ہم عناں ہزلولینس[۱۵] بھی ہوگئے

☆☆﴿۳۸۶﴾☆☆

مجھ کو ہے پسند اس سبب سے یو پی
یعنی یوپی کا قافیہ ہے روپی
ہے فصل بہاری بھی ہم آہنگ اس کی
جب آتی ہے کرتی ہے اشاراتوپی

☆☆﴿۳۸۷﴾☆☆

دور یونیورسٹی میں ان کی ترقی ہے ضرور
شیخ جی مدیون ہیں اور قوم ڈگری دار ہے

☆☆﴿۳۸۸﴾☆☆

شیخ کو گانٹھ لے سلیقے سے
چین کر مغربی طریقے سے
متفق اس پہ ہوگئے کہہ و مہ
اب تو یہ مسئلہ ہے مفتےٰ بہ

☆☆﴿۳۸۹﴾☆☆

ٹامی کے آگے تمیز کا دل چسپ پاٹ ہے
گنگو کی جاں فزائی کو گنگا کا گھاٹ ہے

ڈوبے ہوئے ہیں یہ بھی مگر اپنی بات میں
پیرو بھی بہہ رہے ہیں خیال فرات میں

☆☆﴿۳۹۰﴾☆☆

یہ اتنی ستر پوشی تیری اے شرقی غنیمت ہے
دیئے جا چندہ بس تعلیم کی غرقی غنیمت ہے

☆☆﴿۳۹۱﴾☆☆

انظرالی الابل کا تصور جو دل میں ہے
یہ وجہ ہے کہ آج تک آزابل میں ہے
کمسریٹ اب بھی اس کا ہے محتاج دیکھئے
معذور اگرچہ اس کا قدم آ و گل میں ہے

☆☆﴿۳۹۲﴾☆☆

کچھ الٰہ آباد میں ساماں نہیں بہبود کے
یاں دھرا کیا ہے بجز اکبر کے اور امرود کے

☆☆﴿۳۹۳﴾☆☆

راہ مغرب میں یہ لڑکے لٹ گئے
واں نہ پہنچے اور ہم سے چھٹ گئے

☆☆﴿۳۹۴﴾☆☆

شوق ہے پن کا نہ طاقت پاپ کی
سب ہیں بس بڑھتی مناتے آپ کی
ہوچکے ہُگلی کے لکچر اب ہمیں
فکر ہے گنگا کنارے جاپ کی

قطر جو کچھ ہو محیط اک انچ ہے
دھوم ہے ان کی کمر کی ناپ کی
شیخ جی قانع کے گھر میں لو جنم
ورنہ اب مٹی ہے ہستی آپ کی

☆☆﴿۳۹۵﴾☆☆

مل جاتا ہے دنیا سے اس کو جس شخص کا جتنا حصہ ہے
ہے اتنی بات ٹھکانے کی باقی تو کہانی قصہ ہے

☆☆﴿۳۹۶﴾☆☆

وہ فرماتے ہیں اے اکبر یہ روزہ اک قیامت ہے
بجا ارشاد ہوتا ہے مگر افطار جنت ہے

☆☆﴿۳۹۷﴾☆☆

میں نے جو کہا دیکھو تو ذرا اب قوم پہ کیسا جوبن ہے
وہ ہنس کے لگے کہنے صاحب یہ قوم نہیں ہے پلٹن ہے

☆☆﴿۳۹۸﴾☆☆

عزیزان وطن کو پہلے ہی سے دیتا ہوں نوٹس
چُرٹ اور چائے کی آمد ہے حقہ پان جاتا ہے
یہ اتنی گوشمالی طفل مکتب کی نہیں اچھی
زباں آتی ہے اس کو سچ ہے لیکن کان جاتا ہے
مری ڈاڑھی سے رہتا ہے وہ بت انکار پر قائم
مگر جب دل دکھاتا ہوں تو فوراً مان جاتا ہے

☆☆﴿۳۹۹﴾☆☆

وہ مس بولی میں کرتی آپ کا ذکر اپنے فادر سے
مگر آپ اللہ اللہ کرتا ہے پاگل کا مافک ہے
نہ مانا شیخ جی نے چکھ گئے دس پانچ یہ کہہ کر
اگر قابض میں یہ بسکٹ تو ہوں اللہ مالک ہے

☆☆﴿۴۰۰﴾☆☆

لگی لپٹی ہر اک سے یہ بُری عادت تمہاری ہے
مری جاں اس میں اک دن احتمال فوج داری ہے

☆☆﴿۴۰۱﴾☆☆

ترقی پر خدا کے فضل سے ہے بزم رنداں بھی
فقط پیر مغاں تھے آ گئے اب پیر نسواں بھی

☆☆﴿۴۰۲﴾☆☆

شیخ بھی ہیں دیر کے سائل بس اتنا فرق ہے
مجھ کو بوسا چاہیے اُن کو سموسا چاہیئے

☆☆﴿۴۰۳﴾☆☆

کیا تعجب ہے دیا ووٹ جو لالہ کے لیے
بُت تو تھے ہی مرے معشوق برہمن بھی سہی
کھول کر در کو کہا اُس بت اسکولی نے
جب نقاب اُٹھ گئی آگے سے تو چلمن بھی سہی
کاش کرلے مجھے وہ شاہد ہوٹل منظو ر
کیک تو رز ہے اک رات تمنجن بھی سہی
سنتا ہوں قبر مری ریل میں آجائے گی

خود مٹا ہوں جب اسی راہ میں مدفن بھی سہی

☆☆﴿۴۰۴﴾☆☆

قلی اک اس طبیعت کا ملا جو کل یہ کہتا تھا
مرے دل میں خیالات بلند آنے نہیں پاتے
سڑک پہ کام میں تکلیف ہے بنگلے پہ بے لطفی
یہاں سایا نہیں ہے اور وہاں گانے نہیں پاتے

☆☆﴿۴۰۵﴾☆☆

کھٹملوں پر زجر و طعن وغیظ سے منہ موڑیئے
گرم پانی ڈالئے یا چارپائی چھوڑیئے

☆☆﴿۴۰۶﴾☆☆

زندگی تھی ہی مصیبت موت بھی برباد ہے
کس قدر اس دور میں بگڑا ہوا ہے دین ہائے
ماسٹر ہیں نزع میں لڑکوں کی شامت دیکھئے
ان کا فوٹو لیتے ہیں پڑھتے نہیں یاسین ہائے

☆☆﴿۴۰۷﴾☆☆

کیا خوشی اس کی مجھے ان کو جو نوابی ملی
روغنی صاحب نے لی مجھ کو وہی آبی ملی

☆☆﴿۴۰۸﴾☆☆

جیب سے مفروری زر بے تحاشا دیکھئے
جلوۂ بازار مغرب کا تماشا دیکھئے

☆☆﴿۴۰۹﴾☆☆

نکلا بہ آب و تاب بنارس سے اولڈ بوائے
اللہ اس کو گولڈ بھی دے اور پرل بھی
خواہش ہے اب یہ بعض محبان قوم کی
نکلے کسی طرف سے یوں ہی اولڈ گرل بھی

☆☆﴿۴۱۰﴾☆☆

اکبر دبے نہیں کسی سلطان کی فوج سے
لیکن شہید ہوگئے بیگم کی نوج سے

☆☆﴿۴۱۱﴾☆☆

وہ ہیں ذی علم و معزز جن کا ارشاد و عمل
طالبان حق کے دل کی کر رہا ہے رہبری
بعض اسپیکر نظر آتے ہیں تم کو یہ تو ہیں
نوکری اور ممبری کی منڈوی کے چودھری

☆☆﴿۴۱۲﴾☆☆

یہ غنچے میل کی امید کے کھلنے نہیں پاتے
خدا اس پیٹ سے سمجھے کہ دل ملنے نہیں پاتے

☆☆﴿۴۱۳﴾☆☆

ان سے بی بی نے فقط اسکول ہی کی بات کی
یہ نہ بتلایا کہاں رکھی ہے روٹی رات کی

☆☆﴿۴۱۴﴾☆☆

نہ ان میں رنگ باغی کا نہ ان میں بو ہے داغی کی
یہ حجت ہے فقط درگاہ قومی پر چراغی کی

☆☆﴿۴۱۵﴾☆☆

یہ پردہ در کو سوئے قوم کس نے بھیجا ہے
کہ جس کی بحث سے مجروح ہر کلیجا ہے
یہی ہے عقدہ کشائی قوم تو اک دن
ازار بند کو کہہ دیں گے جبس بیجا ہے

☆☆﴿۴۱۶﴾☆☆

سدا سرحد پہ حاجت ہے رفل کی اور کاٹھی کی
چلی جاتی ہے گستاخی بغدے خاں کی لاٹھی کی

☆☆﴿۴۱۷﴾☆☆

باز آئیں گے نہ پولٹیکل انٹریگ سے
جب کچھ نہیں تو لاگ لگائیں گے لیگ سے
اک شغل زندگی ہے بہار نمود ہے
منظور دشمنی نہیں اپنے کلیگ سے

☆☆﴿۴۱۸﴾☆☆

نہیں کچھ اس کی پرسش الفت اللہ کتنی ہے
یہی سب پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے

☆☆﴿۴۱۹﴾☆☆

اب کہاں دست جنوں تار گریباں اب کہاں
پانیر اور دست مجنوں اور خبر ہے تار کی
لے لیا شیریں نے کمسریٹ میں ٹھیکہ دودھ کا
ریل بنوانے لگے فرہاد اب کہسار کی

☆☆﴿۴۲۰﴾☆☆

آزاد ہوں نہیں ہے کوئی مدعائے خاص
جس رُخ ہے قافیہ مرا مطلب بھی ہے وہی
مذہب کو شاعروں کے نہ پوچھیں جناب شیخ
جس وت جو خیال ہے مذہب بھی ہے وہی

☆☆﴿۴۲۱﴾☆☆

ڈنر سے تم کو کم فرصت یہاں فاقے سے کم خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

☆☆﴿۴۲۲﴾☆☆

کب حاضری شب کی اجازت طلب ہوئی
کیوں ضبطِ شوق دل کی ضمانت طلب ہوئی

☆☆☆

کچھ اور بذلہ سنجیاں

☆☆﴿۴۲۱﴾☆☆

بحر آزادی میں یہ کیسا تموج ہوگیا
قاصرات[۱۶] الطرف کو شوق تبرج[۱۷] ہوگیا

☆☆﴿۴۲۲﴾☆☆

بتاؤں آپ سے مرنے کے بعد کیا ہوگا
پلاؤ کھلائیں گے احباب فاتحہ ہوگا

☆☆﴿۴۲۳﴾☆☆

مرا کینہ نتیجہ ہے جفائے چرخ گرداں کا
مرا پینا ہے منبع سیل اشک چشم گریاں کا
مرا جینا ہے بس اک سلسلہ انفاس سوزاں کا
مرا سینا ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا
خدا سر دے تو سودا دے کسی دل چسپ میداں کا
خدا زر دے تو دل کو ذوق دے یورپ کے ساماں کا
خدا پر دے تو ہد ہد کر دے بلقیس و سلیماں کا
خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشاں کا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسی سنبلستاں کا

☆☆﴿۴۲۴﴾☆☆

دور گردوں نے ابھارا دیر کو سچ ہے مگر
یہ نہ کہئے حضرت سیّد نے پھر کیا کر لیا
ان نگاہوں سے کہ جو تھیں خوگر طوف حَرم
آفریں کہیے کہ بت خانے کو اپنا کر لیا

☆☆﴿۴۲۵﴾☆☆

رشتۂ در گرد نم افگندہ پیٹ
می برد ہر جا کہ میزاست و پلیٹ

☆☆﴿۴۲۶﴾☆☆

بزرگان ملت نے کی ہے توجہ
کمی پر رہیں گے عالم نہ عابد

ترقی دیں ہوگی اب روز افزوں
علی گڑھ کا کالج ہے لندن کی مسجد

☆☆﴿۴۲۷﴾☆☆

دونوں صاحب ہیں محبّ قوم کس کو ووٹ دوں
پیش کر سکتا ہوں کیونکر کوئی دعویٰ بے دلیل
بس دعاء میری یہ ہے اللہ فرمائے عطا
کامیابی ایک کو اور ایک کو صبر جمیل

☆☆﴿۴۲۸﴾☆☆

ہوا آج خارج جو میرا سوال
کہا میں نے صاحب سے باصد ملال
کہاں جاؤں اب میں ذرا یہ بتاؤ
وہ جھنجلا کے بولے جہنم میں جاؤ
یہ سن کر بہت طبع غم گیں ہوئی
مگر اس تصور سے تسکیں ہوئی
کہ جب اہل یورپ میں بھی ذکر ہے
تو بے شک جہنم بھی ہے کوئی شے

☆☆☆

متفرقات

☆☆﴿۴۲۹﴾☆☆

مبارک ہو فلک کو مائل جو رو ستم رہنا
طریق حق پہ لازم ہے ہمیں ثابت قدم رہنا

☆☆﴿۴۳۰﴾☆☆

مسلم ہے مگر بات نبی کی نہیں سنتا
لڑکا ہے مگر اپنے ولی کی نہیں سنتا
ہاں آپ جو فرمائیں تو سب ہیں ہمہ تن گوش
آپس میں تو اب کوئی کسی نہیں سنتا

☆☆﴿۴۳۱﴾☆☆

من نگویم کہ دریں باغ پئے جنگ درآ
آخرت پیش نظر دار و بہر رنگ درآ

☆☆﴿۴۳۲﴾☆☆

اس دور فلک میں کوئی کیا دیکھے گا
جو کچھ دکھلائے گا خدا دیکھے گا
رنجیدہ ہے جس نے ابتدا دیکھی ہے
بے حس ہوگا جو انتہا دیکھے گا

☆☆﴿۴۳۳﴾☆☆

اثبات خدا کو منطقی اٹھ نہ سکا
خاک حیرت سے ذہن ہی اٹھ نہ سکا
اللہ رے نزاکت وجود باری
ثابت ہونے کا بار بھی اُٹھ نہ سکا

☆☆﴿۴۳۴﴾☆☆

ایسے غمزوں سے دل خوں گشتہ کیا ہوگا بحال
اب تو جو ہونا تھا وہ اے چشم کافر ہوچکا

☆☆﴿۴۳۵﴾☆☆

بوئے گل میں فسوں ہی وہ نہ رہا

موسم بدلا جنوں ہی وہ نہ رہا

سینے میں وہ دل کہاں سے آئے اکبر

جب اپنی رگوں میں خوں ہی وہ نہ رہا

☆☆﴿۴۳۶﴾☆☆

بگڑا میں بہت ان پہ مگر بات بنی کیا

آنا بہ تکلف جو ہوا بھی شدنی کیا

☆☆﴿۴۳۷﴾☆☆

زمزمہ اوج فلک پر ہے یہی ہر برڈ کا

ہے یہی مفہوم روئے ارض پر ہر ورڈ کا

زینت گیتی ہے ملک اعظم برطانیہ

سکہ بیٹھا ہے دلوں پر حضرت اڈورڈ کا

☆☆﴿۴۳۸﴾☆☆

ہم کو ابرو کی کجی[۱۸] نے مارا

شیخ صاحب کو ججی[۱۹] نے مارا

خانۂ دیں ہوا القصہ تباہ

آئی آواز کہ اِتا للہ

☆☆﴿۴۳۹﴾☆☆

گئی حق پرستی بھی اس دور سے

شرافت کو بھی چرخ نے تہہ کیا
یہی شرط دعوت ہے اب قوم میں
اگر سیم داری بیا رو بیا

☆☆﴿۴۴۰﴾☆☆

پیدا ہوا دماغ میں جوش نشاط کیا
ننھا سا پھول دیکھیے اس کی بساط کیا

☆☆﴿۴۴۱﴾☆☆

اثر سب پر پڑا ہے انقلاب رنگ عالم کا
نہ اب ہے طعن کا موقع نہ ہے اب وقت ماتم کا
بسر کر قناعت زندگانی کنج عزلت میں
نظر میں پر مناسب ہے تصور چھوڑ دے ہم کا

☆☆﴿۴۴۲﴾☆☆

کیا زور تھا وعظ نیچر میں دیوتاؤں کا بھی جی چھوٹ گیا
تقویٰ کی بنائیں ہوگئیں شق شیرازہ ملّت ٹوٹ گیا

☆☆﴿۴۴۳﴾☆☆

ایک اس عہد میں دو دل بھی نہیں اے اکبر
یہی باعث ہے ہ میں نے کبھی ہم ہم نہ کیا

☆☆﴿۴۴۴﴾☆☆

شکر ادا کرنا ہے واجب اُن کی طبع نیک کا
ہر ڈنر سے بھیجتے ہیں مجھ کو فوٹو کیک کا
ضعف سے رعشہ ہے یا غربی ہوا کا ہے اثر

ہینڈ[20] کو میرے مرض لاحق ہوا ہے شیک[21] کا

☆☆﴿۴۴۵﴾☆☆

ہم تو ہر حال کو ماضی ہی سمجھ لیتے ہیں
لوگ مرجائیں گے اور وقت گذر جائے گا

☆☆﴿۴۴۶﴾☆☆

شیخ لندن میں بھی مسجد کی بنا پر ٹھن گیا
کعبۂ دل میں کلیسا عشق مس کا بن گیا

☆☆﴿۴۴۷﴾☆☆

ہے بے اثر کیا نہیں جس نے فقط کہا
اکبر نے یہ کہا تو کہو کیا غلط کہا

☆☆﴿۴۴۸﴾☆☆

فتح عرب پہ گو ہے تمہیں شوق ناز کا
بہتر ہے اس سے ذوق درود و نماز کا
گردن اٹھایئے نہ بہت پالیٹکس میں
مسجد میں اب ہے کام جبین نیاز کا

☆☆﴿۴۴۹﴾☆☆

ہو جاگتوں میں شامل یا تو ہو سونے والا
ہو کر رہے گا اکبر جو کچھ ہے ہونے والا

☆☆﴿۴۵۰﴾☆☆

وقت ہی پر ہر ایک کام اچھا

آسماں کا پروگرام اچھا
قرب ہے جن کو تخت شاہی سے
دور ہی سے انہیں سلام اچھا

☆☆﴿۴۵۱﴾☆☆

فضول بحث میں وقت اپنا کھو نہیں سکتا
زیادہ اب شب غفلت میں سو نہیں سکتا
گذر گیا دلِ دنیا پسند دنیا سے
اس انجمن کا میں اب رکن ہو نہیں سکتا

☆☆﴿۴۵۲﴾☆☆

مصیبت آ پڑی تو سہل ہے شدت سے غم کرنا
مگر مشکل ہے جینا با خبر غفلت کو کم کرنا

☆☆﴿۴۵۳﴾☆☆

کرتا نہیں کوئی ان میں ذکر مولے
ہے مانگ روپے کی غل ہے دس لا سو لا

مجلس ہے یہی تو اس سے عزلت بہتر
دنیا ہے یہی تو ترک دنیا اولے

☆☆﴿۴۵۴﴾☆☆

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

☆☆﴿۴۵۵﴾☆☆

بے زر و نمود کا اثر کیا
جب مغز نہیں تو لفظ سر کا

☆☆﴿۴۵۶﴾☆☆

صوفی کا مذہب مختصر سے کھرا سب سے جدا
ہم تم کے جھگڑے لغو ہیں یا کچھ نہیں یا سب خدا

☆☆﴿۴۵۷﴾☆☆

نہیں اہل یقین جب وہ تو یہ کیا مذہبی ہوں گے
اثر پڑتا ہے شاگردوں پہ استادوں کے باطن کا

☆☆﴿۴۵۸﴾☆☆

ضعف مشرق نے تو رکھا پاؤں کو چھکڑا وہی
مغربی فقروں نے لیکن منہ کو انجن کر دیا

☆☆﴿۴۵۹﴾☆☆

طلب زر ہے جن کو اے اکبر
وہ رہیں منکرِ خزانہ غیب
ہم تو مضمون وہیں سے پاتے ہیں
معتقد ہم تو اس کے ہیں لاریب

☆☆﴿۴۶۰﴾☆☆

نہیں مناسب کہ ہو یہ مہوا کبھی حریف مویز صاحب
بجا ہے فرما رہے ہیں جو کچھ حکیم عبدالعزیز صاحب

☆☆﴿۴۶۱﴾☆☆

حکیم اور بید یکساں ہیں اگر تشخیص اچھی ہو

ہمیں صحت سے مطلب ہے بنفشہ ہو کہ تلشی ہو

☆☆《۴۶۲》☆☆

حواس مختل سمجھ پریشاں عمل میں سستی قدم میں لغزش
کبھی کوئی شوق رہنما ہے کبھی کوئی پالیسی ہے غالب
مرے مشاغل کی کچھ نہ پوچھو کہ میں ہوں دورِ فلک میں اکبر
مقیم و پیرو مرید شیخ و اسیر قانون و محو مغرب

☆☆《۴۶۳》☆☆

اگلی روش جو تھی، وہ تھی پیغمبری کی بات
موجودہ ہر طریق ہے کاریگری کی بات

☆☆《۴۶۴》☆☆

پڑا تھا چٹائی پہ گوشے میں میں
نہ اٹھا جو آئے مرے ایک دوست
شکایت انہوں نے جو کی کہہ دیا
تواضع زگردن فرازاں نکوست

☆☆《۴۶۵》☆☆

درکار چندہ سیم وزر ازجیب دور رفت
مال حضور بودہ برا، حضور رفت

☆☆☆

تضمین بر غزل حافظ

☆☆《۴۶۶》☆☆

واقف سر خفی حافظ اسرار بماند

حد بیگانہ باطن صف اظہار بماند
خلق صرہ طرف شبہ و اقرار بماند
ہر کہ شد محرمِ دل در حرم یار بماند
وانکہ ایں کار ندانست در انکار بماند

شش و پنج اس میں کسی کو ہے نہ ہے ہفت نہ ہشت
بے خطر کوچۂ رندی میں لگاتے رہے گشت
نہ تو گلشن ہی ہوا معترض ان پہ نہ تو دشت
خرقہ پوشاں ہمگی مست و گذشتند و گذشت
قصہ ماست کہ برہر سر بازار بماند

قیس و فرہاد کے قصوں سے بھرے ہیں دفتر
آج تک ان کے فسانوں کا دلوں پہ ہے اثر
خوب فرما گئے ہیں حضرت حافظ اکبر
از صدائے سخن عشق نہ دیدم خوشتر
یاد گارے کہ دریں گنبد دوار بماند

☆☆﴿۴۶۷﴾☆☆

میں نے کہا اب تو مسجد سے ہے مجھے کد
گرجا اُبھر کے بولا میں اس سے خوش ہوں بے حد
میں نے کہا مخالف تیرا بھی ہوں تو بولا
میری ہی پالیسی کی واللہ ہے یہ ابجد
شادم کہ ازرقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشتِ خاک ماہم برباد رفتہ باشد

☆☆﴿۴۶۸﴾☆☆

غم عشق تو دلے را چو لطیف و پاک سازد
غم دہر راچہ یارا کہ ورا ہلاک سازو

☆☆﴿۴۶۹﴾☆☆

مس من فگند برمن نظرے کہ کس ندا ند
دل من گرفت از دے اثرے کہ کس نداند
چو سوال کردم ازوے زمآل کار کالج
زپرو فسر شنیدم خبرے کہ کس نداند

☆☆﴿۴۷۰﴾☆☆

طفل مکتب زنجہنا ز زباں می گوید
شکوہ کم کن کہ چنیں گفت و چناں می گوید
طبع او فونو گراف و سرودش سبقش
انچہ بستند بروتقش ہماں می گوید

☆☆﴿۴۷۱﴾☆☆

نہ سنی ہے خوش اور نہ شیعہ ہے شاد
ہے دونوں کے مرکز میں برپا فساد
غم ٹرکی و ماتم پرشیا
مسدس ادھر ہے ادھر مرثیا

☆☆﴿۴۷۲﴾☆☆

ہے دل روشن مثال دیو بند
اورندوہ ہے زبان ہوشمند

ہاں علی گڑھ کی بھی تم تشبیہ لو
اک معزز پیٹ تم اس کو کہو
پیٹ ہے سب پر مقدم اے عزیز
گو کہ فکر آخرت ہے اصل چیز

☆☆﴿۴۷۳﴾☆☆

نہ ہر کہ ووٹ بیند وخت ممبری داند
نہ ہر کہ بحث بیا موخت لیڈری داند
نہ ہر کہ ہیٹ بپو شید و کوٹ دربر کرد
ادائے مغرب و آئین مسٹری داند

☆☆﴿۴۷۴﴾☆☆

تھی مرے پیش نظر وہ مس تہذیب پسند
کبھی وہسکی مجھے دیتی تھی کبھی شربت قند
ملک الموت نے ناگاہ بھری ایک زقند
پارک کو چھوڑ کے ہونا ہی پڑا قبر میں بند
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

☆☆﴿۴۷۵﴾☆☆

آمادگی مجھے تو رہی ہر گناہ پر
فضل خدا سے بت ہی نہیں آئے راہ پر

☆☆﴿۴۷۶﴾☆☆

ہیں اہل جہاں منکر اللہ سے کد پر

دو پھول بھی رکھتے نہیں ملحد کی لحد پر
ہنگامے انہیں کے لیے ہیں صل علیٰ کے
جو زیست میں عاشق تھے ہو اللہ احد پر

☆☆﴿۴۷۷﴾☆☆

حضرت کی نبوت میں ہو کس طرح مجھے شک
ہر ذرہ کو ہے ورد رفعنا لک ذکرک
تھی شان جلالی کہ عدو رُک گئے آخر
وہ نور تھا عالی کہ صنم جھک گئے آخر

☆☆﴿۴۷۸﴾☆☆

میں بھی ہوں بدل موئید آزادی کا
لیکن اک نکتہ سن لے اے پاک ضمیر
آزاد ہو اس لیے کہ اغیار ہو قید
مطلب یہ نہیں کہ خود ہو غیروں کے اسیر

☆☆﴿۴۷۶﴾☆☆

شتر رد باہ سے کمتر ہیں بن میں متجس ہو کر
بنے ہیں شیر کتے زینت آغوش مس ہو کر
قرار دل نہیں تو نور عرفاں کیا جگہ پکڑے
وہ شکل مہر و مہ موجوں میں کب ہے منعکس ہو کر

☆☆﴿۴۷۷﴾☆☆

احباب نے طویل مضامین وہاں پڑھے
لیکن مری زبان کا تھا حصہ مختصر

میں نے تو بزم نعت میں اتنا ہی پڑھ دیا
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

☆☆﴿۴۷۸﴾☆☆

پیری و افسردگی سب کچھ سہی اکبر مگر
ظلم ہے تیری خموشی شوخی گفتار پر

☆☆﴿۴۷۹﴾☆☆

یاروں کی دوڑ دھوپ ہے دنیا کی چیخ پر
اور دین ہے کباب ضرورت کی تیخ پر

☆☆﴿۴۸۰﴾☆☆

نہ سن تو قرآں کا وعظ بھائی خوشی سے تقلید ہکس لے[۲۲] کر

پھرے گا کمپوں میں آخر اک دن دیا سلائی کا بکس لے کر

☆☆﴿۴۸۱﴾☆☆

فاقہ سمجھو نہ اسے اس میں ہے اسرار نہاں
عالم دین جو ہیں وہ جانتے ہیں صوم کے سر
نہ تجارت کا سلیقہ نہ عبادت سے لگاؤ
یا گورنمنٹ کے دفتر میں ہیں یا قوم کے سر

☆☆﴿۴۸۲﴾☆☆

اس نظم کا نقطہ ہے منبع نور
ہر حرف سے ہے تجلی حق کا ظہور
اوج ملکوت کا ہے عالم ہر لفظ

ہر بیت اقبال کی ہے بیت المعمور

☆☆﴿۴۸۳﴾☆☆

اللہ رے انقلاب طرز و مذاق مشرق
حافظ کے شعر کیسے سب پڑھ رہے ہیں ریڈر
لیلیٰ کا ناز رخصت اسکول مسٹرس ہیں
سودائے قیس غائب اب وہ بنے ہیں لیڈر

☆☆﴿۴۸۴﴾☆☆

ناتوانی اور جہاں طالب مشو مطلوب باش
با معاشر سہل باش و نیک باش و خوب باش
مذہبے در گردنم افتاد اکبر چارہ نیست
باہمہ آزادگی ہا بایکے منسوب باش

☆☆﴿۴۸۴﴾☆☆

اک شاعری وہ ہے جو بڑھاتی ہے عقل و ہوش
اک شاعری وہ ہے جو دلاتی ہے دل کو جوش
ارشاد ہو تو قسم سوم کو بھی کردوں عرض
اک شاعری وہ ہے کہ جو ہے صرف واہ نوش
لیکن کوئی بھی قسم ہو اچھا ہے شعر اگر
محفل کو غالباً ہمہ تن پائے گا بگوش

☆☆﴿۴۸۵﴾☆☆

پیش آئے ہمیں امور عادت کے خلاف
پایا انہیں ہم نے اپنی راحت کے خلاف

اولاد کو غالباً یہ تکلیف نہ ہو
وہ خود ہی ہیں موروثوں کی خصلت کے خلاف

☆☆《۴۸۶》☆☆

آنے والے نہ رہے انجمن دل کی طرف
کوئی کالج کی طرف ہے کوئی کونسل کی طرف

☆☆《۴۸۷》☆☆

بل کھاؤ ہزار خواہ چھانٹو منطق
نیچر تو ہے اپنی اصل ہی پر عاشق
لکھی ہے صحیح اک فرنگی نے یہ بات
مغرب مغرب ہے، اور مشرق مشرق

☆☆《۴۸۸》☆☆

وسعت ہو زبان کی اُدھر جھک
متروک کو دیکھ کر تو مت رک

☆☆《۴۸۹》☆☆

ہے لیڈر قوم کون جب ہو یہ سوال
کہہ دو اکبر کہ بس برٹش اقبال

☆☆《۴۹۰》☆☆

فطرت سے الگ اگر تمہارا ہے خیال
تاثیر کچھ اس میں ہو یہ ہے امر محال
گو طرز بیاں پہ شورتحسیں اٹھے
مقبول نہ ہوگے پیش ارباب کمال

کوئی کہتا ہے رکھو صاحب سے میل
کہ آنر کی گھر میں رہے ریل پیل
کسی کی صدا ہے کہ ہندو بھلے
مری انجمن بھی اسی رخ چلے
کسی سمت کونسل کی ہے دل میں چوٹ
عوض لٹھ کے آپس میں چلتے ہیں ووٹ
کسی سر میں ہے لیڈری کی ہوس
کوئی شہد اسپیچ کی ہے مگس
کوئی شوق تحقیق میں غرق ہے
کوئی راہ تقلید میں برق ہے
کسی کو ہے مضموں نگاری کی دھن
کوئی چندہ دینے کو سمجھا ہے پُن
کسی کو عمارت بنانے کا شوق
کسی کو نمود و نمائش کا ذوق
کسی کو کوئی ٹوک سکتا نہیں
سڑک کو کوئی روک سکتا نہیں
جدھر بحر ہستی بہائے بہیں
خدا سے دعا ہے کہ سب خوش رہیں
مگر شیخ سعدی کی ہے ایک بات
مسلماں کو ہے فرض ادھر التفات

خلاف پیمبر کے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

☆☆﴿۴۹۲﴾☆☆

ہوئے جمع بہر دعا و سلام
کلیسا میں انگریز عالی مقام
کہا میں نے ہوں میں تو مسجد سے دور
تو گرجا میں ان کا ہے کیوں اژدحام
خدا جانے آئی کدھر سے صدا
کہ اے بے خرد مسلم ناتمام
کسے را کہ اقبال باشد غلام
بود میل خاطر بہ طاعت مدام

☆☆﴿۴۹۳﴾☆☆

انوار اس دور کے دل افروز ہیں کم
گویا کہ شبیں بہت ہیں اور روز ہیں کم
ہر چرب زباں نہیں ہے شمعِ اخلاص
جلنے والے بہت ہیں دل سوز ہیں کم

☆☆﴿۴۹۴﴾☆☆

صوم ہے ایماں سے ایماں رخصت صوم گم
قوم ہے قرآن سے قرآن رخصت قوم گم

☆☆﴿۴۹۵﴾☆☆

جلوۂ قدرت باری ہے سدا پیش نگاہ

نہ حکومت کا ہے ماتم نہ غم مال سے کام
کوئی ماضی میں ہے الجھا کوئی مستقبل میں
صوت سرمد پہ مجھے تو ہے فقط حال سے کام

☆☆﴿۴۹۶﴾☆☆

مغالطے میں پڑے ہیں ہمارے اہل وطن
کہ قوم کے لیے مذہب کا کوئی کام نہیں
قوام قوم کا مذہب ہی ہے زمانے میں
کہاں کی قوم جب اس کا کوئی قوام نہیں

☆☆﴿۴۹۷﴾☆☆

بت کی سہی اگر کہیں تو اللہ کہاں
اللہ کا نام لیں تو یہ واہ کہاں
خاموش رہیں تو دل کو بے چینی ہو
بھاگیں تو سکت کسے ہے اور راہ کہاں

☆☆﴿۴۹۸﴾☆☆

قول ملحد ہے کہ نیچر ہوگیا میرا معین
اور فلک کی ہے صدا و اللہ خیر الماکرین
ہم خموشی سے تماشا دیکھتے ہیں دھر کا
دیکھنا ہے کون سچ کہتا ہے دنیا یا کہ دین

☆☆﴿۴۹۹﴾☆☆

کمیٹیوں میں ہے رونے کا خوب شوق نہیں
مگر نماز و دعا کا نہیں ہے ذوق انہیں

بغیر طاعت حق ہے محال یک جہتی
خدا کرے کہ نظر آئے تحت و فوق انہیں

☆☆﴿۵۰۰﴾☆☆

دخل ان کو نہیں عشق و محبت کے فنوں میں
بے ہمت و بے سوز یہ جانیں ہیں تنوں میں
بے شمع کے پروانے ہیں واللہ یہ اکبر
رقصاں ہی انہیں دیکھ لو بس انجمنوں میں

☆☆﴿۵۰۱﴾☆☆

اسیر بحث کب باغیرت و ذی ہوش رہتے ہیں
مٹا دیتے ہیں مٹ جاتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں
معانی گرم رکھتے ہیں اللہ اکبر سے
انہیں سینوں میں اے اکبر دل پر جوش رہتے ہیں
عجب میدان ہے جس میں ہے مشق سعی بے حاصل
عجب بستی ہے جس میں مرد ناحق کوش رہتے ہیں

☆☆﴿۵۰۲﴾☆☆

کیجئے جو صرف طاعت و روحانیت سے بحث
مجھ کو ہنوز امید ہے بیگانگی نہیں
مکرو فریب ظلم یہ سب اس میں ہیں مگر
شیطان میں دلیری و مردانگی نہیں

☆☆﴿۵۰۳﴾☆☆

کہنا مجھ کو جو کچھ ہے ، وہ کہنے دیں

دینی علموں کی موج کو وہ بہنے دیں
شبلی کی دعا بتان مغرب سے یہ ہے
ندوہ کو حضور قبلہ رخ رہنے دیں

☆☆﴿۵۰۴﴾☆☆

تسبیح وہ اب کہاں وہ تہلیل کہاں
قرآن مجید کی وہ ترتیل کہاں
کل کے آگے خیال فرداکس کو
جب ریل ہے سامنے تو جبریل کہاں

☆☆﴿۵۰۵﴾☆☆

اس پیڑ میں خوب ہی کٹھل آئے ہیں
ہر شاخ میں پانچ سات پھل آئے ہیں
اکبر نے کہا کہ ہم غریبوں کے لیے
نیچر کی طرف سے پارسل آئے ہیں

☆☆﴿۵۰۶﴾☆☆

نہ ہوں جو شعر مرے آپ کو پسند نہیں
پسند فرض نہیں اور مجھے گزند نہیں
بجز خطائے نظر اور سہو کاتب کے
کچھ اعتراض اگر ہیں تو سود مند نہیں
حدود میں نے معین کئے ہیں اپنے لیے
اور ان حدود کے اندر کہیں میں بند نہیں

☆☆﴿۵۰۷﴾☆☆

یہ قول کفر جو مانو بھی تم بفرض محال
کہ روح ہیچ ہے اور بعد مرگ کچھ بھی نہیں
خدا کا نام ہے جب بھی بشر کو اک نعمت
وگرنہ دل کے لیے سازو برگ کچھ بھی نہیں

☆☆﴿۵۰۸﴾☆☆

آپ کی کل مرا سوت تو کتنے کا نہیں
کفر کے ساتھ میں اخلاق برتنے کا نہیں

☆☆﴿۵۰۹﴾☆☆

وہ کبھی مجھ کو جواب نامہ لکھتا ہی نہیں
جب گلا کرتا ہوں کہہ دیتا ہے کہ پہنچا ہی نہیں

☆☆﴿۵۱۰﴾☆☆

شیخ اپنی رگ کو کیا کریں ریشے کو کیا کریں
مذہب[۲۳] کے جھگڑے چھوڑیں تو پیشے کو کیا کریں

فرہاد سے کہا کہ مناسب ہے تجھ کو صبر
کہنے لگا بتایئے تیشے کو کیا کریں

☆☆﴿۵۱۱﴾☆☆

میں نے کچھ اختلاف کیا آپ سے اگر
غصہ عبث ہے آپ کا نوکر نہیں ہوں
اے قبلہ مجھ پہ آپ چڑھے آتے ہیں یہ کیوں
ممبر اس انجمن کا ہوں منبر نہیں ہوں

☆☆﴿۵۱۲﴾☆☆

روپے کو اپنے کریں صرف وہ جو غلے میں
تو کام آئے غریبوں کے اس محلے میں
یہ بات مجھ کو تو اے ہاشمی پسند نہیں
کہ صرف دولت عشرت ہو گیند بلے میں

☆☆﴿۵۱۳﴾☆☆

ڈیپوٹیشن کی سرسبزی جو دیکھی اس نے شملے میں
برہمن نے کہا یہ شاخ بید اور ایسے گملے میں
کہا مہدی نے بھائی تم کو کیوں اس درجہ حیرت ہے
تمہارے واسطے یہ کیا محل رشک و غیرت ہے
تعجب کیا ہے ہم اس بت کے پہلو میں جو لیٹے ہیں
حرم کے متحرم کیا دیر کے خادم سے بیٹے ہیں
برہمن نے کہا بس آپ کی باتیں ہی باتیں ہیں
اجی یہ وصل کی راتیں نہیں ہیں ان کی گھاتیں ہیں
کہا مہدی نے ہم کو تو مزے سے اپنے مطلب ہے
محبت ہو نہ ہو ان کو امید اس کی یہاں کب ہے
برہمن نے کہا ایسا مزا اعضا کا مضعف ہے
کہا مہدی نے ہاں اس بات سے بندہ بھی واقف ہے

☆☆﴿۵۱۴﴾☆☆

مفقود ہے گو کہ آج یارو نیشن
صد شکر ہوا ظہور کارو نیشن

مانگو خالق سے حضرت جارج کی خیر
تم بھی ہو جاؤ گے ٹو مارو نیشن

☆☆﴿۵۱۵﴾☆☆

حضرت خود واقعات تصنیف کریں
ہم بیٹھ کے انجمن میں تعریف کریں
فطرت پہ نگاہ جن بزرگوں کی ہو
بہتر ہے یہی کہ وہ نہ تکلیف کریں

☆☆﴿۵۱۶﴾☆☆

صلح رہی اب نہ گوارا ہمیں
سلف گورنمنٹ نے مارا ہمیں
کام تو جو کچھ وہ ہے آپ کا
نام ہی نے صرف ابھارا ہمیں
درد کسی کا نہ رہا دل میں اب
خوب دیا تم نے بھپارا ہمیں
قوم کی تفریق میں ٹکڑے اُڑے
ملک سے اب کیا ہے سہارا ہمیں
آئینہ ہے حسرت دنیا کا حال
یاد ہیں اسکندر و دارا ہمیں
جلوہ دکھانے کا انہیں شوق ہے
کاش مبارک ہو نظارا ہمیں

☆☆﴿۵۱۷﴾☆☆

غضب کی آتش فشاں ہوا ہے پڑے ہیں بستر پہ جل رہے
ہیں
عرق میں ڈوبے ہوئے سراپا تڑپ رہے ہیں ابل رہے ہیں

☆☆﴿۵۱۸﴾☆☆

مٹاتے ہیں جو وہ ہم کو تو اپنا کام کرتے ہیں
مجھے حیرت تو ان پر ہے جو اس مٹنے پر مرتے ہیں

☆☆﴿۵۱۹﴾☆☆

انجینئری نہ آئے تو ایجاد کیا کریں
قائم عروج قوم کی بنیاد کیا کریں
خامے سے کام لیتے ہیں بے کار عقل ہے
یا ترجمہ ہے یا تو کتابوں کی نقل ہے

☆☆﴿۵۲۰﴾☆☆

یہ تو مشکل ہے کہ آپ اسپیچ دیں ہم چپ رہیں
ہاں مگر اس میں نہیں کچھ عذر جو کہیے کہیں
مرد جنٹلمین ہو کر پا رہے ہے جب عروج
بیبیاں پھر گھر میں رجن کس مپری کیوں سہیں
مطمئن رہئے نہ رہ جائے گا عورت کا حجاب
چادر قومی کی آخر کھلتی جاتی ہیں تہیں
اک طرف دام ترقی اک طرف موجِ شراب
ہر طرح حاضر ہیں ہم کہیے پھنسیں کہئے تہیں

☆☆﴿۵۲۱﴾☆☆

اگر مذہب خلل انداز ہے ملکی مقاصد میں
تو شیخ و برہمن پنہاں رہیں دیر و مساجد میں

☆☆﴿۵۲۲﴾☆☆

ترقی کی تپیں ہم پر چڑھا کیں
گھٹا کی دولت اُچکیں بڑھا کیں
رہیں ہر پھر کے آیا بی نصیبن
وہ گو اسکول میں برسوں پڑھا کیں

☆☆﴿۵۲۳﴾☆☆

مری طرز فغاں کی بو الہوس تقلید کرتے ہیں
خجل ہوں گے اثر کی بھی اگر امید کرتے ہیں

☆☆﴿۵۲۴﴾☆☆

جہاں کے انقلابوں کے بھی کیا کیا رنگ ہوتے ہیں
بشر کی کیا حقیقت ہے فرشتے دنگ ہوتے ہیں

☆☆﴿۵۲۵﴾☆☆

گذر ان کا ہوا کب عالم اللہ اکبر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

☆☆﴿۵۲۶﴾☆☆

ہمیں تو چاہتے ہیں کھینچنا خود ہم سے کھنچتے ہیں
یہ ان کی پالیسی کے باغ کس پانی سے سنچتے ہیں

☆☆﴿۵۲۷﴾☆☆

نہ اب وہ طشت زریں ہیں نہ وہ چاندی کے کلسے ہیں
کمیٹی خوان نعمت ہے فقط لفظوں کے جلسے میں

☆☆﴿۵۱۷﴾☆☆

فلک پر شان و عظمت سے ستارے جگمگاتے ہیں
خدا کی سلطنت کی جوبلی ہر شب مناتے ہیں
یہی نظارہ ہم کو محو رکھتا ہے سدا اکبر
فرشتے بے ٹکٹ یہ منظر اعظم دکھاتے ہیں

☆☆﴿۵۱۸﴾☆☆

قدم انگریز کلکتے سے دہلی ہیں جو دھرتے ہیں
تجارت خوب کی اب دیکھیں شاہی کیسی کرتے ہیں

☆☆﴿۵۱۹﴾☆☆

خدا ہی کی عبادت جن کو ہو مقصود اے اکبر
وہ کیوں باہم لڑیں گو فرق ہو طرز عبادت میں

☆☆﴿۵۲۰﴾☆☆

فلک کو ضد ہے کہ منت کروں پئے راحت
مجھے یہ ہٹ ہے کہ ایذا سہوں اور اُف نہ کروں
نہ کہہ رہا ہے کہ ذلت سہو تو جاؤ چمک
مری یہ آن کہ ایسی چمک پہ تف نہ کروں

☆☆﴿۵۲۱﴾☆☆

پیارا ہے فقط اللہ کا نام آرام اسی سے روح کو ہے

اور یوں تو حوادث بیحد ہیں دنیا میں بہت افسانے ہیں

☆☆﴿۵۲۲﴾☆☆

عجب کیا شیخ برگڈ میں جو مشتاق غلامی ہیں
ہمارے لمنٹ صاحب خود ہی کمسریٹ کے حامی ہیں

☆☆﴿۵۲۳﴾☆☆

غیر کو نامے میں وہ مائی ڈیر لکھتے ہیں
مجھ سے بیگانہ وشی ہے مجھے سر لکھتے ہیں

☆☆﴿۵۲۴﴾☆☆

ہوٹل سے بھلا پرہیز تمہیں اے پنڈت جی مہراج کہاں
سچ بات کہی جس نے یہ کہا جب لاگ لگی تب لاج کہاں
نظروں میں بسا ہے رنگ وہی آنکھیں وہی گلشن ڈھونڈتی ہیں
موسم وہ نہیں ہے اے اکبر جو بات تھی کل وہ آج کہاں

☆☆﴿۵۲۵﴾☆☆

سر جھکا کر ان کی سیوا کر تو گردن کو نہ تان
برہمن یورپ کو مان اور ایشیا کو شودر جان
وزنِ لائلٹی پہ نازاں ہیں مرے ارکان شعر
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان

☆☆﴿۵۲۶﴾☆☆

اک برگ مضمحل نے یہ اسپیچ میں کہا
موسم کی کچھ خبر نہیں اے ڈالیو تمہیں
اچھا جواب خشک یہ اک شاخ نے دیا

موسم سے باخبر ہوں تو کیا جڑ کو چھوڑ دیں

☆☆﴿۵۲۷﴾☆☆

اگر ڈوبے ہوئے ہیں آپ سچ مچ حق پرستی میں
تو کرتے رہیے کام اپنا انہیں حالات پستی میں

☆☆﴿۵۲۸﴾☆☆

آپس میں رہنا صلح سے خوئے بنی آدم نہیں
اکثر اسی پر ہے عمل یا تم نہیں یا ہم نہیں

☆☆﴿۵۲۹﴾☆☆

بیان اپنی مصیبت کا تھا مجھے منظور
خیال تھا سوئے تشبیہ جستجوئیں تھیں
ہوا جو ٹائی ٹنک[۲۴] غرق کہہ دیا میں نے
کہ دل مرا تھا اور اس دل کی آرزوئیں تھیں

☆☆﴿۵۳۰﴾☆☆

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

☆☆﴿۵۳۱﴾☆☆

کونسل میں اگر پرسش نہ ہوئی مغموم نہ تم اے یار ہو
اللہ بلانے والا ہے مرنے کے لیے تیار رہو

☆☆﴾۵۳۲﴿☆☆

الاپو مغربی سر میں کوئی راگ
اٹھو مسجد سے اور دامن کو جھاڑو
جنون لیڈر ہی کا دور ہے یہ
فلک کو کد ہے بگر و اور بگاڑو
خموشی اور قناعت ناروا ہے

☆☆﴾۵۳۳﴿☆☆

کیوں جلا رکھا ہے اس دور نے پیری میں مجھے
ستم غیر ضروری یہ فلک کا دیکھو
کہا گردوں نے نہیں غیر ضروری یہ بات
اپنے مٹنے کا بتدریج تماشا دیکھو

☆☆﴾۵۳۴﴿☆☆

ہادی قوم بنو قوم کے مہمان بنو
خود تو پہلے مگر اے یار مسلمان بنو

☆☆﴾۵۳۵﴿☆☆

ہستی ہی تیری کیا ہے کہ ہو ان کا ہم سفر
موجوں کا اے حباب نہ دے تو ابھر کے ساتھ

☆☆﴾۵۳۶﴿☆☆

فلسفے میں کیا دھرا ہے گھر کا ہو یا لندنی
سعی کا موقع ملے تو آرٹ یا سائنس سیکھ
دشمن دانا سے بچ پہچان لے نادان دوست

صرف لفاظی سے ان روزوں نہیں ملنے کی بھیک

☆☆﴿۵۳۷﴾☆☆

دلا دے ہم کو بھی صاحب سے لائلٹی کا پروانہ
قیامت تک رہے سید ترے ازر کا افسانہ
اڈیٹر بول اٹھے دیکھ کر شبلی کے فوٹو کو
اسی کے دم سے اب زندہ ہے مشرق کا کتب خانہ
مبصر کہہ رہے ہیں وضع ملت کے تغیر پر
بندھی یہ دھن تو بس اب ہو چکا مسلم کا اترانا
بہت مشکل ہے نبھنا مشرق و مغرب کا یارانہ
ادھر صورت فقیرانہ ادھر سامان شاہانہ
مبارک شیخ کو نان جویں کے ساتھ یہ قرأت
ہمیں تو دیر میں پرشاد کھانا اور بھجن گانا
یہ یونیورسٹی کا مسئلہ کیا کم تھا اے گردوں
کہ چھیڑا تو نے ہم میں ٹرکی و اٹلی کا افسانا

☆☆﴿۵۳۸﴾☆☆

یہ قسمت شیخ جی کی ورنہ اکبر
کجا وہ بت کجا آمنت باللہ

☆☆﴿۵۳۹﴾☆☆

مرشد کی طلب میں جو میں اٹھا تو یہ بولے
اک پیڑ ڈز خوردۂ و ہر سمت و دیدہ
مردہ سمجھ ان کو کہ جو پہنچے ہوں خدا تک

مرشد ہیں وہی جو ہیں گورنمنٹ رسیدہ

☆☆﴿۵۴۰﴾☆☆

مجھ کو حسرت نہیں اس ی کہ کریں یاد مجھے
یاد آئی بھی تو کیا آئی جو تحقیر کے ساتھ
مسمریزم کی ہو تدبیر نرا دوں ہی پہ مشق
چھوڑ دیں مجھ کو وہ آنکھیں تقدیر کے ساتھ

☆☆﴿۵۴۱﴾☆☆

گویا عزت ہے کہ پائی تری محفل میں جگہ
لذت اس مین ہے کہ مل جائے ترے دل میں جگہ

☆☆﴿۵۴۲﴾☆☆

ہر ایک مسلم پکارتا ہے وہ خواہ انسی ہو خواہ جنی
خدا کی طاعت سے جو ہے باہر فلیس منی فلیس منی

☆☆﴿۵۴۳﴾☆☆

الحاد کی بنیاد ہے جس چیز نے ڈالی
دشمن اسے سمجھے گی نظر دیکھنے والی
اکبر کی فغاں کو نہ کہو خام خیالی
فرماتے ہیں رو رو کے یہ خود حضرت حالی
اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

☆☆﴿۵۴۴﴾☆☆

شیطان ہے دل جو نور ایماں نہ رہے

دشمن ہے زباں جو ورد قرآں نہ رہے
کہتی ہے یہ ہسٹری بہ آواز بلند
تم کچھ نہ رہے اگر مسلماں نہ رہے

☆☆﴿۵۴۵﴾☆☆

نہایت سچ یہ قول میرزا سلطان احمد ہے
کہ مذہب خود دعا ہے پھر دعا سے کیوں تمہیں کد ہے

☆☆﴿۵۴۶﴾☆☆

روز افزوں ہے بلا شبہ برٹش اقبال
جو خلاف اس کے تصور کرے وہ وہمی ہے
اپنا اقبال مگر اس نے جو سمجھا ہے اسے
یہ نئی روشنی کی سخت غلط فہمی ہے

☆☆﴿۵۴۷﴾☆☆

بہت ہے ذکر مذہب کمپ میں ذکر خدا کم ہے
فغاں کا شوق بے حد ہے مگر ذوق دعا کم ہے

☆☆﴿۵۴۸﴾☆☆

حفظ عصمت بھی سہی لیکن یہ پردہ ہند میں
مسلموں کی جاہ و شان و تمکنت کی بات تھی
پردہ در کہتا ہے اب اس کی ضرورت ہی نہیں
میرزایانہ ادا تھی سلطنت کی بات تھی
خون میں غیرت رہی باقی تو سمجھے گا کبھی
خوب تھا پردہ نہایت مصلحت کی بات تھی

☆☆﴿۵۴۹﴾☆☆

دونوں کو اگرچہ ہے طلب آز کی
رخ ان کے جدا ہیں اس کی علت کے لیے
بنیاد وہ اپنی چاہتا ہے مضبوط
بے چین ہے یہہ نمود حالت کے لیے
ہندو عزت طلب ہے زر کی خاطر
مسلم کو طلب ہے زر کی عزت کے لیے

☆☆﴿۵۵۰﴾☆☆

احسان نہ کچھ الحاد کا ہے امداد نہ کچھ شیطان کی ہے
اکبر کی دلیری حق تو یہ ہے یہ زندہ دلی ایمان کی ہے

☆☆﴿۵۵۱﴾☆☆

وہ نیو قوم کی ہے نہ پشتہ نہ بھیت ہے
بگڑے جو بن رہے ہیں یہ دنیا کی ریت ہے
ہنگامۂ طرب نہیں یہ شورش رفارم
رنج و محن کا ساز ہے چکی کا گیت ہے

☆☆﴿۵۵۲﴾☆☆

ممدوح مشرق و غروب و شمال و جنوب تھے
تعریف تھی ہنر کی بری از عیوب تھے
اب کچھ نہیں تو کیا کہیں تم سے کہ کیسے ہیں
ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ جب تھے تو خوب تھے

☆☆﴿۵۵۳﴾☆☆

نقش ماضی منظر بے معنی و مفہوم ہے
مصلحت فطرت کی ہے یا ذہن کا مقسوم ہے
بہ رہا ہے لاکھوں ہی موجوں میں یہ بحر فنا
درد کے قابل فقط یاحیُّ یا قیوم ہے

☆☆﴿۵۵۴﴾☆☆

اس بات میں ہے اک رمز نہاں اس قافیۓ میں چالاکی ہے
جب آہ بکا کا ذکر نہ ہو تو وہ مجلس بے باکی ہے

☆☆﴿۵۵۵﴾☆☆

مجھ گدا کو کر دیا رخصت جو دے کر عطر پان
فاقہ تو ٹوٹا نہیں ہاں عزت افزائی ہوئی
مرکز دل بزم مشرق میں کوئی ملتا نہیں
ہر طبیعت مغربی چکر میں ہے آئی ہوئی
مذہب ووضع و زبان قوم کا کس کو خیال
جب اکابر کی نظر آزر کی شیدائی ہوئی
نظم اکبر کو سمجھ لو یادگار انقلاب
یہہ اسے معلوم ہے ٹلتی نہیں آئی ہوئی

☆☆﴿۵۵۶﴾☆☆

نئے مسلم کا اب کوئی نہ ماخذ ہے نہ مرکز ہے
یہہ ہے کہ دن کی سروس اور وہ کب تک معزز ہے
جو مستی اس سے پیدا ہوگی دختر ہوگی وہ کس کی
یہہ میں سمجھا کہ معشوقہ تمہاری دختر رز ہے

نہ پھیلا پاؤں تو اتنا حیات چند روز میں
سمجھ لے قبر میں تیرے لیے جا صرف دو گز ہے

☆☆﴾۵۵۷﴿☆☆

نہیں ہے کچھ شدنی بے اصول ارادوں سے
خدا کو بچائے مجھے ان زمانہ زادوں سے
وہ وقعت اٹھ گئی جب دل سے آئین حجازی کی
امامِ قوم بننے کو ضرورت کیا نمازی کی
بتوں سے اب تو ہیں سرگوشیاں واعظ کی محفل میں
نہ کوئی مجلسی کی بات سنتا ہے نہ رازی کی

☆☆﴾۵۵۸﴿☆☆

ٹھیک پڑھ سکتا نہیں کہتا ہے ناموزوں مجھے
خود زبان معترض ہی خارج از تقطیع ہے

☆☆﴾۵۵۹﴿☆☆

مشرق کے جو ہور ہے وہ پستی میں پڑے
مغرب سے سبق لیا تو مستی میں پڑے
پیدا ہی نہ ہوتے کاش اطفال یہاں
آخر یہ کیوں بلائے ہستی میں پڑے

☆☆﴾۵۶۰﴿☆☆

مادہ نہیں اتنی مضطرب نر کے لیے
آمادہ ہیں جس قدر وہ آنر کے لیے
نو حصے تم اپنی نوکری کو دے دو

دسواں حصہ تو ہو پیمبر کے لیے

☆☆﴿۵٦١﴾☆☆

ہوش آیا ہے تو ہنگامۂ ہستی بھی سہی
حس لذت ہے طبیعت میں تو مستی بھی سہی
اصل مقصود ہے خالق کی پرستش لیکن
صورت اچھی ہو تو انسان پرستی بھی سہی

☆☆﴿۵٦٢﴾☆☆

تو حشر کا منکر ہے جو اے فتنہ دوراں
کہتا ہے کہ نیچر میں پتا اس کا کہاں ہے
نیچر ہی سے ابھرا ہے ترا قامت رعنا
نیچر ہی میں واللہ قیامت بھی نہاں ہے

☆☆﴿۵٦٣﴾☆☆

بے دینوں کو جوش مستی کیا ہے
بندوں میں یہ خود پرستی کیا ہے
کہتی ہے فلک کی گردش ان سے
تم کیا ہو تمہاری ہستی کیا ہے

☆☆﴿۵٦٤﴾☆☆

کہتے ہیں وہ کہ اکبر کچھ باؤ لا ہوا ہے
مذہب میں بات کیا ہے مسجد میں کیا دھرا ہے
اک روز لاٹ صاحب سے بھی تو پوچھ دیکھیں
گرجا میں کیا دھرا ہے جمتا جو واں پرا ہے

☆☆﴿۵۶۵﴾☆☆

مجھ کو بے دل کردے ایسا کون ہے
یاد مجھ کو اُنْتُم لَاُعْلَوْنَ ہے

☆☆﴿۵۶۶﴾☆☆

عامل ہے ہوا باغ کی معمول ہے مٹی
مٹی ہے کبھی پھول کبھی پھول ہے مٹی

☆☆﴿۵۶۷﴾☆☆

ہے جلوۂ مہر پر تو ماہ تو ہے
سینے میں تمہارے قلب آگاہ تو ہے
ظاہر جو نہیں ہے حامیٔ دیں کوئی
بیدل کیوں ہو رہے ہو اللہ تو ہے

☆☆﴿۵۶۸﴾☆☆

رخصت وہ ہوا جو آیا تھا وہ جائے گا جو آیا ہے
حیرت ہو تو کیا صدمہ ہو تو کیا دنیا میں یہی ہو آیا ہے

☆☆﴿۵۶۹﴾☆☆

سینے پہ بحر حسن کے سونے کی چین ہے
سیمیں ہیں دو حباب طلائی یہ چین ہے

☆☆﴿۵۷۰﴾☆☆

زمانے میں مجھے خواہش نہ اس کی ہے نہ اس کی ہے
سرور طبع کو کافی فقط اک جامِ وسکی ہے

حسب فرمایش اڈیٹر نظام المشائخ

☆☆﴿۵۷۱﴾☆☆

کیوں کر کہوں طریق عمل ان کا نیک ہے
جب عید میں بجائے سوئیوں کے کیک ہے
مجبور ہوں مگر نہ ملوں اُن سے کس طرح
اب تک وہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ ایک ہے

☆☆﴿۵۷۲﴾☆☆

اکبر کی صاف گوئی کو میں نے کیا پسند
کل کہہ رہے تھے بار میں اپنے کلیگ سے
اللہ سے لگائے رہیں لو جناب شیخ
ہم نے تو دل کی لاگ لگائی ہے لیگ سے

☆☆﴿۵۷۳﴾☆☆

موٹر سے نہ گردن کبھی اے یار نکالی
تو نے نہ مری حسرتِ دیدار نکالی

☆☆﴿۵۷۴﴾☆☆

بت کدے میں جو ملکشا تھے وہ بالم ہوگئے
تھے جو کافر وہ حرم میں جان عالم ہوگئے
قصد یہ تھا کر دوں اس مطلع کو شرح مختصر
لکھنے کو بیٹھا جو میں کالم کے کالم ہوگئے

☆☆﴿۵۷۵﴾☆☆

شمشیر زن کو اب نئے سانچے میں ڈھالئے

شمشیر کو چھپایئے زن کو نکالیے

☆☆﴿۵۷۶﴾☆☆

نقص و جنس انجمن قوم میں موجود نہیں

یاں تو نقشوں کی فقط خانہ پری ہوتی ہے

☆☆﴿۵۷۷﴾☆☆

دارالاسلام اب تو شیدائے بتان غرب ہے

اب انہیں کے زیر سایہ ان کا دارالحرب ہے

☆☆﴿۵۷۸﴾☆☆

کشت دل کو نفع پہنچے اشک ایسی چیز ہے

دیدۂ گریاں پہ واٹر ٹیکس کی تجویز ہے

☆☆﴿۵۷۹﴾☆☆

نہیں اب شیخ صاحب کی وہ عادت

وضو کی اور مناجات سحر کی

مگر ہاں چائے پی کر حسب دستور

تلاوت کرتے ہیں وہ پانیر کی

☆☆﴿۵۸۰﴾☆☆

جب نئے عشوؤں کے نقشے زیب ٹیبل ہوگئے

بیسیوں بندے خدا کے آنر ایبل ہوگئے

☆☆﴿۵۸۱﴾☆☆

ہمارے شیخ شرعی زندگی بے سود کاٹیں گے

مرے ولفیر[۲۵] میں بھی انٹرسٹ اب وہ نہیں لیتے

☆☆﴿۵۸۲﴾☆☆

اب کہاں نشوونما پائے نہال معنی
کس زمین پر دلِ پر جوش کی بدلی برسے
بزم حافظ ہے نہ میدان ہے فردوسی کا
قوم کو کام ہے باضابطہ لٹریچر سے

☆☆﴿۵۸۳﴾☆☆

اس بت کی محبت نے چھڑایا ہمیں سب سے
باقی رہی الفت نہ عجم سے نہ عرب سے

☆☆﴿۵۸۴﴾☆☆

لطف امروز اور ہے اور فکر فردا اور ہے
راہِ دنیا اور ہے اور راہِ عقبیٰ اور ہے
نوجوانوں سے بزرگوں کو نہ کیوں ہو اختلاف
چشم بینا اور ہے چشم تماشا اور ہے

☆☆﴿۵۸۵﴾☆☆

بادۂ ورندی کا ذکر اب شعر میں بے سود ہے
کیا ضرورت نقل کی جب اصل ہی موجود ہے

☆☆﴿۵۸۶﴾☆☆

ابھرا ہے رنگ سودا دیوانگی ہری ہے
ہے جوشِ موسم گل جو پھول ہے پری ہے

شمع اور پتنگ سے ہے ہر صبح وعظ عبرت
یہ بھی مرے پڑے ہیں وہ بھی بجھی دھری ہے

☆☆﴿۵۸۷﴾☆☆

کعبے میں جلوہ گروہی دیر میں مستتر وہی
لیتے ہیں ہم خدا کا نام کہتے ہیں رام رام بھی
بولی وہ مس کہ شیخ جی پہلے مرے حریف تھے
اب سمجھ ان کو آگئی دوست بھی ہیں غلام بھی

☆☆﴿۵۸۸﴾☆☆

مہمان فلک کہاں سکوں پاتا ہے
آسودہ جو ہیں انہیں بھی ٹہلاتا ہے
ہے ہضم کی فکر میں یہ نقل حرکت
ظاہر یہ ہے کہ پیٹ دوڑاتا ہے

☆☆﴿۵۸۹﴾☆☆

منظور اے دل ہماری عرضی ہوگی
اس وقت کہ جب خدا کی مرضی ہوگی
اس دورِ فنا میں ہوگی لیکن جو بات
وہ صرف برائے نام و فرضی ہوگی

☆☆﴿۵۹۰﴾☆☆

بہتر یہی ہے پھیر لیں آنکھوں کو گائے سے
کیا فائدہ ہے روز کی اس ہائے ہائے سے

☆☆﴿۵۹۱﴾☆☆

کمزوریوں کو روک دیں زوروں کو کیا کریں
مسلم ہٹے تو فوج کے گوروں کو کیا کریں
منھ بند ہو سکے گا مسلماں شریف کا
چسکا مگر نہ جائے گا صاحب سے بیف کا

☆☆﴿۵۹۲﴾☆☆

دنیا ہی اب درست ہے قائم نہ دین ہے
زر کی طلب میں شیخ بھی کوڑی کا تین ہے

☆☆﴿۵۹۳﴾☆☆

عاشقوں کے بھی عین ہوگئے ہیں اب حقوق
عہد انگریزی ہے یہ اے جان جاں شاہی گئی

☆☆﴿۵۹۴﴾☆☆

بجا ہے جائے جو مٹ یونیورسٹی کے لیے
جنون قوم کو جائز ہے اس پری کے لیے

☆☆﴿۵۹۵﴾☆☆

قایم یہی بوٹ اور موزا رکھے
دل کو مشتاقِ مس ڈسوزا رکھے
ان باتوں پہ معترض نہ ہوگا کوئی
پڑھے جو نماز اور روزہ رکھے

☆☆﴿۵۹۶﴾☆☆

نغمہ قومی کا مطرب آج کل ہے ہر سٹی

تال ہے ذکر ترقی سم ہے یونیورسٹی
دین کی الفت دلوں سے ان کے یونہی گرمٹی
مسلم اٹھ جائیں گے رہ جائے گی یونیورسٹی
ہے ضروری لیڈری میں غیرت و تقوی و دین
خود جو ان میں نقص ہو تو ہے یہ اے اکبر پٹی[۲۶]

☆☆﴿۵۹۷﴾☆☆

فرق آیا رنگ و بو میں ہوا کو ترس گئے
ایسے بجھے کہ ہند میں مسلم اُبس گئے

☆☆﴿۵۹۸﴾☆☆

کالج و ٹیچر و حکام ہمہ در کار ند
تاتوپا سے بکف آری وکنی عہدہ پُری
طاعتِ حق بھی مگر شرط ہے روٹی جو ملے
شیخ سعدی نے کہا کہ بغفلت نخوری

☆☆﴿۵۹۹﴾☆☆

دیکھ آئے قوم سنتے تھے جسے
چند لڑکے ہیں مشن اسکول کے
بار آور پارک میں یہ ہوں گے کیا
گملوں ہی پر رہ گئے ہیں پھول کے

☆☆﴿۶۰۰﴾☆☆

ترقی ہو الٰہی شاید مغرب کے جو بن کی

عجب خوش فعلیاں ہیں آج کل شیخ و برہمن کی
نہ چندا ہے نہ بندہ ہے فقط مغرب کی خندا ہے
اگر چندے یہی حالت رہی شیخ و برہمن کی

☆☆﴿۲۰۱﴾☆☆

کالج ہے دنیوی فوائد کے لیے
قایم ہے یہ ایسے ہی مقاصد کے لیے
مسجد میں یہاں جو مولوی صاحب ہیں
کپتان ہیں مذہبی قواعد کے لیے

☆☆﴿۲۰۲﴾☆☆

کہتا ہوں تہمت حسد ہوتی ہے
خاموش میں دل کو سخت کد ہوتی ہے
دنیا طلبی ضرور ہے انسان کو
لیکن ہر شے کی ایک حد ہوتی ہے

☆☆﴿۲۰۳﴾☆☆

ایام شباب اور موسم گل تقوی کی بیان کیا ہستی ہے
ہر عضو بدن ہے لذت جو ہر قطرۂ خوں میں مستی ہے

☆☆﴿۲۰۴﴾☆☆

خیال آتا ہے اکثر اے خدا کیا ہونے والا ہے
قریب المرگ ہیں ہم پر بھی کوئی رونے والا ہے

☆☆﴿۲۰۵﴾☆☆

جس کو خدا سعید کرے وہ سعید ہے

روزے ہوئے ہوں جس کے قبول اس کی عید ہے

☆☆﴿۲۰۶﴾☆☆

قوم کیسی کس کو اب اردو زباں کی فکر ہے
غم غلط کرنا ہے بس اور آب و ناں کی فکر ہے
ایک پرا اجماع اکثر کا بہت مشکل ہے اب
سب ہیں مضطر اپنے منہ مٹھو میاں کی فکر ہے
ہو نہیں سکتی مرتب کوئی بزم سامعیں
ہر زباں کو ایک تازہ داستاں کی فکر ہے

☆☆﴿۲۰۷﴾☆☆

عزم کر تقلید مغرب کا ہنر کے زور سے
لطف کیا ہے لدّ لئے موٹر پہ زر کے زور سے
غیر ملکوں میں ہنر کو سیکھ تکلفیں اٹھا
روکتے ہیں وہ اگر اپنے اثر کے زور سے
نسخہ آمنٹ با المغرب سے چمکے نیچری
بابوؤں کا کام نکلا شور و شر کے زور سے
نغمۂ شب پر حریفوں کی نہایت ناز ہے
وہ نہیں واقف مری آہ سحر کے زور سے

☆☆﴿۲۰۸﴾☆☆

کالج بنا عمارت فخر النسا بنی
شکر خدا کہ مل گئے آخر بنا بنی
بے پردگی کی ہو نہ یہ درپردہ اک بنا

جن کو یہ ڈر ہے ان کی تو جانوں پہ آبنی
لیکن نگاہ نبض شناسانِ وقت میں
امراضِ قوم کے لیے عمدہ دوا بنی

☆☆﴿۲۰۹﴾☆☆

طلب اپنی نہ بڑھنے دو ضروری رزق کی حد سے
بچالے گی قناعت تیری تجھ کو کفر کی زد سے

☆☆﴿۲۱۰﴾☆☆

دم تم میں ہے خدا ہی کی حمد و سپاس سے
دین خدا جدا نہ کرو اپنے پاس سے
عہدے جو سو پچاس کو اچھے ملے تو کیا
قایم نہ ہوگی قوم کبھی سو پچاس سے

☆☆﴿۲۱۱﴾☆☆

کیوں خدا کے باب میں بحثوں کی اتنی دھوم ہے
ہست میں شبہ نہیں ہے چیست نامعلوم ہے
اس تغیر پر بھی ہے ذہنوں میں قائم کوئی چیز
اور وہ کیا ہے فقط یاحی یا قیوم ہے

☆☆﴿۲۱۲﴾☆☆

گئے وہ دن کہ ہم سب سے بڑے تھے ہم سے سب کم تھے
ہمیں اب کچھ نہیں ہیں اک زمانے میں ہمیں ہم تھے

☆☆﴿۲۱۳﴾☆☆

مسجدیں سنسان ہیں اور کالجوں کی دھوم

مسئلہ قومی ترقی کا مجھے معلوم ہے

☆☆﴿۶۱۴﴾☆☆

روح کا پہچاننا سب سے بڑا سائنس ہے
اس لیے ہادیٔ دیں مطلوب جن و انس ہے

☆☆﴿۶۱۵﴾☆☆

موسم گل میں خبر شور عنادل کی کہی
خوش رہے باد صبا اس نے مرے دل کی کہی

☆☆﴿۶۱۶﴾☆☆

اشعار غیر سے تو مجھے کم سند ملی
سن گفتم و محاورہ شد سے مدد ملی

☆☆﴿۶۱۷﴾☆☆

عشاق وقت مرگ قریں کیوں ہوں یاس سے
خوش ہیں نجات مل گئی بار حواس سے

☆☆﴿۶۱۸﴾☆☆

یہ کیا تم نے کہا اب کوئی ملجا ہے نہ ماویٰ ہے
خدا کے فضل سے بھائی علی گڑھ ہے اٹاوہ ہے

☆☆﴿۶۱۹﴾☆☆

ذوق لقائے حق سے دل کو تمہارے بھر دے
باطن کی ہے یہ خوبی مشتاق مرگ کر دے

☆☆﴿۶۲۰﴾☆☆

ہو خیر یا رب اکبر آشفتہ حال کی

سرجن رقیب اور دوا اسپتال کی

☆☆﴿۶۲۱﴾☆☆

دل میں قوت ہے کچھ نہ جان میں ہے
زندگی اب فقط زبان میں ہے

☆☆﴿۶۲۲﴾☆☆

جانتا ہوں ہو رہا ہے جو نہ ہونا چاہیے
بحث یہ ہے کب تلک اس غم میں رونا چاہیے

☆☆﴿۶۲۳﴾☆☆

اظہار مصیبت میں اکبر تجھے کیوں کد ہے
اب بہر خدا چپ ہو رونے کی بھی اک حد ہے
جنہیں نہیں فکر آخرت کی یہ بن سنوار کر اُدھر گئی ہے
اسی سبب سے عرو دنیا مری نظر سے اتر گئی ہے

☆☆﴿۶۲۴﴾☆☆

اظہار اس معنی نازک کا الفاظ کی حد سے باہر ہے
ہر پھر کے سمجھ ہے گرد اس کے جو حد خرد سے باہر ہے

☆☆﴿۶۲۵﴾☆☆

اک شاعری وہ ہے جسے فطرت سے میل ہے
اک شاعری وہ ہے جو اکھاڑے کا کھیل ہے
دونوں ہیں گو کہ اپنی جگہ مستحق داد
منزل سے اس کو کام ہے اس کو کلیل ہے

☆☆﴿۶۲۶﴾☆☆

گل تصویر کس خوبی سے گلشن میں لگایا ہے
مرے صیاد نے بلبل کو بھی اُلّو بنایا ہے

☆☆﴿۶۲۷﴾☆☆

تعلیم ہے لڑکوں کی کہ اک دام بلا ہے
اے کاش کہ اس عہد میں ہم باپ نہ ہوتے
یہ آپ کی برکت ہے کہ پیچیدگیاں ہیں
بہتر تھا کمیٹی میں اگر آپ نہ ہوتے

☆☆﴿۶۲۸﴾☆☆

یہ جو ہنگامہ تزئین عیش و کامرانی ہے
تماشا غافلوں کا آج ہے کل اک کہانی ہے

☆☆﴿۶۲۹﴾☆☆

مداحوں کو خوش ہو کے تو کیا دیکھ رہا ہے
جو حالت اصلی ہے خدا دیکھ رہا ہے

☆☆﴿۶۳۰﴾☆☆

بانی طرز نو کے طریقوں کے متبع
خلق نکو نہ چھوڑیں گے اولاد کے لیے
البتہ ان بناؤں سے جن کے لیے ہے سعی
کچھ جاں چھوڑ جائیں گے صیاد کے لیے

☆☆﴿۶۳۱﴾☆☆

ہم اظہار خودی سے کوئی دم ساکت نہیں ہوتے
مگر جب غور کرتے ہیں تو خود ثابت نہیں ہوتے

☆☆﴾۶۳۲﴿☆☆

خدا کے باب میں منطق کو پھر کیوں یہ تگا پو ہے
جہاں عشوے ہیں فطرت کے فقط اور عالم ہو ہے

☆☆﴾۶۳۳﴿☆☆

گردوں کا نہ کر شکوہ اچھی نہیں خود غرضی
ہر حال میں پڑھ الحمد اللہ کی جو مرضی
اکبر نے کہا واپس لیتا ہوں میں ہر خواہش
الحمد رہے قائم منظور ہو یہی عرضی

☆☆﴾۶۳۴﴿☆☆

زندگی ہی میں بتدریج ہیں مرتے جاتے
وقت کے ساتھ ہی ہم بھی ہیں گذرتے جاتے

☆☆﴾۶۳۵﴿☆☆

ہم میں وہ خوبی و نکوئی نہ رہی
پاکیزگی و خجستہ خوبی نہ رہی
تعلیم جدید سے ہوا کیا حاصل
ہاں کفر کے ساتھ جنگجوئی نہ رہی

☆☆﴾۶۳۶﴿☆☆

نئی نئی لگ رہی ہیں آنچیں
یہ قوم بے کس پگھل رہی ہے
نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے
عجیب سانچے میں ڈھل رہی ہے

☆☆﴿۶۳۷﴾☆☆

شکلیں جو بن گئی ہیں یہ ذروں کا میل ہے
جھگڑے جو ہو رہے ہیں یہ فطرت کا کھیل ہے
اس روشنی میں خاک ہو نشوونمائے شیخ
زیتون کا نہیں ہے یہ مٹی کا تیل ہے

☆☆﴿۶۳۸﴾☆☆

موعودہ ترقی سے خوشی کیوں نہ ہو پیدا
امید کے انجن کا بھپارا بھی بہت ہے
خوش ہیں قلمی وعدوں پہ جو ڈوب رہے ہیں
ان کے لیے تنکے کا سہارا بھی بہت ہے

☆☆﴿۶۳۹﴾☆☆

میں بہت اچھا ہوں جی ہاں قدر دانی آپ کی
غیر پر پھر کیوں ہے اتنی مہربانی آپ کی

☆☆﴿۶۴۰﴾☆☆

اوکھیاں میں نے سنائی تھیں حریفوں کو فقط
شیخ کیوں کود پڑے ان کو خجالت کیا تھی
شیخ بولے کہ میاں یہ تو بتاؤ ہم سے
تم کو اس دیس میں پشتو کی ضرورت کیا تھی

☆☆﴿۶۴۱﴾☆☆

مری سمجھ سے ہے باہر محیط بے مرکز
ترقیاں ہوئیں کس کی جو قوم ہی نہ رہی

تمام قوم اڈیٹر بنی ہے یا لیڈر
سبب یہ ہے کہ کوئی اور دل لگی نہ رہی

☆☆ ﴿۶۴۲﴾ ☆☆

چھائی جاتی ہے مرے دل پہ اداسی کیسی
ہم نشیں ہے یہ بڑی بات ذرا سی کیسی
کیا ملے داد سخن بنگلہ نشینوں سے مجھے
وہ سمجھتے ہیں نہیں قدر شناسی کیسی

☆☆ ﴿۶۴۳﴾ ☆☆

قرآن کو زبان سے دل میں اتاریئے
علمی نمود چھوڑ عمل کو سنواریئے
چشم و زبان میں کیجئے پیدا اثر جناب
بعد اس کے بندگان خدا کو پکاریئے

☆☆ ﴿۶۴۴﴾ ☆☆

انگریز خوش ہے مالک ایروپلین ہے
ہندو مگن ہے اس کا بڑا لین دین ہے
بس اک ہمیں ہیں ڈھول ہیں پول اور خدا کا نام
بسکٹ کا صرف چور ہے لمنڈ کا چھین ہے

☆☆ ﴿۶۴۵﴾ ☆☆

حامی صبر و طاعت حیران و مضمحل ہیں
طماع غافلوں کی مضبوط پارٹی ہے
رحمان کے فرشتے گو ہیں بہت مقدس

شیطان ہی کی جانب لیکن مجارٹی ہے

☆☆﴿۶۴۶﴾☆☆

ضرورت کچھ نہ تھی اس کی کہ آپس میں بھی ہو جائے
سلام و رحمتہ اللہ کی جگہ گڈ نائٹ اور گڈ ڈے

حیات مذہبی سے بھاگنا تھا کھیل گڑیوں کا
کہاں کی قوم ہاں کچھ بن گئے ہیں نازنین گڈے

☆☆﴿۶۴۷﴾☆☆

بعد مردن کچھ نہیں یہ فلسفہ مردود ہے
قوم ہی کو دیکھئے مردہ ہے اور موجود ہے
شیخ کالج چاہیے دین دار اور صاحب اثر
ورنہ کیسا ہی ہو عمدہ کورس وہ بے سود ہے

☆☆﴿۶۴۸﴾☆☆

مجھ سے ہے عذر غیر کو کونسل کا ووٹ ہے
واللہ اس ستم کی مرے دل پہ چوٹ ہے
ترکیب صلح کل نہ نبھی دل پہ چوٹ ہے
سب سے بچے تو کیجئے کونسل کا ووٹ ہے

☆☆﴿۶۴۹﴾☆☆

لفظ قومی پر بلا مرکز اکڑنا چاہیے
اس کے یہ معنی ہوئے آپس میں لڑنا چاہیے

☆☆﴿۶۵۰﴾☆☆

ٹے ٹنک ٹکڑے ہوا ٹکرا کے آئس برگ سے
دب گیا سائنس بھی آخر پیام مرگ سے

☆☆﴿۲۵۱﴾☆☆

وہ دلی احباب وہ مسجد کے ساتھ اب کہاں
دشمنوں کے دشمنوں سے گپ اڑایا کیجئے
ٹھیکہ داروں نے کیا نیلام قومی روح کو
چھاؤنی میں اب فقط روٹی کمایا کیجئے
مر رہا ہوں مجھ کو بد خواہی کی قوت ہی نہیں
خیر خواہی آپ ہی ہر دم جتایا کیجئے
عیش کا بھی ذوق دیں داری کی شہرت کا بھی شوق
آپ میوزک ہال میں قرآن گایا کیجئے

☆☆﴿۲۵۲﴾☆☆

گناہوں سے نہ باز آئے گی اور بستی سے بھاگے گی
جہنم سے سوا طاعون سے یہ قوم ڈرتی ہے

☆☆﴿۲۵۳﴾☆☆

لندن سے دہلی آئے ہیں دس یوم کے لیے
یہ زحمتیں اٹھائیں فقط قوم کے لیے

☆☆﴿۲۵۴﴾☆☆

دیکھو حضور جارج ہیں کیسے خدا پرست
گرجا میں سر جھکا ہے دسمبر ہو یا اگست
رکھتا نہیں نماز سے تو اپنے دل کو گرم

اے مدعی دین خدا شرم شرم شرم

☆☆﴿۲۵۵﴾☆☆

بابو گریجویٹ ہیں کالی کے ساتھ ہیں
اک آپ ہیں کہ ہوٹلوں والی کے ساتھ ہیں
بڑھتا رہا جو طاعت و مسجد سے یوں ہی بیر
کچھ خاک میں ملیں گے تو کچھ ہوں گے جز و غیر
کہتے ہو تم جو We تو انہیں آتی ہے ہنسی
یعنی زبان شوق غلط لفظ میں پھنسی
We کا پتا کہاں ہے وہ کتنے ہیں کون ہیں
مرکز سے ہیں جدا نہ سوا ہیں نہ پون ہیں
آزر کے ساتھ نام گرامی بھی لکھ گیا
لیکن ادھر سے خط غلامی بھی لکھ گیا
موقع کا ہے خیال نہ اب کا نشنس ہے
ارشاد ہو غلط بھی تو اس کا ڈفنس ہے
ارشاد لاجواب تو قرآن ہی کا ہے
قانون بے مثال تو رحمان ہی کا ہے
وقعت تمہاری شاہ کی منزل میں کچھ نہیں
کاغذ پہ اعتراف مگر دل میں کچھ نہیں
نقلی کمیٹیوں میں نہ دل ہے نہ دین ہے
یہ پانیر پری کی فقط اک مشین ہے
اک دل لگی ہے کانگرس ہو کہ لیگ ہو

ذاتی ہے اک نمود جو کوئی علیگ ہو
طاعت سے نیکیاں ہیں تو نیکی سے عزتیں
شبہے کی کوئی بات نہیں اس اصول میں
وقعت مگر محال ہے مسجد کو چھوڑ کر
ممکن نہیں کہ پایئے پھل جڑ کو توڑ کر
اک برگ گل کہے گا کہ ہم گل کے جزو ہیں
تم خود کو کیا کہو گے کہ ہم کل کے جزو میں
لاٹھی بھلی ملی ہو اگر اس کی رگ سے رگ
بے کار توپ جس کے ہوں پرزے الگ الگ
پھل پھول پتیوں پہ ہے تیری نظر نثار
جڑ پر نظر نہیں ہے کہ جس کی ہے سب بہار
گھر چھوڑ چھاڑ کر جو بغل چاپ بن گئے
کانٹوں میں اب پھنسو کہ مٹن چاپ بن گئے
مانوں گا میں یہ بات کہ مجبوریاں بھی ہیں
پر بالا رادہ دین سے کچھ دوریاں بھی ہیں
کلفت اسی کی مجھ کو ہے ہر آن ہر نفس
لاکھوں کی سد راہ ہے دس بیس کی ہوس
گو اپنے ساتھ آپ کا ہرانہ لے گیا
اکبر مگر خدا کی گواہی تو دے گیا
عاصی ہوں میں فقط یہ تقاضائے میوز[۲۸] ہے

یاروں نے التجا ہے پلیز اکسکیوز[29] ہے

☆☆☆

ضمیمۂ متفرقات

☆☆﴿۶۵۶﴾☆☆

اے اکبر ہمارے دل کا تڑپانا نہیں آتا
کہ جس کو علم تو آتا ہے شرمانا نہیں آتا

☆☆﴿۶۵۷﴾☆☆

رنگ ہی کچھ اور اب تو روز و شب کا ہوگیا
جس طرف دیکھو دگرگوں حال سب کا ہوگیا
اس تغیر سے مگر اس کو نہیں پہنچا ضرر
انقلاب آیا بھی اکبر پر تو رب کا ہوگیا

☆☆﴿۶۵۸﴾☆☆

بہت دشوار ہے مسلم کو قومی پیشوا بننا
مصیبت جھیلنا اور ہادی راہِ خدا بننا
مشینوں[30] سے لپٹ کر اس قدر البتہ ممکن ہے
بہ باطن خود گھسٹنا اور بہ ظاہر رہنما بننا

☆☆﴿۶۵۹﴾☆☆

جب ایسی قوم ہے تو پیشوا بھی اس کے ایسے ہیں
مثل سچ ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے ہیں

☆☆﴿۶۶۰﴾☆☆

جو حکم واعتصموا ہم کو ہے بحبل اللہ
بتائیے کہ کہاں ہے وہ حبل عالم میں
ادب میں دین کے اور مسجدوں کی صف میں ہے
کہ لیگ میں ہے وہ اور پانیر کے کالم میں

☆☆﴿۲۶۱﴾☆☆

اسباب طرب یہاں وہاں سے لائیں
ہر طرح کا فرنیچر دکاں سے لائیں
قایم نہ رہے ادب تو کیا اس کا علاج
انگریز کا رعب ہم کہاں سے لائیں

☆☆﴿۲۶۲﴾☆☆

بگڑ جائے گی میری اس بت کی اک دن
الی اصلہٖ یرجع کل شیٔ

☆☆﴿۲۶۳﴾☆☆

بدن میں روح آجاتی ہے جب لے گوری رنگت کے
تو بے انگلش پڑھے روزی بھی مل سکتی ہے نیٹو کو

☆☆☆

بلینک درس یعنی با قافیا فہ

☆☆﴿۲۶۴﴾☆☆

اجسام کے فنون کا کرتے ہیں خود عمل

اجرام کے علوم کا دیتے ہیں ہم کو درس
ہوتا ہوں معترض تو وہ کہتے ہیں واہ واہ
میں نے تو کر دیا ترا رتبہ بلند تر
از صحن خانہ تا بلب بام اذان من
واز بام خانہ تا بہ ثریا اذ ان تو
خود فن حرب سیکھ رہے ہیں پریڈ پر
میرے لیے چمن میں شٹل کاک کا ہے کھیل
اظہار ناخوشی پہ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھ
تیرا ہی مشغلہ ہے بہت صاف و بے ضرر
آں اشتر ضعیف و للکدزن اذان من
واں گربۂ مصاحبِ بابا اذانِ تو

☆☆﴿۲۶۵﴾☆☆

ضمیمہ غزل

عبث بالکل ہے حال دل کسی سے آج کل کہنا
بہت جوش طبیعت ہو تو جائز ہے غزل کہنا
فقط تعمیر کالج پر میں پھولوں یہ نہیں ممکن
مبارک آپ ہی لوگوں کو ہو پتی کا پھل کہنا

☆☆﴿۲۶۶﴾☆☆

طامع کو گداپا یا قانع کو غنی دیکھا
اوروں کو نہیں کہتے ہم نے تو یہی دیکھا
عقدے بھی کھلے تجھ سے منظر بھی نظر آئے

آنکھیں بھی کبھی کھولیں دل کو بھی کبھی دیکھا

☆☆﴿۲۶۷﴾☆☆

ساز قومی پہ جو ظاہر ان کا ایما ہوگا
جو مخالف تھا وہ اپنی سُر میں دھیما ہوگیا

پیش تو میں نے بھی دل کو کر دیا بہر کباب
تھا عدو چالاک تر بالکل ہی قیما ہوگیا

ہے تلوّن میں مرا آئینہ رو ہم رنگ چرخ
مہر طلعت دن کو شب کو ماہ سیما ہوگیا

عشق قومی میں بھی خطرہ ہے ہلاکت کا مجھے
لیڈروں کے مشورے سے جان بیما ہوگیا

☆☆﴿۲۶۸﴾☆☆

جب یاس ہوئی تو آہوں نے سینے سے نکلنا چھوڑ دیا
اب خشک مزاج آنکھیں بھی ہوئیں دل نے بھی مچلنا چھوڑ دیا

ناوک فگنی سے ظالم کی جنگل میں ہے اک سناٹا سا
مرغان خوش الحال ہوگئے چپ آہو نے اچھلنا چھوڑ دیا

کیوں کبروغرور اس دور پہ ہے کیوں دوست فلک کو سمجھا ہے
گردش سے یہ اپنی باز آیا، یا رنگ بدلنا چھوڑ دیا

بدلی وہ ہوا گذرا وہ سماں وہ راہ نہیں وہ لوگ نہیں
تفریح کہاں اور سیر کجا گھر سے بھی نکلنا چھوڑ دیا

وہ سوز گداز اس محفل میں باقی نہ رہا اندھیرا ہوا
پروانوں نے جلنا چھوڑ دیا شمعوں نے پگھلنا چھوڑ دیا

ہر گام پہ چند آنکھیں نگراں ہر موڑ پہ اک لیسنس طلب
اس پارک میں آخر اے اکبر میں نے تو ٹہلنا چھوڑ دیا

کیا دین کو قوت دیں یہ جواں جب حوصلہ افزا کوئی نہیں
کیا ہوش سنبھالیں یہ لڑکے خود اس نے سنبھلنا چھوڑ دیا

اقبال مساعد جب نہ رہا رکھے یہ قدم جس منزل میں
اشجار سے سایہ دور ہوا چشموں نے ابلنا چھوڑ دیا

اللہ کی راہ اب تک ہے کھلی آثار و نشاں سب قایم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ میں چلنا چھوڑ دیا

جب سر میں ہوائے طاعت تھی سر سبز شجر امید کا تھا
جب صرصر عصیاں چلنے لگی اس پیڑ نے پھلنا چھوڑ دیا

اس حور لقا کو گھر لائے ہو تم کو مبارک اے اکبر
لیکن یہ قیامت کی تم نے گھر سے جو نکلنا چھوڑ دیا

☆☆﴿۲۶۹﴾☆☆

جواب شیخ میں یہ تو کبھی نہیں کہا جاتا
کہ وعظ ٹھیک ہے لیکن نہیں رہا جاتا

طمع نے دین کو کھویا جو ہوتے ہم قانع
کبھی نہ ہاتھ سے یہ دُرِ بے بہا جاتا

امید وصل جو ہوتی نہ جاں فزا اکبر
بھلا یہ صدمۂ فُرقت کبھی سہا جاتا

میں پوچھوں کیوں مرنے مرنے پہ لوگ کہتے ہیں کیا
یہہ کیا یقین کہ ہے کچھ نہ کچھ کہا جاتا

☆☆﴾۶۷۰﴿☆☆

ترا دل تو ہمیشہ امر خاطر خواہ چاہے گا
مگر ہوگا وہی اکبر کہ جو اللہ چاہے گا
غزل سننی ہو اکبر کی تو اس کو عذر ہی کیا ہے
مگر ہر شعر پر وہ انجمن میں واہ چاہے گا

☆☆﴾۶۷۱﴿☆☆

کیسے وعدے تھے یہ اس دن کے سر راہ جناب
آپ سے پھر نہ ملاقات ہوئی واہ جناب
میرے اشعار پہ کہتے ہیں بہت واہ جناب
نہیں کرتے مگر افزائش تنخواہ جناب
ابھی سو تک نہیں پہنچی مری تنخواہ جناب
آپ مجھ کو نہ کہا کیجئے اللہ جناب
ووٹ بازی کے سوا رکھا ہی کیا ہے اس میں
ممبری کے لیے کرتے ہیں عبث آہ جناب
بنتے جاتے ہیں غبارا وہ نئی روشنی کے
ہو ہی جائیں گے ثریا چشم و ماہ جناب

☆☆﴾۶۷۲﴿☆☆

سامنا اک نگہ ناز کا ہے جان کی خیر
مہرباں اک بت عیار ہے ایمان کی خیر
یہ تو زینت ہے کہ پہنے ہیں جڑاؤ بالے
یہ قیامت ہے کہ اللہ مرے کان کی خیر

گوشۂ دامن لیلی بھی ہے ترا اشکوں سے
ہم یہی کہتے تھے مجنوں کے گریباں کی خیر

ٹھن گئی آج یہی دل میں کہ پہونچوں ان تک
یا مری خیر نہیں یا نہیں دربان کی خیر

ناز سے دامن اٹھاتی تھی جو اپنا لیلیٰ
زیر لب کہتی تھی مجنوں کے گریباں کی خیر

آپ کے ناوک غمزہ کی توجہ ہو جدھر
موت ہے دل کی منائے جو کوئی جان کی خیر

ادب سبحہ و زنار اٹھا جاتا ہے
خیر ہندو کی نہ اب ہے نہ مسلمان کی خیر

ترک شیراز سے خوشتر ہیں بتان مغرب
ظاہرا اب نظر آتی نہیں ایران کی خیر

دل لگی دین کی باتوں میں عیاذًا باللہ
شیخ لاحول پڑھیں تم کہو شیطان کی خیر

اس نے میدان میں سروے کے کیا قوم کا نام
آپ بنگلے میں منایا ہی کئے جان کی خیر

پارٹی کچھ بھی نہیں جب نہ ہو ذوق طاعت
قوم کی خیر نہیں ج نہیں ایمان کی خیر

اس مس برق کلیسا کا ہے لکچر اکبر
آج تو علم بھی مانگے گا مسلمان کی خیر

مزا آتا ہے گردوں کو مجھے بے چین رکھنے میں
مصائب جان دیتے ہیں مرے حس کو ذکاوت پر
جمالِ لم یزل کی معرفت کیونکر میسر ہو
کہ حس غالب ہے فانی انقلابوں کا طبیعت پر
یہ غیرت دیکھئے ضبط فغاں ہے اس لیے مجھ کو
کہیں نازاں نہ ہو تکلیف میری اپنی شدت پر

☆☆﴿۶۷۴﴾☆☆

کس طرح پردے میں رہے اے شیخ عورت اک طرف
سارے خیالات اک طرف ملکی ضرورت اک طرف
مشرق کے واعظ اک طرف مغرب کی زینت اک طرف
عقلی دلیلیں اک طرف اور دل کی رغبت اک طرف
اسپنسر و مل کے ورق ہیں کس قیامت کے سبق
کل توپ خانہ اک طرف بابو کی جرأت اک طرف
اکبر دربت خانہ پر ایسا جما ٹلتا نہیں
ساری خدائی اک طرف اس بت کی صورت اک طرف
ذکر خدایا داجل کافی ہیں اس کے واسطے
میدان آزر اک طرف اکبر کی ہمت اک طرف

☆☆﴿۶۷۵﴾☆☆

ہمیں گھیرے ہوئے ہیں ہر طرف اصلاح کی موجیں
مگر یہ حس نہیں ہے ڈوبتے ہیں یا ابھرتے ہیں
مرا یہ شعر اکبر ایک دفتر ہے معانی کا

کوئی سمجھے نہ سمجھے ہم تو سب کچھ کہہ گذرتے ہیں

☆☆﴿۶۷۶﴾☆☆

معنی کا حس نہیں تو ترے دل میں کچھ نہیں
لیلیٰ اگر نہیں ہے تو محمل میں کچھ نہیں
کار جہاں کو دیکھ لیا میں نے غور سے
اک دل ہے سعی میں حاصل میں کچھ نہیں
اے آفتاب خضرِ رہِ معرفت ہے تو
اتنے ستارے اور تری محفل میں کچھ نہیں
لیتے ہیں لوگ اپنی دلی بات کے مزے
میرا مزا یہ ہے کہ مرے دل میں کچھ نہیں
ان کی سنو خدا نے کہا جن سے صاف صاف
اوہام کے فسانہ باطل میں کچھ نہیں
افسانہ حسن گل کا بڑی چیز ہے حضور
کہتے ہیں آپ شور عنا دل میں کچھ نہیں
اسپیچ مذہبی میں بھی یکتا ہیں شیخ کمپ
لیکن یہ سب زبان پہ ہے دل میں کچھ نہیں
حلوا کھلایا شیخ نے اور وعظ بھی کہا
حلوا تو پیٹ میں ہے مگر دل میں کچھ نہیں
دل کش بہت ہے افعی گیسوئے اختلاف
کونسل سے کیوں کہوں کہ ترے بل میں کچھ نہیں

☆☆﴿۶۷۷﴾☆☆

مٹاتے ہیں جو وہ ہم کو تو اپنا کام کرتے ہیں
مجھے حیرت تو ان پر ہے جو اس مٹنے پر مرتے ہیں

☆☆﴿۶۷۸﴾☆☆

جس طرف اُٹھ گئی ہیں آہیں ہیں
چشم بد دور کیا نگاہیں ہیں
ذرہ ذرہ ہے خضر شوق تو ہو
چلنے والے کو لاکھ راہیں ہیں

☆☆﴿۶۷۹﴾☆☆

لطف چاہو اک بت نوخیز کو راضی کرو
نوکری چاہو کسی انگریز کو راضی کرو
لیڈری چاہو تو لفظ قوم ہے مہماں نواز
گپ نویسوں کو اور اہل میز کو راضی کرو
طاعت و امن و سکوں کا دل کو لیکن ہو جو شوق
صبر پر طبع ہوس انگیز کو راضی کرو
زق زق دبق بق میں دنیا کے نہ ہو اکبر شریک
چپ ہی رہنے پر زبان تیز کو راضی کرو

☆☆﴿۶۸۰﴾☆☆

اتنی رغبت دل کی جب مے کی طرف پی نہ لو
مدرسہ مانع نہیں مسجد کا نوٹس ہی نہ لو
دم نکل جانے کا اندیشہ تو ہے مجھ کو مگر
نزع میں تم ہو تو میں کیونکر کہوں ہچکی نہ لو

بوسہ و سنبوسہ ارزاں بک رہے ہیں دیر میں
ہے کوئی جس سے کہوں یہ بھی نہ لو وہ بھی نہ لو

☆☆﴿۶۸۱﴾☆☆

دل ترا ہو کہ نہ ہو ہوش ربا راز کے ساتھ
صوت سرمد تو ازل سے ہے اسی ساز کے ساتھ

کیا وہ خواہش کہ جسے دل بھی سمجھتا ہو حقیر
آرزو وہ جو سینے میں رہے ناز کے ساتھ

گردش چرخ بدل دیتی ہے دنیائے طریق
ہو ہی جاتے ہیں سب اس شعبدہ پرواز کے ساتھ

ہاں عطا کی ہے جنہیں چشم بصیرت حق نے
ان کے کان اب بھی ہیں قرآن کی آواز کے ساتھ

اس گلستاں میں نہیں کوئی ہوا خواہ مرا
سب کی سازش ہے اس نرگس غماز کے ساتھ

پر شکستہ ہوں قفس میں نہ رہا ذوق چمن
ولولے دل کے گئے قوت پرواز کے ساتھ

دل رنگیں کے ابھرنے میں تصنع کیا
فصلِ گل آتی ہے سامان خدا ساز کے ساتھ

سعی پر اپنی بہت فخر نہ کر اے اکبر
طے منزل بھی ہے مشروط تگ و تاز کے ساتھ

نیچری سے کوئی الحاد کی پوچھے ترکیب
دین چھوڑا ہے تو کس ٹھاٹھ کس اعزاز کے ساتھ

پارٹی بندی میں ہوتا ہے یہی اے اکبر
کیا تعجب ہے نظر آئیں جو گدھ باز کے ساتھ

☆☆﴿۲۸۲﴾☆☆

خدا کے کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے
نظر آتا یہ مجھ کو بدر سے غار حرا پہلے
نہ رکھے گا خدا بے گانہ تجھ کو نور باطن سے
مگر لازم ہے پیدا کر دل حق آشنا پہلے
تری تعلیم جو کچھ ہو ہمارا تو سبق یہ ہے
یہ سب فانی خدا باقی خودی پیچھے خدا پہلے

☆☆﴿۲۸۳﴾☆☆

غیر کی حسرت نکلنے دیجیے
خیر میرے دل کو جلنے دیجیے
پارک میں کیا جاؤں ہے وقت نماز
بابو صاحب کو ٹہلنے دیجیے

☆☆﴿۲۸۴﴾☆☆

طفل دل کو اُلفت زلف بتاں اک کھیل ہے
خیر ہو ایماں کی یا رب کافروں سے میل ہے
مغربی چکر میں تفریحیں بھی ہیں ایذا کے ساتھ
امتیاز اس کا ہے مشکل پارک ہے یا جیل ہے
برکتیں ساکت سعادت دم بخود مذہب خموش
دل دعا سے بے خبر تدبیری سے میل ہے

کہتے ہیں راہ ترقی میں ہمارے نوجواں
خضر کی حاجت نہیں ہم کو جہاں تک ریل ہے

☆☆﴿۶۸۵﴾☆☆

وضع بدلی گھر کو چھوڑا کاغذوں میں چھپ گئے
چند روز کھیل تھا آخر کو سب مرکھپ گئے
مٹ گئے نقش و نگار دیر فانی کے مرید
نام انہیں کا رہ گیا روشن جو ہر کو جپ گئے
دل کا ٹکڑا تو رہا باقی پڑے راہ خدا
ریل میں کیا غم جو اکبر کھیت تیرے نپ گئے

☆☆﴿۶۸۶﴾☆☆

دلوں کو لذت معنیٰ کا اب حس ہی نہیں باقی
جسے دیکھو قتیل صورت دنیائے فانی ہے
حدیث آرزوئے قرب باری پر نظر کس کی
خدا اک لفظ ہے اور شوق موسیٰ اک کہانی ہے
ہوائے وادی ایمن کہاں اب گلشن دل میں
نہ وہ ارنی کا خرمن ہے نہ شوق لن ترانی ہے
معاذ اللہ غفلت باریاں یہ ابر مغرب کی
کوئی آلودہ آز کوئی صرف جوانی ہے
مٹا دے اپنی ہستی اشتیاق حسن باقی میں
جو اے اکبر تجھے ذوقِ حیات جاودانی ہے

☆☆﴿۶۸۷﴾☆☆

آفت جاں ہے تجلی آتش رخسار کی
خیر ہو یا رب نگاہ شوق سہل انکار کی
مست کر دیتی ہے مجھ کو فصل گل میں بوئے گل
وجد میں لاتی ہے حالت سبزہ و اشجار کی
بھینی بھینی ہائے وہ نارنج کے پھولوں کی بو
جس پہ سو جانیں فدا ہوں طبلۂ عطار کی
قطرہ ہائے شبنم پاکیزہ پتوں پر نہیں
سبز پریوں پر چمک ہے موتیوں کے ہار کی
ہر شگوفے پر تڑپ جاتی ہے طبع حسن دوست
پتی پتی پر نگاہیں ڈالتا ہوں پیار کی
ناچتا ہوں صحن گلشن میں ہوا کے ساتھ ساتھ
ہم نوائی چاہتا ہوں بلبل گلزار کی
مجھ کو دیوانہ بنا دیتا ہے فطرت کا جمال
عارض گل سے خبر ملتی ہے روئے یار کی
سر جھکا کر دیا کر لیتا ہوں اپنی موت کو
حاضری ہو جاتی ہے اللہ کے دربار کی
نکہت گل ہائے شاخ گل میں یہ مستی کہاں
اور ہی خوشبو ہے کچھ تیرے گلے کے ہار کی

☆☆☆

متعلق امور خاص

ڈاکٹر مینارڈ ہیں اپنے ہنر میں لاجواب
ہاتھ ان کا بقر ہے نشتر شعاع ماہتاب
ہفت سالہ[۳۲] تھا مرض دم بھر میں زائل ہوگیا
آنکھ روشن ہوگئی جاتا رہا سارا حجاب
پانچ ہی دن میں نہ پٹی تھی نہ بستر کی وہ قید
حسن کلکتہ تھا اور میری نگاہ انتخاب
ڈاکٹر مینارڈ کو اللہ رکھے شاد کام
اور ہے خلق خدا ان کے ہنر سے فیضیاب

☆☆﴿۶۸۹﴾☆☆

مدرسہ الٰہیات خوب ہے کان پور میں
قوم کی سچ جو پوچھئے خدمت واقعی یہ ہے
حمد خدا کے غلغلے ہوں گے بلند اب یہاں
اس میں ذرا بھی شک نہیں دین کی بہتری یہ ہے
حضرت رعد کا یہاں جوش و خروش دیکھ کر
سب نے کہا یسبح الرعد بحمدہ یہ ہے

☆☆﴿۶۹۰﴾☆☆

عنبر[۳۳] فشاں ہوا ہے معطر مکان ہے
کیوڑے کا یہ عرق نہیں کیوڑے کی جان ہے
کیوڑہ بنے گا پندرہ قطروں سے اک گلاس
اس کی یہی ہے جانچ یہ امتحان ہے

صنعت صانع کو دیکھ اس روغنِ بادام میں
یاسمن کی روح پھونکی ہے تن بادام میں

☆☆☆

تاریخ وفات والدہ سید عشرت حسین

"۲۴ اکتوبر ۱۹۱۰ء ماہ عید ۱۳۲۹ھ"

مرا راحت رسان و مَحرمِ اسرار مابودی
ہمیں تاریخ فوتت گفتہ ام۔ غم خوار
مابودی

۱۹۱۰ء

مادہ تاریخ ولادت سیّد ہاشم

تیغ فاتح

ظہور بدر

۱۸۹۹ء

۱۳۱۷ھ

مادہ تاریخ ولادت سید عقیل سلمہٗ ابن سید عشرت حسین سلمہٗ

محمد عقیل ابن عشرت

۱۳۲۵ھ

تاریخ وفات جناب سید تفضّل حسین صاحب پدر حضرت اکبر

چو شد و اصل ذاتِ رب ذات او

بجو سال تارتخیش از ۔ ذات رب

۱۳۰۳ھ

تاریخ وفات جناب سید ہادی علی صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ آلہ آباد

ان کے مرنے کا نہ کیوں ہو سب کو غم

سچ تو یہ ہے لاکھوں ہی میں ایک تھے

سنئے الہامی یہ تاریخ وفات

میر ہادی صلح جو تھے نیک تھے

۱۳۱۷ھ

☆☆☆

ایضاً متفرق مصرعے

☆☆﴿۲۹۲﴾☆☆

پاکیزہ سرشت صاحب رائے

میر ہادی از جہاں مردانہ

قطعات و مثنویات

☆☆﴿۲۹۳﴾☆☆

مسلم ہے جب سب کو اِلاَّ قلیلا

تو ہر علم ہے ذہن انسان میں ڈھیلا

مگر مست کر جاتا ہے ہو کے پیدا

اسی فیض فطرت سے کوئی رسیلا

مذاہب کی مستی حریفوں کی شوخی

رہے گی رچی یوں ہی دنیا کی لیلا

الایا ایہا الساقی بدہ ووٹے بجفلہا
کہ سیٹ آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا
رفیقاں ست و طاقت سلب و دولت صرف و دل بے حس
چرا افتی پئے نامے دریں گرداب مشکلہا
رہ پیچیدہ ہر حکومت بر تو نکشاید
مگر چوں مار کاہل حلقہ زن باشی دریں بلہا
عبث اے بے ہنر قرب مشین مغربی خواہی
کہ جزو وے ترا حاصل نمی گرد وازیں ملہا
حکومت پارلیمنٹی بنا شد اندریں کشور
دے نیٹو بجنگ آید ہم از بہر کونسلہا
ہوس در سینہ می جوشد کہ جاں دہ اندریں منزل
خرد در گوش می گوید کہ بر بندید محملہا
زحرص ممبری نقصان پذیر و قوت ملت
بجائے قوم۔ آنر دخل یا بدبر در دل ہا
چو ذوق خدمت ملک است حاجت نیست با کونسل
بکن تحریر در اخبار و نطقے دہ بجفلہا
اگر جوش مضامیں ہست در طبع بلیغ تو
بگو افسانہائے درد دل در شکل ناولہا
نمی گویم کہ موج شوق عزت ہست بے معنی
ہمی گویم نگہہ دارید کشتی ہاو ساحل ہا

برآر از دل یکے دست دعا در حضرت باری

کہ تا بخشد ولت را امتیاز حق و باطل ہا

اگر حاکم کند ایما طلب کن ووٹ و خوش بنشیں

کہ سالک بے خبر بنو دزراہ و رسم منزل ہا

بجوئے شہر تے کاخر گزٹ زاں طرہ بکشاید

حریفاں مضطرب گروند و شور افتد بجلہا

چو در کونسل رسی باصد ادب مشغول خدمت شو

مَتٰی مَا تَلْقَ مَنْ تَھْوٰی دَعِ الدُّنْیَا وَاَھْمِلْہَا

☆☆﴿۲۹۵﴾☆☆

بے سبب زیں لائبریری[۳۴] ہامرا اکراہ نیست

ہر کتابے را کہ کشادیم بسم اللہ نیست

کورس راہر سال تغیرّ است و باہم اختلاف

اتحاد معنوی را سوئے دل ہاراہ نیست

از مذاق مشرقی ہر طبع را بے گانگی

چیزے از مغرب بدل ہاہست خاطر خواہ نیست

صف نشیناں چشم یاری می کنند از ہم دریغ

کو دلے کاں را دریں محفل جنونِ جاہ نیست

گشتہ ام مایوس ازیں انداز آغاز شما

لا الٰہیت نمایاں ہست والا اللہ نیست

صورت مذہب کی می سازند تحسین می کنیم

معنی دیں را کہ می سازند خلق آگاہ نیست

برائے رسالہ زمانہ

☆☆﴿۲۹۶﴾☆☆

جواڈورڈ[۳۵] نے چھوڑا شاہی کا چارج
ہوئے جلوہ آرا شہنشاہ جارج
خوشی ان کی ہے اور ان کا الم
دو دل ہو رہی ہے زبان قلم
قصیدہ کہے یا کہ نوحہ لکھے
کدھر رخ کرے کیا کہے کیا لکھے
لحد بھی ہے اور مسند جاہ بھی
مبارک سلامت بھی ہے آہ بھی
بڑے شور ایوان دولت میں ہیں
وہ تربت میں ہیں اور یہ حیرت میں ہیں
شہنشاہ مرحوم تھے صلح جو
نئے امپرر ہیں بہت نیک خو
وفا و ادب سے ہے یہاں رابطہ
ہماری دعا ہے یہ باضابطہ
خدا ان سے خوش ہو انہیں دے فروغ
بڑھیں نیک اور بد رہیں بے فروغ
رہے تخت برطانیہ برقرار

رہے ہندیو نہیں اطاعت شعار
وہ سنبھلیں جو رہتے ہیں غفلت میں مست
یہاں تو ہے پہلے ہی سے دل شکست
بگڑتا ہے دنیا میں جو گھر بنا
مسلسل ہے رفتار موج فنا
خوشی کی بھی لیکن ہے پیہم نمود
بلا ہے تو نعمت کا بھی ہے درود
ہمین است آئین چرخ کہن
چہ خوش گفت سعدی شیریں سخن
یکے را چو پایاں رسد دور عہد
جواں دولتے سربر آروز مہد

☆☆﴿۶۹۷﴾☆☆

فرض عورت پر نہیں ہے چار دیواری کی قید
ہو اگر ضبط نظر کی اور خودداری کی قید
ہاں مگر خود داری و ضبط نظر آساں نہیں
منھ سے کہنا سہل ہے کرنا مگر آساں نہیں
تم میں وہ ضبط نظر ان میں وہ خود داری کہاں
رعب قومی مثل فاتح ملک پر طاری کہاں
اب رہی تعلیم کون اس امر کا مفتوں نہیں
بیبیوں پر مغربی سانچا مگر موزوں نہیں
یہ تو ظاہر ہے حریف شوخ کیوں رکنے لگا

شوق سے لیکن خرابی پر میں کیوں جھکنے لگا

☆☆﴿۲۹۸﴾☆☆

چل بسے وہ جنہیں مقدور تھا خود داری کا
نہ وہ تقویٰ نہ وہ تعلیم نہ وہ دل کی اُمید
ولولے لے کے نکلنے لگے کالج کے جواں
شرم مشرق کے عدد شیوۂ مغرب کے شہید
نئے انداز عبادت ہیں نئی صورت عیش
رمضاں ساعت کرکٹ ہے تھیٹر میں ہے عید
نئی تہذیب نئی راہ نیا رنگ جہاں
دور گردوں کی کہاں تک کوئی کرتا تردید
بحث میں آہی گیا فلسفۂ شرم و حجاب
زہرہ ممبر ہوئیں ووٹر تھے جناب خورشید
دبی آواز کہا بھی جو کسی نے کہ جناب
کچھ مناسب نہیں اس وقت میں ایسی تمہید
شیخ صاحب ہی کا ہے بزم میں کیا رعب و وقار
کہ خواتین کو پبلک میں ہو وقعت کی امید
نعرے تحقیر کے اس پر ہوئے یاروں میں بلند
لڑکیاں بول اٹھیں خود بہ طریق تائید
جب حکومت نہیں باقی تو یہ غمزے کیسے
کون کونے میں کرے بیٹھ کے مٹی کو پلید

تم نے شلوار کو پتلون سے بدلا اے شیخ
پھر مرے واسطے محرم رہے کیوں حبل[۳۶] درید

خود تو گٹ پٹ کے لیے جان دیئے دیتے ہو
ہم سے کہتے ہو کہ پڑھ بیٹھ کے قرآن مجید
لال جب خود ہی کنیری[۳۷] کا ہوا ہے بندہ

تو یہ منیا رہے کیوں گوشۂ عزلت میں شہید
دولھا بھائی کی ہے یہ رائے نہایت عمدہ
ساتھ تعلیم کے تفریح کی حاجت ہے شدید
در نظارہ مقفل رہے کب تک ہم پر
کیوں نہ غنچوں کے لیے اد صبا کی ہو کلید
اکبر افسردہ شداز گرمئ ایں طرز سخن
شیخ بگریخت و در صومعۂ خوشی خزید
کھل گئے ورنہ رہا شاہد مشرق میں حجاب
غُل مچا ہُرّے کا بول اٹھے یہ مغرب کے مرید
للہ الحمد ہرآں چیز کہ خاطرمی خواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

☆☆☆

دربار ۱۹۱۱ء

☆☆ ﴿۲۹۹﴾ ☆☆

دیکھ آئے ہم بھی دو دن رہ کے دہلی کی بہار

حکم حاکم سے ہوا تھا اجتماع انتشار
آدمی اور جانور اور گھر مزین اور مشین
پھول اور سبزہ چمک اور روشنی ریل اوتار
کیروسین اور برق اور پٹرولیم اور تارچین
موٹر اور ایروپلین اور جمگھٹے اور اقتدار
مشرقی پتلون میں تھی خدمت گذاری کی امنگ
مغربی شکلوں سے شان خود پسندی آشکار
شوکت و اقبال کے مرکز حضور امپرر
زینت و دولت کی دیوی امپرس عالی تبار
بحر ہستی لے رہا تھا بے دریغ انگڑائیاں
ٹیمز کی امواج جمنا سے ہوئی تھیں ہم کنار
انقلاب دھر کے رنگین نقشے پیش تھے
تھی پئے اہل بصیرت باغ عبرت میں بہار
ذرے ویرانوں سے اٹھے تھے تماشا دیکھنے
چشم حیرت بن گئی تھی گردش لیل و نہار
مصلحت آمیز ہر طرز و طریق انتظام
حکمت آگیں ہر ادائے حاکماں نامدار
جامے سے باہر نگاہ ناز فاتحان ہند
حد قانونی کے اندر آنر بلوں کی قطار
خرچ کا ٹوٹل دلوں میں چٹکیاں لیتا ہوا
فکر ذاتی میں خیال قوم غائب فی المزار

دعوتیں ۔ انعام ۔ اسپیچیں ۔ قواعد۔ فوج ۔ کمپ
عزتیں۔ خوشیاں ۔ امیدیں۔ احتیاطیں اعتبار
پیش رو شاہی تھی پھر ہز ہائی نس پھر اہل جاہ
بعد اس کے شیخ صاحب ان کے پیچھے خاکسار

☆☆﴿۷۰﴾☆☆

میں نے مرشد سے کیا جا کر یہ اک دن التماس
کار دنیا نے بہت مجھ کو کیا ہے اب اداس [۳۸]

جلوہ دنیا نے مجھ کو کر دیا ہے بے بصر
آخرت پر اب نہیں باقی رہی میری نظر
فلسفہ نے مجھ کو دکھلایا فقط دنیا کا فیکٹ [۳۹]

میری چشم طبع کو عارض ہے غربی کٹیریکٹ [۴۰]

میرے حق میں کوئی فکر سالویشن [۴۱] کیجئے

ہوسکے تو مذہبی اک آپریشن کیجئے
کی توجہ حضرت مرشد نے میرے حال پر
اک نظر ڈالی مرے اقوال اور اعمال پر
چشم باطن میں دیا نشتر نگاہ تیز کا
کٹ گیا وہ رنگ محسوسات کفر انگیز کا
پھر در دل پر مرے تقویٰ کی پٹی باندھ دی
آنکھ پر شوق لقائے حق کی پٹی باندھ دی

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

دربار دہلی اک طرف لوکل مجالس اک طرف
مرزا کا چم خم اک طرف بدھو کی گھس گھس اک طرف

راجا میں ہندی فربہی موٹر کی طینت آتشی
مرطوب و بار داک طرف اور حار دیا بس اک طرف

ہر چند دل کے نرم ہیں تاہم بہت سر گرم ہیں
سردی کا احسا اک طرف اعزاز کا کا حس اک ظرف

یہ رنگ و بویہ زینتیں یہ پرتکلف صنعتیں
ہر گوشۂ کمپ اک طرف اور سارا پیرس اک طرف

آنکھوں کو تم کھولو ذرا دیکھو تو یہ پولو ذرا
تیزی فرس کی اک طرف اور ناز فارس ایک طرف

جو بن دہر ہے گلشن ہر اک سو شہر ہے
واگوش گل ہے اک طرف حیرت میں نرگس اک طرف

بھولے ہیں سب کبرومنی ہے شان دہلی دیدنی
دل کش دوکانیں اک طرف بارعب آفس اک طرف

سرکش کو فکر حفظ جاں اکبر کا شورالاماں
سائنس کا زور اک طرف حسن رخ مس اک طرف

جان جہانی بانی ہیں یہ عظمت میں لاثانی ہیں یہ
ہفت آسماں ہیں اک طرف اور جارج خامس اک طرف

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

شاہ کابل آں سراج ملت و روشن خرد

کرد نہضت ازرہ حکمت سوئے ہندوستان
کول کالج را شرف بخشید از اسپیچ خویش
مرحبائے گفت و دستِ فیض اوشدز رفشاں
مرشد کالج بہ وجد آمد زتحسینش و لے
مدحت ایں طائفہ برقلب شیخ آمد گراں
گفت شاہ از عیب ایناں چشم پوشی می کند
یا فریبے خوردہ ازریں طباق میزباں
مسلک و اعماں ایشاں یک دو سالے دید نیست
کے کند کشف حقیقت یک دو ساعت امتحاں
ہمدریں معنی سخن می گفت باطبع ملول
چوں بدید ندش کہ دربند غم است ایں ناتواں
عاقلے فرمود قول شہ مفید ست و نکو
ہمنشیں خندید و گفت ایں مطلع حافظ بخواں
دوش از مسجد سوئے مے خانہ آمد پیرما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

☆☆ ۷۰۳ ☆☆

یہ پوچھا شیخ سے میں نے کہ کہئے کیا گذرتی ہے
یہ سن انیس سو دس ہیں نئے مقصود و منظر ہیں
نہایت یاس و حسرت سے وہ بولے کیا کہوں تم سے
یہ دو مصرعے سنو جن میں نہاں دفتر کے دفتر ہیں
نئی تعلیم کے مردے تو زندہ ہیں تماشوں میں

پرانی وضع کے زندے مگر مردوں سے بدتر ہیں

☆☆﴿۲۰۴﴾☆☆

دو تیتریاں ہوا میں اڑتی دیکھیں
اک آن میں سو طرف کو مڑتی دیکھیں
بھولی خوش رنگ چست نازک پیاری
پہنے ہوئے فطرتی منقش ساری
پھرتی ہے کہ برق کی طبیعت کا ابھار
تیزی ہے کہ آنکھ کو تعاقب دشوار
جو فاصلہ کر لیا ہے باہم قایم
وہ بھی ہے بلا زیادت و کم قایم
گو تابع جوش برق پردازی ہیں
دونوں کے خطوط طیر متوازی ہیں
کیونکر میں کہوں کہ یہ نظر بندی ہے
اللہ اللہ کیا ہنر مندی ہے
ان جانوروں میں گرل اسکول کہاں
فطرت کے چمن میں صنعتی پھول کہاں
کس بزم میں ایسا ناچ سیکھ آئی ہیں
پریاں اندر کی جس سے شرمائی ہیں
اس سمت اگر خیال انساں بڑھ جائے
دامان نظر پہ رنگ عرفاں چڑھ جائے

☆☆﴿۲۰۵﴾☆☆

نہ مسجد میں نظر آتے نہ رہتے میں محلوں میں
ترقی پا کے بس مل جاتے ہیں برگد کے گلوں میں
یہی یورش رہی آزادی و تقلید بیجا کی
تو غائب قوم کی تمکین ہے دو چار ہلوں میں

☆☆﴿۲۰۶﴾☆☆

جوش قومی کا اظہار ہے ہر شام و پگاہ
لب پہ الفاظ بہت خوب ہیں ماشاء اللہ
دیکھتا کچھ نہیں لیکن رزولیوشن سوا
بحث کچھ تم میں نہیں ہے اوولیوشن کے سوا
نہ وہ مسجد نہ جماعت نہ وہ طاعت نہ دعا
نہ وہ گل ہیں نہ وہ گلشن نہ وہ سبزہ نہ ہوا
نہ قناعت نہ توکل نہ وہ خود داری ہے
جاہ و شہرت کی تمنا میں گرفتاری ہے
کیا غرض مرکز تسبیح و دعا قائم ہو
بس یہ مطلب ہے کہ اک اپنی سبھا قایم ہو

☆☆﴿۲۰۷﴾☆☆

بہت ہی عمدہ ہے اے ہم نشین برٹش راج
کہ ہر طرح کے ضوابط بھی ہیں اصول بھی ہے
جو چاہے کھول لے دروازہ عدالت کو
کہ تیل پیچ میں ہے ڈھیلی اس کی چول بھی ہے
نگاہ کرتے ہیں حاکم بہت تعمق سے

تمہاری عرض میں گو کچھ زیادہ طول بھی ہے
خلل نہ شغل میں بدھو کے ہے نہ جسو کے
کہ شیخ سدو بھی ہیں اور قدم رسول بھی ہے
عطا ہوئی ہے یہ اسپیکروں کو آزادی
کہ حاکموں میں ہے قال تویاں اقول بھی ہے
محل صل علی ڈاک و تارکی ہے روش
اگرچہ دل میں نہاں عظمت رسول بھی ہے
جگہ بھی ملتی ہے کونسل میں آزیبلی کی
جو التماس ہو عمدہ تو وہ قبول بھی ہے
چمک دمک کی وہ چیزیں ہیں ہر طرف پھیلی
کہ آنکھ محو ہے خاطر اگر ملول بھی ہے
طرح طرح کے بنا لو لباس رنگا رنگ
علاوہ روئی کے ریشم بھی اور اول[۳۲] بھی ہے

اندھیری رات میں جنگل میں ہے رواں انجن
کہ جس کو دیکھ کے حیران چشم غول بھی ہے
شگفتہ پارک میں ہر سمت رہرووں کے لیے
نظر نواز ہے پتی حسین پھول بھی ہے
جب اتنی نعمتیں موجود ہیں یہاں اکبر
تو حرج کیا ہے جو ساتھ اس کے ڈیم فول بھی ہے

شکوہ[۴۳ے] جلوۂ قیصر عیاں ہے

زمیں پر آج اترا آسماں ہے
کرم فرما ہوا ہے شاہ انگلینڈ
کہ جو شاہنشہ ہندوستاں ہے
عظیم الشان ہے دربار دہلی
سراپا چشم ہر پیر و جواں ہے
چمک دکھلا رہا ہے ذرہ ذرہ
منور ہر سڑک اور ہر مکاں ہے
بپا کل ملک میں ہے جشن شادی
جدھر دیکھو مسرت کا سماں ہے
تکلف کی نہیں باقی کوئی حد
ہر اک سو صرف زر صرف زباں ہے
نہایت فخر ملک ہند کو ہے
کہ اس کا شاہ اس کا میہماں ہے
مکنزی اور پلو مر کا ہے وہ لطف
کہ ہر طفل دبستاں شادماں ہے
الٰہ آباد کا یہ ہائی اسکول
انہیں کے دم سے رشک بوستاں ہے
خدا اس عہد کو رکھے مسلسل
کہ حاصل نعمت امن و اماں ہے

کلکٹر کا بھی ہے دربار عالی
یہاں بھی خاطر ننکو میاں ہے

☆☆﴿۲۰۹﴾☆☆

جن بزرگوں کی طلب سابق و دیرینہ ہے
ان کو الطاف گورنمنٹ کا گنجینہ ہے
جن بزرگوں کو نئی راہ میں ہے سعی کا شوق
قوم ہے ان کو بلاواسطہ لینے کا ہے شوق
دونوں راہوں میں ہے عزت بھی رکاکت بھی ہے
موقع مدح بھی ہے وجہ شکایت بھی ہے
مستند دونوں ہیں ہو چال جو اعزاز کے ساتھ
دونوں رہ سکتے ہیں آسودگی و ناز کے ساتھ
شدت حرص سے ہاں سوئے رکاکت جو جھکے
غیر ممکن ہے کہ دل خلق کا رُکنے سے رُکے
نہ اُچھل کود کا حاصل تملق کا اثر
بجز اس کے کہ گھٹو زور میں باہم لڑکر
خوب ہے وہ جو قناعت کی طرف سالک ہے
کسی میرسی ہے تو ہو اس کا خدا مالک ہے
امر طاعت ہی ہے اللہ کے پیاروں کے لیے
ماسوا اس کے جو ہے شغل ہے یاروں کے لیے
طلب رزق ضروری ہے تو مجبوری ہے
اس کے آگے ہے جو کچھ اس سے مجھے دوری ہے

جب اتنی نعمتیں موجود ہیں یہاں اکبر
بن بلائے مرے وہ آپ چلے آئیں گے

جنگ ٹرکی اور اٹلی کے متعلق رائیں

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

﴿کوئی کہتا ہے﴾

دکھائے گی نیا اب رنگ ٹرکی
نہ ہوگی مبتلائے جنگ ٹرکی
وہاں بھی آگئیں مغرب کی لہریں
ہوئی اب ہم کنار گنگ ٹرکی
بہت خود رائے تھے سلطان سابق
رہا کرتی تھی ان سے تنگ ٹرکی
ہوئے رخصت وہاں سے اولڈ فیشن
ترقی اب کرے گی ینگ ٹرکی

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

﴿بعض یہ کہتے ہیں﴾

بدلی وہ ہو اوہ سنبل و گل رخصت
ساقی رخصت وہ ساغر مل رخصت
اب دل میں ہیں دوستان ٹرکی شاداں
لو ہوگئے پانیر عبدل رخصت

☆☆﴿۱۰۹﴾☆☆

﴿لیکن بعض یہ فرماتے ہیں﴾

یلدیز سد راہ کنوں نماند
اندیشۂ حریف بحال زبوں نماند
آن تیغ عقل وآں نگہہ پرفسوں نماند
سودا بہ جوش آمد و آں رنگ خوں نماند
چوں رخت خود بہ بست و بروں از مقام شد
عبدا الحمید گفت کہ ترکی تمام شد
ان فکر مصر و کابل و جاپان وچیں کجا
آن خوض و التفات پئے کار دیں کجا
آن پالسی وآں نگہہ دوربیں کجا
آن خاتم حمید کجا آں نگیں کجا
در دل گذار بیم بجائے امید شد
گوئی خلا بماند و خلافت شہید شد

☆☆﴿۱۳ے﴾☆☆

﴿بہت لوگ یہ کہتے ہیں﴾

مجھ پہ ہے تقلید واجب ہند کے دربار کی
رائے میری ہے وہی جو رائے ہے سرکار کی

☆☆﴿۱۴ے﴾☆☆

﴿کوئی انقلاب زمانہ کی یوں شکایت کرتا ہے﴾

حالت ایں چیست کہ من پیش نظری بینم
درپس کارتاں فتح و ظفر می بینم
در حرم سوز دل و خون جگری بینم

چرخ را وضع دگر رنگ دگری بینم
ایں چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شرمی بنیم
شاہ و سلطان سے رعایا کی مروت نہ رہی
پاس ملت نہ رہا دین کی غیرت نہ رہی
وہ عقیدے نہ رہے اور وہ حکومت نہ رہی
دل کا مرکز نہ رہا ہاتھ کی طاقت نہ رہی
ایں چہ شوریست کہ در دور قمری بنیم
ہمہ آفاق پراز فتنہ و شر می بنیم
خار الحاد کو ہر گل سے یہ کاوش کیسی
ترک ایماں کی دل خلق میں خواہش کیسی
کفر ہے دعویٔ اسلام کی سازش کیسی
اے فلک کیا یہ ترا رنگ یہ گردش کیسی
ایں چہ شوریست کہ در دور قمری بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شری بینم
اب تو رکھ دی گئی تہہ کرکے ادب کی چادر
پہلے قبلہ تھے تو اب صرف ڈیر ہیں فادر
امر تعظیم کو اطفال نے سمجھا باور

ماؤں کو لینے کو ہرگز نہیں جاتیں تادر
دختراں را ہمہ جنگ است و جدل با مادر

ہیچ الفت نہ پسر را بہ پدر می بینم

☆☆﴿۱۵ے﴾☆☆

﴿اور میں کہتا ہوں﴾

کیا بحث ہے ایران سے یا ترک و عرب ہے
اس وقت تجھے قطع نظر چاہیے سب سے
یا تخت پہ بیٹھے کوئی یا تخت سے اترے
رکھ کام تو دن رات فقط طاعت رب سے
تاریخ نے دیکھے ہیں بہت رنگ فلک کے
خورشید نکلتا ہے سدا پردۂ شب سے

☆☆﴿۱۶ے﴾☆☆

ہم کو سنبھالتی ہے ملت جولا[۴۵] بنائے
میں کو نباہتی ہے غیرت جو دل میں آئے
کیا حال قوم مجھ سے تو پوچھتا ہے ہمدم
ہم کا پتا نہیں ہے میں ہیں مگر بہت کم
کفر اس کو ہے قناعت محنت کی راہ بھولی
تقریریں فضولی کوشش میں بے اصولی
جب پیشوا نے اپنا کعبہ جدا بنایا
اپنے مزے کو سب نے اپنا خدا بنایا
اپنی ہی یہ خطا ہے ہم نے تو خوب جانچا
لڑکے ڈھلے ہیں ویسے جیسا بنا تھا سانچا

شر جس سے پھیلتا ہے یادش بخیر بھی ہے
اپنا ہی کیا کہ ہنستا اب ہم پہ غیر بھی ہے
جھوٹی لگاوٹوں سے ہرگز نہیں ہے سیری
حرص و طمع نے کھودی اس قوم کی دلیری
آثار کہہ رہے ہیں گوشے دل حزیں میں
جیتا رہا تو تو بھی مل جائے گا انہیں میں
بچنا اگر ہے تجھ کو اس دور میں تو سورہ
بے رونقی پہ کر صبر اللہ ہی کا ہورہ

\-\-\-\-\-\-\-\-اختتام\-\-\-\-حصہ دوم\-\-\-\-\-\-\-\-